وسیلہ کی شرعی حیثیت

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ...

www.KitaboSunnat.com

علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

دار التفقہ والتحقیق جہلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

وسيله كي شرعي حيثيت

تاليف

علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرس

صفحہ نمبر	عناوین	نمبر شمار
3	فہرست	1
4	مقدمہ	2
6	وسیلہ کا مفہوم	3
8	وسیلے کی اقسام	4
14	وسیلہ اور قرآن کریم	5
64	وسیلہ، صحیح احادیث اور فہم سلف کی روشنی میں	6
90	مختلف مکاتبِ فکر اور وسیلہ	7
133	ناجائز وسیلہ پر دلائل کا جائزہ	8
277	سیدنا آدم علیہ السلام کا وسیلہ	9
329	آپ اگر نہ ہوتے......!	10
345	نمازِ غوثیہ	11

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُقَدِّمَہ

توحید ہی سرچشمہ نجات ہے، اسی کی بدولت دنیا وآخرت کی سعادتیں حاصل ہوتی ہیں، وسیلہ کی ناجائز صورتیں توحید کے منافی ہیں اورشرک تک پہنچنے میں پل کا کام دیتی ہیں،ضرورت اس امر کی تھی کہ وسیلہ کی جائز اور ناجائز صورتوں کو بیان کردیا جائے،اس سے صحیح عقیدہ کی تلقین ہوجائے گی،احقاق حق اورابطال باطل ہوجائے گا، یہ بھی واضح ہوجائے گا کہ لوگ باطل اورگمراہی میں کس طرح مبتلا ہوجاتے ہیں۔

باطل کی پہچان یہ ہے کہ وہ دلائل کی روشنی سے محروم ہوتا ہے، جب دلائل کی روشنی اس کے سامنے آئے،تو وہ اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔

بعض حضرات زندہ بزرگوں اورفوت شدہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا جائز سمجھتے ہیں، وہ اس پر عقل ونقل سے کچھ سندنہیں رکھتے۔ یہ نظریہ قرآن وحدیث اورسلف صالحین کے سراسر مخالف ہے،فہم دین میں جولوگ سلف صالحین پر اعتمادنہیں کرتے،نصوص شرعیہ اورائمہ کی متفقہ تصریحات کے خلاف تاویلات کرتے ہیں،ان کی بات عقیدہ وعمل میں حجت کیوں کرہوسکتی ہے؟

حق سلف صالحین میں منحصر ہے، وہ علم وتقویٰ میں فائق تھے، ہرایک کی بات کو سلف پرپیش کیا جائے گا،اگران کے موافق ہےتو قبول......ورنہ رد ہوجائے گی۔

جولوگ توسل بالذوات اورتوسل بالاموات کے قائل ہیں، جہاں وہ قرآن وحدیث کی دوراز کارتاویلات کرکے اپنا مَن پسند مطلب اخذ کرتے ہیں، وہاں وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے دلائل بھی رکھتے ہیں، جو قطعاً بے بنیاد ہیں، جو کہانیوں اور حکایتوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ ہم نے محدثین کرام کے اصولوں کے مطابق ان کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے گم گشتہ گان حق کے لیے سرچشمہ ہدایت بنائے، حق کو آشکارا کرنے کے لیے سنگ میل ثابت ہو، بسیار کوشش کی گئی ہے کہ انداز عام فہم ہو، قاری کو دشواری کا سامنا نہ ہو، سختی اور درشتی سے کام نہیں لیا گیا، اللہ تعالیٰ اسے محض اپنے عزت والے چہرے کے لیے پسند فرما لے، آمین یارب العالمین!

حررہٗ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

0300-5482125

12-12-2019

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسیلہ کا مفہوم

وسیلہ کامعنی و مفہوم:

لغت میں وسیلہ سے مراد ہر وہ چیز ہے، جس کے ذریعے کسی ذات تک رسائی یا اس کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہو۔

ابونصر جوہری رحمہ اللہ (393ھ) لکھتے ہیں

أَلْوَسِيلَةُ مَا يُتَقَرَّبُ بِهٖ إِلَى الْغَيْرِ .

''وسیلہ اسے کہتے ہیں، جس کے ذریعے کسی کا قرب حاصل کیا جائے۔''

(الصّحاح تاج اللّغة : 1841/5)

علامہ ابن الاثیر (606ھ) لکھتے ہیں:

فِي حَدِيثِ الْأَذَانِ : أَللّٰهُمَّ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، هِيَ فِي الْأَصْلِ : مَا يُتَوَصَّلُ بِهٖ إِلَى الشَّيْءِ وَيُتَقَرَّبُ بِهٖ، وَجَمْعُهَا : وَسَائِلُ، يُقَالُ : وَسَلَ إِلَيْهِ وَسِيلَةً وَّتَوَسَّلَ، وَالْمُرَادُ بِهٖ فِي الْحَدِيثِ : الْقُرْبُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَقِيلَ : هِيَ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''دعائے اذان والی حدیث میں الفاظ ہیں کہ ''اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ عطا فرما!۔'' وسیلہ اسے کہتے ہیں، جس کے ذریعے کسی چیز تک رسائی ہو اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا قرب حاصل کیا جائے۔وسیلہ کی جمع وسائل ہے۔کہتے ہیں،فلاں نے فلاں کی طرف وسیلہ بنایا۔حدیث میں وسیلے سے مراد اللہ تعالیٰ کا قرب ہے۔بعض کے نزدیک اس سے مرادروز قیامت شفاعت ہے۔''

(النّهاية في غريب الحديث : 555/5)

معلوم ہوا کہ وسیلہ اس چیز کا نام ہے،جس کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کا تقرب اوراس کی خوشنودی حاصل کرتا ہےاوراس سے مراد نیک اعمال ہیں۔

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوٓا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(المائدة : 35)

''اہل ایمان!اللہ سے ڈر جاؤ،اسے راضی کرنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو اوراس کے رستے میں جہاد کرو،کامیاب ہو جاؤ گے۔''

اس آیت میں اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔وسیلہ کیا ہے؟ تمام سنی مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد نیک اعمال ہیں۔

دعا میں وسیلہ:

تضرع کا وہ مقام،جس میں آپ اللہ سے دعا کرتے ہیں،ساتھ میں کوئی طریقہ اس دعا کی قبولیت کا اختیار کرتے ہیں،وسیلہ کہلاتا ہے۔

دعا چونکہ عبادت ہےاور ہر عبادت کا طریقہ قرآن وسنت سے معلوم کیا جاتا ہے، لہٰذا دعا میں وسیلہ وہی اختیار کیا جائے گا،جو قرآن وسنت سے ثابت ہے۔وسیلہ کے جس طریقہ کا ذکر قرآن وسنت میں نہیں،ناجائز اور غیر مشروع ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسیلے کی اقسام

جائز وسیلہ:

دُعا میں وسیلے کی تین قسمیں جائز ومشروع ہیں:

① اسمائے حسنیٰ کا وسیلہ مثلاً: اللہ! اپنی رحمت کے وسیلے ہمارے حال پہ رحم فرما۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا﴾(الأعراف: 180)

''اللہ کے خوب صورت نام ہیں، ان ناموں کے وسیلے سے اس سے مانگا کرو۔''

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (671ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿فَادْعُوهُ بِهَا﴾، أَيِ اطْلُبُوا مِنْهُ بِأَسْمَائِهٖ، فَيُطْلَبُ بِكُلِّ اسْمٍ مَّا يَلِيقُ بِهٖ، تَقُولُ: يَا رَحِيمُ ارْحَمْنِي ....

''اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَادْعُوهُ بِهَا﴾ (اللہ سے اسمائے حسنیٰ کے وسیلے سے دعا کرو)، اللہ سے اس کے ناموں کے وسیلے سے مانگو۔ ہر نام کے وسیلے سے وہ دعا مانگی جائے، جو اس نام کے معنی میں ہو، مثلاً اے رحیم! مجھ پر رحم فرما......۔''

(تفسير القُرطبي: 327/7)

② نیک اعمال کا وسیلہ۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

❀ قرآن میں اہل ایمان کی صفت بیان ہوئی ہے:

﴿اَلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَآ إِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(آل عمران: 16)

''اہل ایمان کہتے ہیں: ربّ کریم! ہم ایمان لائے ہیں، اسی باعث ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں جہنم سے پناہ میں رکھ۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَآ إِنَّنَآ اٰمَنَّا﴾، أَيْ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرَسُولِكَ، ﴿فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا﴾، أَيْ بِإِيمَانِنَا بِكَ وَبِمَا شَرَعْتَهٗ لَنَا، ﴿فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا﴾ وَتَقْصِيرَنَا مِنْ أَمْرِنَا بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ، ﴿وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾.

''اہل ایمان کہتے ہیں: ربّ کریم! ہم تجھ پر، تیری کتاب اور تیرے رسول پر ایمان لے آئے۔ چونکہ ہم تجھ پہ ایمان رکھتے ہیں اور تیری نازل کردہ شریعت پر سر تسلیم خم ہیں، اسی طفیل ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔''

(تفسیر ابن کثیر: 23/2)

❀ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے دعا کی:

﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾

(آل عمران: 53)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ربّ کریم! ہم تیری وحی پر ایمان لائے اور تیرے رسول کی پیروی کی، ہمارا نام بھی تصدیق کرنے والوں میں شامل فرما۔“

❁ اللہ عقل مندوں کی نشانیاں بیان کرتا ہے:

﴿رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ﴾

(آل عمران : 193)

”ہمارے ربّ! ہم نے ایک منادی کو کہتے ہوئے سنا کہ اپنے رب پر ایمان لے آیئے، تو ہم ایمان لے آئے، ربّ کریم! اسی طفیل ہمارے گناہ معاف فرما، ہم سے ہماری برائیاں دور کر اور ہمیں صالحین کے ساتھ موت نصیب فرما۔“

معلوم ہوا کہ دُعا میں نیک اعمال کا وسیلہ مشروع ہے۔ نیک اور عقل مند لوگوں کا یہی وطیرہ ہے۔ یہ جائز وسیلہ استعمال کرنا چاہیے۔

❁ صحیح حدیث میں اصحابِ غار کا قصہ وارد ہوا ہے، ان اللہ والوں نے مصیبت میں نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا تھا اور ان کی پریشانی ختم ہو گئی تھی۔

(صحيح البخاري : 5974، صحيح مسلم : 2743)

③ وسیلہ کی تیسری صورت یہ ہے کہ کسی زندہ، صالح اور موحّد سے دعا کرائی جائے، اس کی دلیل سورت نساء (64) میں ہے۔

❁ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مصیبت اور پریشانی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُعا کرواتے تھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں۔ ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حق میں دعا کرائی تھی۔(سنن الترمذي : 3578، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے دعا کرائی۔(صحیح البخاري : 1010)

قرآن وسنت سے وسیلے کی مذکورہ تین اقسام ہی ثابت ہیں۔اہل سنت کا انہی پر عمل ہے اور مسلمانوں کو انہی پر اکتفا کرنا چاہیے۔

وسیلے کي ناجائز صورتیں :

وسیلہ کی ان تین اقسام کے علاوہ تمام اقسام غیر مشروع، ناجائز اور بدعت ہیں۔ مثلا: حاضر، غائب، زندہ یا مردہ کی ذات کا وسیلہ پیش کیا جائے یا صاحبِ قبر سے کہا جائے کہ میرے حق میں دعا اور سفارش کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں یا وفات کے بعد کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو وسیلہ نہیں بنایا، سلف صالحین اور ائمہ محدثین سے بھی یہ وسیلہ ثابت نہیں، چند گزارشات ملاحظہ ہوں:

① وسیلے کی یہ صورتیں بدعت ہیں، قرآن وحدیث میں ان کا ثبوت نہیں اور صحابہ کرام، اسلاف امت کا ان پر عمل نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا، لَیْسَ عَلَیْهِ أَمْرُنَا، فَهُوَ رَدٌّ .

”جس نے ایسا کام ایجاد کیا، جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے۔“

(صحیح مسلم : 1877)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَجَبًا لِّتَرْكِ النَّاسِ هٰذَا الْإِهْلَالَ، وَلِتَكْبِيرِهِمْ مَّا بِي، إِلَّا أَنْ يَّكُونَ التَّكْبِيرَةُ حَسَنًا، وَلٰكِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي الْإِنْسَانَ مِنْ قِبَلِ الْإِثْمِ، فَإِذَا عُصِمَ مِنْهُ جَاءَهٗ مِنْ نَّحْوِ الْبِرِّ، لِيَدَعَ سُنَّةً وَّلِيَبْتَدِعَ بِدْعَةً»

''تعجب ہے لوگ تلبیہ چھوڑ کر تکبیر کہنے لگے ہیں۔تکبیر فی نفسہ اچھی چیز ہے، لیکن شیطان انسان کے پاس گناہ کے دروازے سے آتا ہے۔ وہ اس داؤ سے بچ جائے، تو نیکی کے دروازے سے آتا ہے، تاکہ انسان سنت چھوڑ کر بدعت کو دین بنا لے۔''

(مسند إسحاق بن راهويه :482، و سندهٗ صحيحٌ)

امام ابن جریج رحمہ اللہ ''مدلس'' ہیں، لیکن عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کریں، تو سماع پر محمول ہوتی ہے۔ابن جریج رحمہ اللہ خود بیان کرتے ہیں:

عَطَاءٌ، فَأَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْهُ، وَإِنْ لَّمْ أَقُلْ : سَمِعْتُ .

''میں نے عطاء سے سنا ہوتا ہے، اگرچہ میں سماع کی تصریح نہ کروں۔''

(تاريخ ابن أبي خيثمة :241/2، 247، وسندهٗ صحيحٌ)

لہٰذا اس روایت کی سند ''صحیح'' ہے۔ والحمد للہ!

② وسیلہ کی یہ اقسام غلو پر مبنی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”دین میں غلوّ سے بچے رہنا،غلو نے پہلی امتوں کو ہلاک کیا تھا۔“

(مسند الإمام أحمد :1/215، سنن النّسائي : 3059، سنن ابن ماجه : 3029، مسند أبی یعلٰی : 2427، المستدرك للحاكم :1/466، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (473)، امام ابنِ خزیمہ (2867)، امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (3871) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ہر بدعت دین میں غلو سے جنم لیتی ہے۔غلو یہ ہے کہ آپ عبادات میں شریعت کی حدود و قیود اور طریقہ ہائے کار پر اکتفا نہ کریں، بلکہ ان کی ادائیگی میں خودساختہ طریقے شامل کر دیں۔ چونکہ دین میں غلوّ ہلاکت و بربادی کا موجب ہے ،لہٰذا عبادات میں قرآن وسنت پر اکتفا ضروری ہوتا ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وسیلہ اور قرآنِ کریم

کتاب وسنت سے وسیلے کی کون کون سی صورتیں ثابت ہیں، سابقہ سطور میں اس کا بیان گزر چکا ہے اور ان کے دلائل بھی اختصار کے ساتھ زینت قرطاس ہو چکے ہیں، بعض حضرات وسیلے کی ان صورتوں کے قائل ہیں، جو کتاب وسنت سے ثابت نہیں ہیں۔انہوں نے اپنے اس نظریے پر دلائل قائم کئے ہیں، اِنہی دلائل کا جائزہ یہاں لیا جا رہا ہے۔ان قرآنی دلائل کا جائزہ، جو مذکورہ نظریہ کے دفاع میں پیش کئے جاتے ہیں:

دلیل نمبر ①

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوٓا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(المائدۃ : 35)

''اہل ایمان ! اللہ سے ڈر جاؤ، اسے راضی کرنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو اور اس کے رستے میں جہاد کرو، کامیاب ہو جاؤ گے۔''

تبصرہ :

اس آیت میں وسیلے سے مراد نیک اعمال کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرنا ہے، فوت شدگان کے وسیلہ پر اس میں کوئی صراحت نہیں ہے۔

ائمہ اہل سنت کی تصریحات بصارت کیجئے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (م:606ھ) کہتے ہیں:

قَالَ : ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوٓا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ﴾، كَأَنَّهٗ قِيلَ : قَدْ عَرَفْتُمْ كَمَالَ جَسَارَةِ الْيَهُودِ عَلَى الْمَعَاصِي وَالذُّنُوبِ، وَبُعْدِهِمْ عَنِ الطَّاعَاتِ الَّتِي هِيَ الْوَسَائِلُ لِلْعَبْدِ إِلَى الرَّبِّ، فَكُونُوا يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ! بِالضِّدِّ مِنْ ذٰلِكَ، وَكُونُوا مُتَّقِينَ عَنْ مَعَاصِي اللّٰهِ، مُتَوَسِّلِينَ إِلَى اللّٰهِ بِطَاعَاتِ اللّٰهِ .

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوٓا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾''اہل ایمان! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ، اس کی رضا کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔'' گویا یہ کہا جا رہا ہے کہ مسلمانان امت! آپ جانتے ہیں کہ یہود معصیت، نافرمانی اور گناہ کے ارتکاب میں کس قدر جری تھے اور اللہ کی اطاعت، فرمانبرداری سے کتنے دور تھے۔ حالاں کہ اطاعت بندے کے لیے ربّ تعالیٰ کے تقرب کا وسیلہ ہے، اہل ایمان! آپ اس کے بالکل برعکس ہو جانا، اللہ کی معصیت و نافرمانی سے بچنا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے وسیلے سے تقرب حاصل کرتے رہنا۔''

(تفسير الرّازي :11/348-349)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الَّذِي قَالَهٗ هٰؤُلَاءِ الْأَئِمَّةُ، لَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُفَسِّرِينَ .

''ان ائمہ دین نے جو فرمایا ہے، یہ مفسرین کا اتفاقی فہم ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر ابن کثیر : 535/2)

قارئین کرام! آپ نے اس آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائی۔ اس آیت میں وسیلہ سے نیک اعمال مراد ہیں۔ کسی ثقہ مفسر نے اس آیتِ کریمہ سے فوت شدگان کے وسیلہ کا اثبات نہیں کیا۔

تعجب تو یہ ہے کہ ہمارے بھائی فروعی مسائل میں تقلید لازم ہونے کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ ہم ازخود قرآن وسنت سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے، لیکن وہی بھائی عقیدے میں تمام مفسرین کو بائی پاس کرتے ہوئے خود مفسر بن کر آیتِ مبارکہ کا مفہوم بیان کر رہے ہیں اور مفہوم بھی ایسا کہ اسلافِ امت میں سے کسی ایک نے بھی بیان نہیں کیا۔

اس آیت سے دعا میں نیک لوگوں کی ذات یا اعمال کے وسیلہ کا جواز قطعاً ثابت نہیں ہوتا، بلکہ یہ آیت تو علی الاعلان اس کی نفی کر رہی ہے۔

علامہ رازی (606ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهٗ تَعَالٰی حَکٰی عَنْهُمْ أَنَّهُمْ قَالُوا : ﴿نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاؤُهٗ﴾ أَيْ نَحْنُ أَبْنَاءُ أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ، فَكَانَ افْتِخَارُهُمْ بِأَعْمَالِ آبَائِهِمْ، فَقَالَ تَعَالٰی : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا! لِيَكُنْ مُفَاخَرَتُكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ، لَا بِشَرَفِ آبَائِكُمْ وَأَسْلَافِكُمْ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ .

”اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کا یہ قول نقل فرمایا کہ: ﴿نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاؤُهٗ﴾ ”ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔“ یہود ونصاریٰ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس بات پر خوش تھے کہ وہ انبیاء کے بیٹے ہیں۔ وہ اپنے آباء کے اعمال پر فخر کرتے تھے۔ اس پر اللہ نے فرمایا: اہل ایمان! اپنے آباء واجداد کے شرف پر فخر نہ کرو، بلکہ اعمال ہی پر نظر رکھو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کا قرب تلاش کرو۔'' (تفسیر الرّازي: 349/11)

معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی شخصیات اور اسلافِ امت کے اعمال کو وسیلہ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ اہل کتاب کی اسی رَوش پر انہیں تنبیہ فرمائی گئی کہ آبا واجداد پر فخر نہ کیجیے، بلکہ اپنے اعمال کو میدان عمل میں پیش کیجیے۔

دلیل نمبر②:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾

(الإسراء: 57)

''مشرکین جنہیں پکارتے ہیں، یہ تو خود اپنے ربّ کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔''

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (671ھ) فرماتے ہیں:

يَبْتَغُونَ يَطْلُبُونَ مِنَ اللّٰهِ الزُّلْفَةَ وَالْقُرْبَةَ، وَيَتَضَرَّعُونَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِي طَلَبِ الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْوَسِيلَةُ .

''اہل خیر اللہ کا قرب مانگتے ہیں اور جنت کی طلب کے لیے گریہ زاری سے کام لیتے ہیں۔ یہی وسیلہ ہے۔'' (تفسیر القرطبي: 279/10)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا انور شاہ کشمیری صاحب (1352ھ) کہتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰی : ﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾، فَذٰلِكَ وَإِنِ اقْتَضَى ابْتِغَاءَ وَاسِطَةٍ، لٰكِنْ لَّا حُجَّةَ فِيهِ عَلَى التَّوَسُّلِ الْمَعْرُوفِ بِالْأَسْمَاءِ فَقَطْ، وَذَهَبَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ إِلٰى تَحْرِيمِهٖ، وَأَجَازَهٗ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ، وَلٰكِنْ لَّمْ يَأْتِ بِنَقْلٍ عَنِ السَّلَفِ .

''فرمانِ الٰہی:﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾''اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔''اگرچہ کسی وسیلے کی تلاش کا متقاضی ہے، لیکن اس آیت میں ہمارے ہاں رائج ناموں کے توسل کی کوئی دلیل نہیں۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسے حرام قرار دیتے ہیں، جبکہ صاحبِ دُرِّ مختار اسے جائز کہتے ہیں، البتہ انہوں نے اس بارے میں سلف سے کوئی روایت بیان نہیں کی۔''

(فيض الباري : 3/434)

کشمیری صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کہ ہمارے ہاں رائج ناموں کے وسیلے پر کوئی دلیل نہیں، تو بھائی ہم دلیل کے پابند ہیں، متاخرین کے وہ فتاوی جات جو سلف کے متضاد ہیں، کسی طور بھی قبول نہیں کیے جا سکتے۔

دلیل نمبر③:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾(النّساء : 64)

''(نبی!) یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں، تو آپ کے پاس آ جائیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر اللہ سے معافی مانگیں اور آپ بھی ان کی طرف سے معافی مانگیں، وہ اللہ کو بہت جلد توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحیم پائیں گے۔"

تبصرہ:

اس آیت کریمہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ گناہگار لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ خود اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لیے معافی کی سفارش کریں، تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے گا، ہم بتا چکے ہیں کہ زندہ لوگوں سے دعا کرانا مشروع ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس آیت کریمہ میں فوت شدگان کے وسیلہ پر کوئی دلیل نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے پاس آنے والا یہ معاملہ آپ کی زندگی تک محدود تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد کسی صحابی، تابعی یا ثقہ امام نے آپ ﷺ کی قبر پر آ کر آپ سے سفارش کی درخواست نہیں کی۔ جس کا لازمی اقتضا یہ ہے کہ متاخرین کے اس قسم کے استدلالات کو ذرہ بھر اہمیت نہ دی جائے:

① علامہ ابن حجر ہیتمی (974ھ) کہتے ہیں:

دَلَّتْ عَلٰى حَثِّ الْاُمَّةِ عَلَى الْمَجِیْءِ إِلَیْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَالْاِسْتِغْفَارِ عِنْدَهٗ، وَالِاسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَهٰذَا لَا یَنْقَطِعُ بِمَوْتِهٖ، وَدَلَّتْ أَیْضًا عَلٰى تَعْلِیقِ وِجْدَانِهِمِ اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیمًا بِمَجِیئِهِمْ، وَاسْتِغْفَارِهِمْ، وَاسْتِغْفَارِ الرَّسُولِ لَهُمْ.

"یہ آیت اُمت کو آپ ﷺ کے پاس آنے اور آپ کے پاس آ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استغفار کرنے کی ترغیب دیتی ہے اور بتاتی ہے کہ آپ ان کے لیے استغفار کریں۔ یہ معاملہ آپ ﷺ کی وفات سے منقطع نہیں ہوا۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ آپ کے پاس آئیں گے، اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے اور آپ ﷺ بھی ان کے لیے استغفار کریں گے،تو ہی اللہ ان کی توبہ قبول کر کے ان پر رحم فرمائے گا۔''

(الجوہر المنظّم، ص 12)

② ایک کتاب میں لکھا ہے:

يُبَلِّغُهٗ سَلَامَ مَنْ أَوْصَاهُ، فَيَقُولُ : السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، يَسْتَشْفِعُ بِكَ إِلٰى رَبِّكَ، فَاشْفَعْ لَهٗ وَلِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ .

''(قبر مبارک کی زیارت کرنے والا) آپ ﷺ کو سلام بھیجنے والے کا سلام پہنچاتے ہوئے کہے: یا رسول اللہ! فلاں بن فلاں کی طرف سے آپ پر سلام ہو، وہ اللہ کے دربار میں آپ کی سفارش کا طلب گار ہے، آپ اس کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے سفارش فرما دیجیے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:1/282)

③ مولانا قاسم نانوتوی دیوبندی صاحب (1297ھ) لکھتے ہیں:

''کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں، آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو، آپ کا وجودِ تربیت تمام امت کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ قبر میں زندہ ہوں۔'' (آبِ حیات، ص40)

④ مولانا ظفر احمد عثمانی دیوبندی (1394ھ) لکھتے ہیں:

ثَبتَ أَنَّ حُكْمَ الْآيَةِ بَاقٍ بَعْدَ وَفَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ثابت ہوا کہ اس آیتِ کریمہ کا حکم آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔'' (إعلاء السّنن : 330/10)

⑤ علامہ سبکی (683ھ) لکھتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں صریح ہے۔

(شفاء السّقام، ص 128)

⑥ علی بن عبد اللہ بن احمد سمہودی (911ھ) نے لکھا ہے:

أَلْعُلَمَاءُ فَهِمُوا مِنَ الْآيَةِ الْعُمُومَ بِحَالَتَيِ الْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ، وَاسْتَحَبُّوا لِمَنْ أَتَى الْقَبْرَ أَنْ يَّتْلُوهَا وَيَسْتَغْفِرَ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَحِكَايَةُ الْأَعْرَابِيِّ فِي ذٰلِكَ نَقَلَهَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ عَنِ الْعُتْبِيِّ .

''علماء نے اس آیت سے موت اور زندگی دونوں حالتوں کا عموم سمجھا ہے اور انہوں نے قبر مبارک پر جا کر اس آیت کی تلاوت کرنے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بدوی والی حکایت کو ائمہ کی ایک جماعت نے عتبی سے نقل کیا ہے۔''

(وَفاء الوَفاء : 411/2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سلف میں تو کوئی ایسا نہیں کہتا، بعد والوں کی تفسیر، فہم دین میں کوئی مقام نہیں رکھتی۔ سلف میں کون سے علماء نے اس آیت سے وفاتِ نبوی کے بعد بھی آپ ﷺ سے استغفار کرانے کا فہم لیا ہے؟

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (744ھ) علامہ سبکی کے رد میں فرماتے ہیں:

مَنْ فَهِمَ هٰذَا مِنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، فَاذْكُرْ لَنَا عَنْ رَّجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَوِ التَّابِعِينَ، أَوْ تَابِعِي التَّابِعِينَ أَوِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ، أَوْ غَيْرِهِمْ مِّنَ الْأَئِمَّةِ وَأَهْلِ الْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ أَنَّهٗ فَهِمَ الْعُمُومَ بِالْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرْتَهٗ، أَوْ عَمِلَ بِهٖ أَوْ أَرْشَدَ إِلَيْهِ، فَدَعْوَاكَ عَلَى الْعُلَمَاءِ بِطَرِيقِ الْعُمُومِ هٰذَا الْفَهْمَ دَعْوٰى بَاطِلَةٌ ظَاهِرَةُ الْبُطْلَانِ.

”اسلافِ امت اور ائمہ اسلام میں سے کس نے اس آیت سے یہ سمجھا ہے؟ ہمیں صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ کرام یا اہل حدیث وتفسیر میں سے کسی ایک شخص سے بھی دکھا دیجئے کہ اس نے اس آیت سے وہ عموم سمجھا ہو، جو آپ نے ذکر کیا ہے یا اس نے اس پر عمل کیا ہو یا اس کی طرف راہنمائی کی ہو۔ آپ کا یہ دعوی کہ تمام علما نے اس آیت کو عموم پر رکھا ہے، جھوٹا ہے اور صریح طور پر باطل ہے۔“

(الصّارم المُنكي في الردّ على السُّبكي، ص321)

رہی بدوی والی حکایت، تو اسے علما نے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیے ذکر کیا ہے، نہ کہ حجت اور دلیل کے لیے۔ بہت سے علما نے اس من گھڑت قصے کی قلعی کھولی ہے۔اس کی حقیقت اسی مضمون میں واضح کر دی گئی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے انہیں نفاق چھوڑ کر توبہ کی دعوت دی۔ یہ اللہ کی اپنے بندوں کے ساتھ کمال رحمت ہے کہ گناہ سے پہلے اپنی اطاعت کا حکم دیتا ہے اور گناہ کے بعد معافی کا۔ دونوں صورتوں میں اللہ اپنے بندوں کے لیے نہایت مشفق ہے.... کسی انسان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آنا اور کہنا کہ میرے لیے استغفار کریں، میرے لیے رب سے سوال کریں، میرے لیے دعا کریں، یا آپ کی غیر موجودگی میں کہنا کہ اللہ کے رسول! میرے لیے دعا کیجیے، میرے لیے مغفرت مانگیے، میرے لیے فلاں فلاں سوال کیجیے۔ یہ ایسا کام ہے، جس کی کوئی دلیل نہیں، نہ ہی اللہ نے اس بارے میں حکم دیا ہے، قرونِ ثلاثہ کے معروف اسلافِ امت میں سے کسی نے ایسا کام نہیں کیا، نہ وہ اس کام کو جانتے تھے، اگر یہ کام مستحب ہوتا، تو سلف اس پر کاربند ہوتے، یہ ان کے ہاں معروف ہوتا اور ان سے منقول ہوتا۔ جب اس طرح کا کام گناہوں کی معافی اور حاجت روائی کا سبب ہو، تو اسے انجام دینے اور روایت کرنے کے اسباب و وسائل بہت زیادہ ہوتے ہیں، خصوصاً ان لوگوں میں، جو بھلائی کے کاموں میں حریص تھے۔ جب سلف سے ایسا منقول نہیں، تو معلوم ہوا کہ یہ کام نہ مستحب ہے، نہ فرض ہے۔اس کے برعکس بحکمِ الٰہی، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی قبر کو میلہ گاہ اور بت بنانے اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع کرنا ثابت ہے۔‘‘

(قاعدة في المَحبّة : 190/2، جامع الرّسائل : 376,375)

نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ طَلْبَ شَفَاعَتِهٖ وَدُعَائِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ، وَعِنْدَ قَبْرِهٖ لَيْسَ مَشْرُوعًا عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلَا ذَكَرَ هٰذَا أَحَدٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَأَصْحَابِهِمِ الْقُدَمَاءِ .

’’نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی قبر کے پاس آ کر سفارش، دعا اور استغفار کرنا ائمہ مسلمین میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ ائمہ اربعہ اور ان کے متقدمین اصحاب میں سے کسی نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔‘‘

(مجموع الفتاوٰی : 241/1)

مفتی احمد یار خان نعیمی (1391ھ) لکھتے ہیں:

’’اس آیت میں ظلم، ظالم، زمان ومکان، کسی قسم کی قید نہیں۔ ہر قسم کا مجرم، ہر زمانے میں، خواہ کسی قسم کا جرم کر کے تمہارے آستانہ پر آ جاوے اور ﴿جَاؤُوْكَ﴾ میں یہ قید نہیں کہ مدینہ مطہرہ میں ہی آئے، بلکہ ان کی طرف توجہ کرنا بھی ان کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔۔۔‘‘ (نور العرفان، ص 138)

مفتی صاحب نے کلامِ الٰہی کا ایسا مطلب ومعنی بیان کیا ہے، جو سلف صالحین

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ اب آیتِ کریمہ کے متعلق شبہات کا تفصیلی جواب ملاحظہ ہو، تاکہ قارئین کو مفید معلومات فراہم ہو سکیں۔

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (744ھ) فرماتے ہیں:

''سبکی صاحب نے سورت نساء کی آیت نمبر 64 ''(اے نبی!) اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں، تو آپ کے پاس آ جائیں۔'' سے بھی استدلال کیا ہے۔ ہم اس پر دو گزارشات کرتے ہیں؛

① اس آیت سے سبکی کا مدّعا ثابت نہیں ہوتا۔

② یہ آیت اس کے مذہب کے خلاف ہے۔

یہ دونوں باتیں آیتِ کریمہ، اس کی صحیح تفسیر، سیاقِ کلام، سلف اور پیروان سلف کے فہم پر تدبر کرنے سے واضح ہو جاتی ہیں۔ اسلاف امت ہی قرآنِ کریم اور اس کے معانی کو تمام امت سے زیادہ سمجھتے تھے۔ سلف اور (ان کے متبعین) خلف نے اس آیت سے یہ تو سمجھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے دعا کے لئے آئیں، اس کے علاوہ کچھ نہیں سمجھا، اللہ نے اس کی مذمت کی ہے، جو گناہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آتا اور اسے منافق قرار دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ﴾ (المنافقون:5) ''جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے استغفار کریں، تو وہ اعراض کرتے ہیں اور آپ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے تکبر سے منہ پھیر لیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہے۔'' زیر بحث آیت بھی اسی مفہوم کی ہے۔ اس میں منافق کا تذکرہ ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو چھوڑ کر کعب بن اشرف اور دیگر طاغوتوں کے فیصلے پر راضی ہوا۔ یوں اُس نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بھی نہیں آیا کہ آپ ﷺ اس کے لیے استغفار کر دیتے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں استغفار کرانے کے لیے حاضر ہونا توبہ کی قبولیت اور گناہوں کی معافی کا پروانہ تھا۔ صحابہ کا صنیع یہی تھا۔ ان میں سے کسی سے لغزش صادر ہو جاتی اور توبہ ضروری ہوتی، تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا: اللہ کے رسول! میں فلاں غلطی کا مرتکب ہو گیا ہوں، لہٰذا میرے لیے استغفار کیجیے۔ یہی بات صحابہ کرام اور منافقین میں فرق کرتی تھی۔ لیکن جب نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے اور اللہ نے مومنوں کی رفاقت سے نکال کر اپنے دارِ کرامت میں منتقل کر لیا، تو کوئی بھی صحابی آپ ﷺ کی قبر پر نہیں آتا تھا اور یہ نہیں کہتا تھا کہ اللہ کے رسول! مجھ سے فلاں گناہ سرزد ہو گیا ہے، لہٰذا میرے لیے اللہ سے معافی کی درخواست کریں۔ جو شخص کسی صحابی سے کوئی ایسی روایت نقل کرتا ہے، وہ صریح جھوٹا اور بہتان تراش ہے۔ (جب ایسی کوئی روایت موجود نہیں، تو نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ سے استغفار کرنے والے) نے مطلق طور پر خیر القرون قرار پانے والے تمام صحابہ اور تابعین پر (نفاق کا) جھوٹا الزام لگایا ہے کہ وہ اس فرض کو ترک کیے ہوئے تھے، جس سے پیچھے رہنے والوں کی اللہ نے مذمت کی ہے اور جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پیچھے رہنے کو نفاق کی علامت بتایا ہے۔ محدثین، فقہا اور مفسرین ائمہ جو پوری امت کے رہنما تھے اور جن کا تذکرۂ خیر پوری امت کرتی ہے، وہ اس فرض سے کیونکر غافل رہے؟ انھوں نے نہ اس کی طرف دعوت دی، نہ لوگوں کو اس کی ترغیب دی، نہ اس کی طرف رہنمائی کی، نہ ان میں سے کبھی کسی نے ایسا کوئی کام کیا۔ کیا اس فرض کی ادائیگی ان لوگوں نے کی، جن کی کوئی اہمیت نہیں، نہ وہ اہل علم میں شمار کیے جاتے ہیں؟ اسلافِ امت سے تو وہی باتیں منقول ہیں، جو غالی لوگوں کو بُری لگتی ہیں، یعنی غلو اور شرک سے ممانعت اور توحید و عبودیت کی دعوت۔ جب یہ مرویاتِ سلف غالی لوگوں کے حلق کا کانٹا، ان کی آنکھ کا تنکا اور ان کے دل کا روگ بن جاتی ہیں، تو وہ انہیں جھٹلانا اور ان کے راویوں میں طعن کرنا شروع کر دیتے ہیں، نیز علمِ حدیث میں درک رکھنے والوں سے جب ان کا پالا پڑتا ہے، تو وہ تحریف سے کام لینے لگتے ہیں۔ لیکن اللہ منارہ حق ہی کو بلند رکھتا ہے تاکہ راہِ حق کے متلاشیوں کو ہدایت مل سکے اور دشمنانِ حق پر حجت قائم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، حق کی پیروی کرنے پر بلند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، حق کو ٹھکرانے، تکبر کرنے اور اہل حق کو حقیر جاننے کی بنا پر رسوا کر دیتا ہے۔ یہ تو بہت تعجب خیز ہے کہ امت اپنی جانوں پر ظلم صرف اسی وقت کرتی تھی جب رسولِ اکرم ﷺ ان کے پاس موجود تھے اور اسی وقت انہیں آپ ﷺ سے استغفار کرانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا اور آپ کی خدمت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حاضر نہ ہونے والوں کو سخت وعید سنائی گئی، لیکن جب آپ ﷺ فوت ہو گئے، تو امت کے ظلم ختم ہو گئے اور اب ان میں سے کسی کو آپ ﷺ کے پاس جانے کی ضرورت نہ رہی؟؟؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سبکی کی طرف سے کی گئی آیتِ کریمہ کی تفسیر یقیناً باطل ہے۔ اگر یہ تفسیر حق ہوتی، تو صحابہ و تابعین اور ائمہ دین اس کے علم و عمل اور تبلیغ و نصیحت میں ہم سے بہت آگے ہوتے (یعنی وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد قبر نبوی پر حاضر ہو کر اپنے لیے استغفار کی درخواست کرتے، لیکن ان سے ایسا کچھ منقول نہیں)۔ کسی آیت یا حدیث کی کوئی ایسی تفسیر ایجاد کرنا جائز نہیں، جو سلف کے دور میں نہیں ہوئی، نہ ان کے علم میں آئی اور نہ انہوں نے امت کے لیے اس تفسیر کو بیان کیا۔ ایسی تفسیر کرنے سے تو یہ لازم آتا ہے کہ اسلاف ِامت حق سے جاہل اور بھٹکے رہے اور اس کا علم بعد والے کو ہو گیا، جب بعد والوں کی تفسیر اسلاف کی تفسیر کے معارض و مخالف ہو اور اس کا بطلان بغیر لمبی چوڑی بحث و تمحیص کے نہایت واضح ہو، تو مذکورہ صورت ہی لازم آتی ہے۔ ہم اس پر کچھ مزید تنبیہات کریں گے۔۔۔ یہ بات بھی سبکی کی تفسیر کو قطعی طور پر باطل قرار دیتی ہے کہ ہر مسلمان کو یقینی طور پر معلوم ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی زندگی میں جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اسے آپ ﷺ سے استغفار کرانے کی دعوت دی گئی، لیکن اس نے باوجود قدرت کے آنے سے اعراض کیا، وہ انتہائی مذموم ہے اور اسے منافق قرار دیا جائے گا، لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد اگر کسی کو آپ کی قبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پاس آ کر استغفار کی درخواست کرنے کی دعوت دی جائے اور وہ اسے ٹھکرا دے، تو اس پر یہ حکم نہیں لگے گا۔ جو ان دونوں معاملوں، دونوں شخصوں اور دونوں دعوتوں کا ایک ہی حکم بیان کرے گا، وہ باطل کا علمبردار ہو گا اور اللہ تعالیٰ، اس کے کلام، اس کے رسول اور اس کے دین کے محافظوں پر جھوٹ باندھنے کا مرتکب ہو گا۔۔۔۔اب ہم بتاتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ سبکی کی تفسیر کی مخالفت کیسے کرتی ہے۔ اللہ نے اس آیت کا آغاز یوں فرمایا: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ﴾ (النساء:64) ''ہم نے تمام رسول اس لیے بھیجے کہ اللہ کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے۔ اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے بعد آپ کے پاس آ جائیں۔۔۔''، اس سے معلوم ہوا کہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے بعد آپ ﷺ کے پاس آنا اطاعتِ نبوی کا نام ہے، اسی لیے اس اطاعت کی طرف نہ آنے والے کی مذمت کی گئی۔ جبکہ آج تک کسی مسلمان نے یہ نہیں کہا کہ گناہ گار پر نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی قبر پر حاضر ہونا اور اپنے لیے استغفار کی درخواست کرنا فرض ہے۔ اگر یہ اطاعتِ نبوی پر مبنی ہے، تو بہترین زمانوں والے مسلمان (صحابہ و تابعین و تبع تابعین) کیا اس حکم کی نافرمانی کرتے رہے؟ اور کیا اس حکم کی بجا آوری ان غالیوں اور نافرمانوں نے کی؟ یہ بات تو اس فرمانِ باری تعالیٰ کے بھی خلاف ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُم﴾ (النساء:65) ''آپ کے رب کی قسم، یہ لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں ہو سکتے، جب تک وہ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ لے کر آپ کے پاس نہ آ جائیں۔'' اس آیت میں اللہ نے اس شخص سے ایمان کی نفی کر دی ہے، جو فیصلے کے لیے آپ ﷺ کے پاس نہیں آتا۔ یہ فیصلہ آپ ﷺ کی زندگی میں بھی آپ ہی سے کرایا جائے گا اور آپ کی وفات کے بعد بھی۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ ﷺ وحی الٰہی کی روشنی میں خود فیصلہ فرماتے تھے اور آپ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے نائبین اور خلفا یہ کام کرنے لگے۔ پھر اس کی مزید وضاحت اس فرمانِ نبوی سے ہوتی ہے کہ میری قبر کو میلہ گاہ مت بنانا۔ (مسند الإمام أحمد : 367/2، سنن أبي داوٗد :2041، وسندہٗ حسنٌ) اگر ہر گناہ گار کے لیے استغفار کی خاطر نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر جانا مشروع ہو، تو نبی کریم ﷺ کی قبر گناہ گاروں کی سب سے بڑی میلہ گاہ بن جائے گی اور یہ سلسلہ آپ ﷺ کے دین اور تعلیمات کے سراسر خلاف ہوگا۔

سبکی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضری کا تعلق آپ کی حیات و وفات دونوں سے ہے۔ اس تفسیر کا باطل ہونا تو نہایت واضح ہو چکا ہے۔ سبکی کی تفسیر کا تقاضا یہ ہے اور ان کے ایک دوسرے قول کا مطلب بھی یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی قبر مبارک میں (دنیاوی زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں۔ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے، تو خود یہی بات اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تفسیر ردّ کرنے کے لیے کافی ہے، نیز سبکی کا یہ کہنا کہ یہ آپ ﷺ کی اپنی اُمت پر شفقت ہے کہ آپ ﷺ کی طرف سے بعد والے اُمتیوں کے لیے بھی استغفار کا سلسلہ جاری ہے، تو یہ بات اس تاویل کے باطل ہونے پر واضح ترین دلائل میں سے ہے، وہ اس طرح کہ اگر آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ سے استغفار کی درخواست کرنا شریعت میں جائز ہوتا، تو آپ ﷺ اپنی امت کو اس کا حکم فرماتے اور انہیں اس کی ترغیب دیتے، پھر صحابہ کرام اور ان کے سچے متبعین سب سے بڑھ کر اس کی طرف رغبت اور سبقت کرتے۔ صحابہ ہی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں، ان میں سے کسی ایک سے بھی کسی ضعیف سند کے ساتھ بھی یہ منقول نہیں کہ وہ آپ ﷺ کی قبر پر استغفار کرنے، شکایت کرنے یا کچھ مانگنے آئے ہوں۔ صحابہ میں سے صرف سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، جن سے آپ ﷺ کی قبر مبارک پر آنا ثابت ہے اور وہ بھی صرف سفر سے واپسی پر آپ کو اور آپ کے صاحبین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو سلام کہنے کے لیے آتے تھے۔ (موطأ امام مالك: 166/1، وسندهٗ صحيحٌ) اس کے علاوہ وہ قطعاً کچھ بھی نہیں کرتے تھے۔ پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع کے سب سے عظیم شاگرد عبیداللہ بن عمر عمری ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سوائے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے، کسی بھی صحابی کو نہیں جانتے، جو ایسا کرتا ہو۔ یہ بات تو مسلّم ہے کہ صحابہ کرام کا طریقہ کامل ترین طریقہ ہے اور رسولِ اکرم ﷺ کی جو تعظیم انہوں نے کی، اس سے بڑھ کر کوئی کر ہی نہیں سکتا، نیز آپ ﷺ کی قدر و منزلت کو صحابہ کرام سے بڑھ کر کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نہیں پہچان سکتا۔ جو شخص صحابہ کرام کی مخالفت کرے گا، وہ یا تو (نعوذ باللہ) ان سے بڑھ کر ہدایت یافتہ ہوگا (اور ایسا ممکن ہی نہیں) یا پھر ایک بدعت کا مرتکب ہوگا (اور یقیناً ایسا ہی ہوگا)۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو ایک جگہ جمع دیکھا، وہ باہم مل کر ایک ذِکر کر رہے تھے۔ فرمایا: یا تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے بڑھ کر ہدایت یافتہ ہو یا پھر گمراہی کے مرتکب ہو۔(سنن الدّارمي :68/1، وسندہٗ حسنٌ) اس سے معلوم ہوا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قبر مبارک پر آنے والے کے لیے آپ کا استغفار کرنا ممکن ہوتا یا شریعت میں اس کا جواز ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شفقت و رحمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے والے اللہ کی رحمت و رافت اس چیز کی متقاضی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں اپنی امت کو ترغیب دیتے اور خیر القرون کے لوگ اس میں سبقت کرتے۔ سبکی کہتے ہیں کہ یہ آیت اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں کچھ خاص لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، لیکن یہ آیت اپنی علت کے اعتبار سے عام ہے۔۔۔تو یہ بات درست ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ جو بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں گناہ کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں استغفار کی درخواست لے کر حاضر ہوا، اس کی توبہ قبول کر لی گئی۔ رہی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قبر پر آنے کی، تو اس کا بطلان ہماری گزشتہ معروضات سے معلوم ہو چکا ہے۔ سبکی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ سے علمائے کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات دونوں حالتوں میں آپ سے استغفار کرنے کا عموم سمجھا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارا اس سے سوال ہے کہ اسلافِ امت اور ائمہ اسلام میں سے کس نے اس آیت سے یہ سمجھا ہے؟ ہمیں صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ یا اہل حدیث و تفسیر میں سے کسی ایک شخص سے بھی دکھا دو کہ اس نے اس آیت سے وہ عموم سمجھا ہو جو تم نے ذکر کیا ہے یا اس نے اس پر عمل کیا ہو یا اس کی طرف رہنمائی کی ہو۔ تمہارا سارے علمائے کرام کے بارے میں اس آیت سے یہ عموم سمجھنے کا دعویٰ صریح باطل اور جھوٹا دعویٰ ہے۔''

(الصّارم المُنكى فى الردّ على السُّبكي، ص 317-321)

اس آیتِ کریمہ کے متعلق ہم علامہ محمد بشیر سہسوانی ہندی رحمہ اللہ (1326ھ) کی فیصلہ کن گفتگو پر بات کو ختم کرتے ہیں۔ ایک شخص (احمد بن زینی دحلان (1304ھ)) نے اسی مسئلہ پر «الدّرر السنيّة في الردّ على الوهابيّة» نامی ایک رسالہ لکھا تھا، علامہ سہسوانی رحمہ اللہ نے اس کا بھرپور علمی ردّ کیا۔ اسی ضمن میں لکھتے ہیں:

''سبکی نے قبر نبوی پر جا کر استغفار طلبی کے لیے قرآنِ کریم کی سورہ نساء کی ایک آیت (64) سے استدلال کیا ہے، لیکن یہ استدلال بوجوہ غلط ہے:

① سبکی نے کہا ہے کہ اس آیت میں امت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ نہ جانے لفظِ امت سے ان کی کیا مراد ہے؟

اگر انہوں نے ساری امت مراد لی ہے، تو یہ ناقابل تسلیم ہے، کیونکہ یہ آیت تو مخصوص لوگوں کے لیے نازل ہوئی تھی اور اس میں ایسا عام لفظ بھی نہیں، جس کی بنا پر کہا جا سکے کہ اعتبار خاص سببِ نزول کا نہیں، بلکہ لفظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کی عمومیت کا اعتبار ہو گا۔اس آیت میں امت پر دلیل بننے والے جتنے بھی الفاظ ہیں، وہ سب ضمیریں ہیں اور خود باقرارِ سبکی بیان ہو چکا ہے کہ ضمیروں میں عموم نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس آیت سے استدلال کرنے والوں، مثلاً تقی سبکی، قسطلانی اور ابن حجر مکی، میں سے کسی نے بھی لفظ کی عمومیت کو دلیل نہیں بنایا، حتیٰ کہ صاحبِ رسالہ (ابنِ دحلان) نے بھی اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ البتہ اس نے سبکی، قسطلانی اور ابن حجر مکی کی نقالی میں یہ کہا ہے کہ اس آیت کا حکم اپنی علت کے عام ہونے کی وجہ سے عام ہے، لیکن اس صورت میں اس کی دلیل قرآنِ کریم نہیں، بلکہ ذاتی قیاس ہے۔ صاحب رسالہ نے سمجھ رکھا ہے کہ اس کی دلیل قرآنِ کریم ہے، حالانکہ قیاس کی حجیت کے قائلین کہتے ہیں کہ قیاس وہی معتبر ہے، جو ایک تو نصوصِ شرعیہ کے خلاف نہ ہو، دوسرے اس میں وہ تمام معتبر شرائط موجود ہوں، جو کتبِ علم اصول میں مذکور ہیں۔ یہ قیاس ان دونوں باتوں پر پورا نہیں اترتا۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ ابنِ دحلان مُقلِّد ہے اور مقلد اجتہاد کر ہی نہیں سکتا۔ پھر مقلدین کے نزدیک ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ مقلد کے لیے شرعی دلائل سے استدلال جائز ہی نہیں۔ مقلد کا دلیل سے کیا واسطہ؟ اس کا کام تو بس کسی اُمتی کے قول کو بلا دلیل تسلیم کرنا ہے۔ صاحبِ رسالہ کا منصب اس کو شرعی دلائل سے استدلال کی اجازت نہیں دیتا۔ (یہ بات تو اس وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، جب وہ اس آیت سے ساری امت مراد لے) اگر وہ کہے کہ اس آیت میں بعض امت مراد ہے، تو اس کا مقصود پورا ہی نہیں ہوتا۔

② ابن دحلان نے مذکورہ آیت میں رسولِ اکرم ﷺ کے پاس آنے کو عام قرار دیا ہے اور اس میں آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آنا اور آپ کی وفات کے بعد قبر پر آنا، دونوں کو شامل کیا ہے۔ اس کی سمجھ میں یہ بھی نہیں آسکا کہ عام لفظ صرف ان چیزوں کے لیے عام ہوتا ہے، جو اس لفظ کے تحت داخل ہوتی ہیں۔ کسی شخص کی قبر پر آنا لغوی، شرعی اور عرفی کسی بھی طور پر اس شخص کے پاس آنے کے مترادف نہیں ہے۔ کسی کے پاس آنے کا مطلب صرف اور صرف اس کی ذات کے پاس آنا ہوتا ہے۔ اس سے زائد کچھ سمجھنا قطعاً غلط ہے۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس سے زائد بھی کچھ سمجھا جا سکتا ہے، تو ہمارا اس سے سوال ہے کہ اس لفظ میں ہر زائد چیز شامل ہوگی یا وہ ہر زائد چیز جس کا تعلق اس شخص سے ہوگا یا صرف قبر ہی؟ پہلی بات، یعنی ہر زائد چیز کو عموم میں شامل کرنے کی بات کوئی ذی شعور نہیں کہہ سکتا۔

اگر دوسری بات اختیار کی جائے (یعنی اس شخص سے تعلق رکھنے والی تمام چیزیں اس عموم میں شامل ہیں) تو اس فاسد قول سے یہ لازم آئے گا کہ کسی کے گھر آنے سے، اس کی بیوی کے پاس آنے سے، اس کی اولاد کے پاس آنے سے، اس کے دوستوں کے پاس آنے سے، اس کے خاندان کے پاس آنے سے، اس کے رشتہ داروں کے پاس آنے سے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی قوم کے پاس آنے سے، اس کے پیروکاروں کے پاس آنے سے، اس کی امت کے پاس آنے سے، اس کی جائے پیدائش پر آنے سے، اس کی نشست گاہوں پر آنے سے، اس کے کنووں پر آنے سے، اس کے باغات میں آنے سے، اس کی مسجد میں آنے سے، اس کے علاقے، اس کی گلیوں اور اس کے محلوں میں آنے سے اور اس کی ہجرت گاہ میں آنے سے، اس کی ذات کے پاس آنا مراد ہے۔ یہ تو کوئی جاہل اور بددماغ ہی کہہ سکتا ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس آنا، آپ کی ذات کے پاس آنے کے مترادف ہے، تو اسے یہ بھی کہنا پڑے گا کہ آپ ﷺ سے تعلق رکھنے والی مذکورہ چیزوں کے پاس آنا بھی آپ ہی کے پاس آنا ہے اور یہ ابطل الاباطیل ہے۔ اگر وہ شخص کہے کہ میں تیسری چیز کو اختیار کرتا ہوں، یعنی میں صرف قبر مبارک پر آنا ہی آپ ﷺ کی ذات کے پاس آنے کے مترادف سمجھتا ہوں، تو اس سے پوچھا جائے گا: تمہارے پاس اس فہم کی کیا دلیل ہے؟ اس پر آپ کو لغت، عرف اور شریعت سے کوئی دلیل نہیں ملے گی۔ اس موقف کے موافقین ومخالفین میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ کسی امتی کی قبر پر جانے سے مراد صاحبِ قبر کے پاس جانا ہے۔ کوئی عاقل کسی کی قبر پر جانے کو صاحبِ قبر کے پاس جانا نہیں سمجھتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کسی شخص کے پاس جانے اور اس سے تعلق رکھنے والی ان مذکورہ چیزوں کے پاس جانے میں فرق ہے، اسی طرح کسی شخص کے پاس جانا اور بات ہے، جبکہ اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبر پر جانا اور بات ۔ان میں کوئی بھی چیز دوسری چیز کے مترادف نہیں۔ جب یہ موقف ثابت ہو گیا تو رسولِ اکرم ﷺ کے پاس آنے میں آپ ﷺ کے پاس آنے اور آپ کی قبر پر آنے ، دونوں کو شامل کرنا گویا انسان میں انسان اور گھوڑے ، دونوں کو شامل کرنا ہے۔ اس سے تو کسی چیز کو اپنے اور غیر میں تقسیم کرنا لازم آتا ہے۔ عقل مندوں کے ہاں ایسا کرنا باطل ہے۔ یہی کام ابنِ دحلان نے کیا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس آ کر استغفار کرنا، آپ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کی ذات کے پاس آنے اور آپ کی وفات کے بعد قبر مبارک کے پاس آنے دونوں صورتوں کو شامل کر دیا ہے، حالانکہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس استغفار کرنا، خود آپ ﷺ کے پاس آ کر استغفار کرنے کے مترادف نہیں۔ اگر یہ لوگ کہیں کہ ہم پر یہ اعتراض لازم نہیں آتا، کیونکہ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ کے پاس آنے سے مراد آپ کی حیاتِ مبارکہ میں آنا اور آپ کی وفات کے بعد آنا ہے، بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ آپ کے پاس آنے سے مراد آپ کی دنیوی زندگی میں آنا اور آپ کی برزخی زندگی میں آنا ہے۔ جب برزخی زندگی میں آپ کے پاس آنا اسی صورت ممکن ہے کہ ہم آپ ﷺ کی قبر مبارک پر آئیں، یعنی زیارتِ قبر نبوی کریں، تو اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ کی قبر پر آ کر استغفار کرنا جائز ہے۔۔۔تو ہم عرض کریں گے کہ لغت و عرف کے اعتبار سے آیتِ کریمہ یہی بتاتی ہے کہ اس سے مراد آپ ﷺ کی دنیاوی زندگی ہی میں آنا ہے۔ کیونکہ لغت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وعرف کسی بھی اعتبار سے برزخی زندگی میں آپ کی قبر مبارک کے پاس آنا، آپ ﷺ کے پاس آنے کے مترادف نہیں۔ برزخی زندگی تو شریعت کے بیان کرنے سے ثابت ہوگئی، البتہ یہ بات باقی رہ گئی کہ شریعت میں اس برزخی زندگی میں آنا، دنیوی زندگی میں آنے کے مترادف ہے کہ نہیں؟ اور اس کا ثبوت مدعی ہی کے ذمہ ہے۔‘‘

(صِیانة الإنسان عن وسوسة الشّیخ دحلان، ص 28-31)

اس طویل بحث سے ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ سے وہ مفہوم نہیں نکلتا، جو مفہوم نکالنے کی کوشش ہمارے کرم فرما کیا کرتے ہیں۔قبر رسول پر جا کر معافی کی درخواست کرنا بدعت ہے۔اگر یہ دین ہوتا، تو سلف صالحین ضرور اختیار کرتے، کیونکہ وہ خیر و بھلائی کے بڑے حریص تھے۔علماء نے اس آیت کے تحت جو حکایات و روایات ذکر کی ہیں، وہ کوئی ایسی مستند نہیں کہ جن سے دلیل لی جا سکے۔

قبرنبوي سے توسل والي روايات كا تجزيه:

روایت نمبر①

ابوحرب ہلالی کہتے ہیں کہ ایک خانہ بدوش نے فریضہ حج ادا کیا، پھر مدینہ آیا، مسجد نبوی کے دروازے پر اونٹنی بٹھائی، اسے باندھا اور مسجد میں داخل ہو گیا، آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس آیا اور پائنتی کی جانب کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ پھر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کیا، آپ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف بڑھا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ قربان، میں گناہ گار ہوں، اللہ کے ہاں آپ کو وسیلہ بنانے کے لئے حاضر ہوا ہوں، کیونکہ اللہ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوآ أَنْفُسَهُمْ جَآؤُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء:64) ”(اے نبی!) اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں، تو آپ کے پاس چلے آئیں، پھر اللہ سے معافی مانگیں اور آپ بھی ان کے لئے معافی مانگیں، تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت جلد توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحیم پائیں گے۔“

(شُعب الإيمان للبيهقي : 60/6، ح : 3880، طبع الرشد)

تبصرہ :

سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن روح بن یزید مصری کے حالات نہیں مل سکے۔

② ابوحرب ہلالی کون ہے؟ معلوم نہیں۔

③ عمرو بن محمد بن عمرو بن الحسین کے نہ حالات ملے ہیں، نہ توثیق۔

④ ابو یزید رقاشی کون ہے؟ معلوم نہیں۔اسے یزید بن ابان رقاشی باور کرانا درست نہیں، کیونکہ یہ اس طبقے کا راوی نہیں ہے۔

یہ مجہول راویوں کی کارستانی ہے۔

حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ (744ھ) فرماتے ہیں:

بِإِسْنَادٍ مُّظْلِمٍ ”یہ واقعہ سخت مجہول سند سے مروی ہے۔“

(الصّارم المُنكي في الردّ على السُّبكي، ص 384)

روایت نمبر②

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابوالجوزاءاوس بن عبداللہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا، فَشَكَوْا إِلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: اُنْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ، حَتّٰى لَا يَكُونَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، قَالَ: فَفَعَلُوا، فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ، حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ، فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ.

''ایک دفعہ اہل مدینہ سخت قحط کا شکار ہو گئے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اس کیفیت کی) شکایت کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قبر رسول کے پاس جائیں اور وہاں سے ایک کھڑکی آسمان کی طرف کھولیں، اس طرح کہ قبر اور آسمان کے درمیان پردہ نہ رہے، اہل مدینہ نے اسی طرح کیا، تو بہت بارش ہوئی، خوب سبزہ اُگا اور اونٹ فربہ ہو گئے یوں لگتا تھا کہ ابھی پھٹ جائیں گے، لہٰذا اس سال کا نام عام الفتق (پیٹ پھاڑنے والا سال) رکھ دیا گیا۔''

(سنن الدّارمي: 58/1، ح: 93، مِشكاة المَصابيح: 5950)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔

① ابونعمان محمد بن الفضل عارم آخری عمر میں حافظے کی خرابی کا شکار ہو گئے تھے۔ امام دارمی رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جنہوں نے ان سے اختلاط سے پہلے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سماع کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَغَيَّرَ بِآخِرَةٍ. ''آخری عمر میں حافظہ بگڑ گیا تھا۔''

(التّاريخ الكبير :208/1)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِخْتَلَطَ عَارِمٌ فِي آخِرِ عُمُرِهٖ وَزَالَ عَقْلُهٗ، فَمَنْ سَمِعَ عَنْهُ قَبْلَ الْاِخْتِلَاطِ فَسَمَاعُهٗ صَحِيحٌ، وَكَتَبْتُ عَنْهُ قَبْلَ الْاِخْتِلَاطِ سَنَةَ أَرْبَعَ عَشَرَةَ، وَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ بَعْدَ مَا اخْتَلَطَ فَمَنْ كَتَبَ عَنْهُ قَبْلَ سَنَةَ عِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ فَسَمَاعُهٗ جَيِّدٌ.

''عارم آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے، ان کی عقل زائل ہو گئی تھی۔ جس نے ان سے اختلاط سے پہلے سماع کیا، اس کی سماع صحیح ہے۔ میں نے ان سے قبل از اختلاط سن ۲۱۴ھ میں سماع کیا، اختلاط کے بعد سماع نہیں کیا۔ پس جس نے ان سے سن ۲۲۰ھ سے پہلے پہلے حدیث لکھی، اس کا سماع درست ہے، (یعنی عارم ۲۲۰ھ میں مختلط ہو گئے تھے)۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 59/8)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِخْتَلَطَ فِي آخِرِ عُمُرِهٖ وَتَغَيَّرَ حَتّٰى كَانَ لَا يَدْرِي مَا يُحَدِّثُ بِهٖ فَوَقَعَ الْمَنَاكِيرُ الْكَثْرَةُ فِي رِوَايَتِهٖ فَمَا رَوٰى عَنْهُ الْقُدَمَاءُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قَبْلَ اخْتِلَاطِهٖ إِذَا عُلِمَ أَنَّ سَمَاعَهُمْ عَنْهُ كَانَ قَبْلَ تَغَيُّرِهٖ .

''یہ آخری عمر میں سٹھیا گئے تھے، حافظہ اتنا بگڑ گیا تھا کہ انہیں کوئی پتہ نہیں ہوتا تھا کہ کیا بیان کر رہے ہیں، اس لیے ان کی روایات میں بہت سے منکر روایات شامل ہو گئیں۔ لہٰذا اگر جس کے متعلق معلوم ہو جائے کہ اس نے ان سے قبل از اختلاط سماع کیا ہے، (تو اس کا سماع درست ہے)۔''

(كتاب المَجروحين : 294/2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کا قول ابو عبدالرحمٰن سلمی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

② ابوالجوزاء کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ وَحَدِيثُهُ عَنْهَا مُرْسَلٌ .

''ابوالجوزاء نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں کیا، اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مرسل (منقطع) ہوتی ہے۔''

(التّمهيد : 206/20)

امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی رجحان ہے۔ جیسا کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 331/3)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابوالجوزاء عن عائشہ کی ایک روایت کو منقطع کہا ہے۔

(التّلخيص الحَبير :559/1)

③ عمرو بن مالک نکری (حسن الحدیث) کی حدیث ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے، یہ روایت بھی اسی سے ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

''ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب :336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ اثر بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے بیان کیا ہے، لہٰذا غیر محفوظ ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بارش کے لئے قبر نبوی پر سے روشن دان کھولنے کا کہا تھا، یہ روایت ثابت نہیں۔ اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔ اس کے خلافِ واقعہ ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مبارکہ میں حجرہ مبارکہ میں کوئی روشن دان نہیں تھا۔ وہ حجرہ تو اسی طرح تھا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا کہ اس کا بعض حصہ چھت والا اور بعض کھلا تھا۔ دھوپ اس میں داخل ہوتی تھی جیسا کہ صحیح بخاری (۵۲۲) و مسلم (۶۱۱) میں ثابت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرماتے تو ابھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حجرہ مبارکہ میں سایہ نہیں ڈھلا ہوتا تھا بلکہ دھوپ ہوتی، مسجد نبوی کے ساتھ یہ حجرہ اسی طرح قائم رہا۔۔۔(پھر جب مسجد میں توسیع ہوئی) تو اس وقت سے حجرہ مسجد میں داخل ہوگیا۔ پھر حجرہ عائشہ کے گرد ایک بلند دیوار بنا دی گئی۔ یہی وہ حجرہ ہے، جس میں نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک ہے، اساس کے بعد اس دیوار میں ایک کھڑکی رکھی گئی تاکہ صفائی وغیرہ کے لیے اس میں داخل ہوا جا سکے۔ لہٰذا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مبارکہ میں کھڑکی کی بات واضح طور پر باطل ہے۔''

(الردّ على البكري، ص 68، 74)

اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے، تو بھی اس سے اہل بدعت والا وسیلہ ثابت نہیں ہوتا، اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام، نبی اکرم ﷺ کی ذات سے وسیلہ نہیں لیتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ صَحَّ ذٰلِكَ لَكَانَ حُجَّةً وَّدَلِيلًا عَلٰى أَنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَكُونُوا يُقْسِمُونَ عَلَى اللّٰهِ بِمَخْلُوقٍ، وَّلَا يَتَوَسَّلُونَ فِي دُعَائِهِمْ بِمَيِّتٍ، وَلَا يَسْأَلُونَ اللّٰهَ بِهٖ، وَإِنَّمَا فَتَحُوا عَلَى الْقَبْرِ لِتَنْزِلَ الرَّحْمَةُ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَكُنْ هُنَاكَ دُعَاءٌ يُّقْسِمُونَ بِهٖ عَلَيْهِ، فَأَيْنَ هٰذَا مِنْ هٰذَا.

''اگر یہ روایت صحیح ہو، تب بھی اس بات پر دلیل ہوگی کہ صحابہ نہ تو اللہ کو مخلوق کی قسم دیتے تھے، نہ اپنی دعا میں فوت شدگان کا وسیلہ دیتے تھے، نہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے اس کے وسیلے سے مانگتے تھے۔ انہوں نے تو صرف اس قبر مبارک سے روشن دان کھولا کہ اللہ کی رحمت نازل ہو۔ وہاں کوئی دعا تو نہیں مانگی تھی انہوں نے۔ اس کا وسیلہ سے کیا تعلق؟''

(الردّ علی البِکري، ص 74)

حاصل کلام یہ کہ یہ روایت قائلین وسیلہ کے حق میں مفید نہیں۔

ایک الزامی جواب :

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الغَيْبَ، فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُولُ : لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ .

''جو کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں، وہ جھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ''غیب کی باتیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

(صحيح البخاري : 7380، صحيح مسلم : 177)

ایک صاحب لکھتے ہیں:

''آپ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اپنی رائے سے ہے، اس پر کوئی حدیثِ مرفوع پیش نہیں فرماتیں، بلکہ آیات سے استدلال فرماتی ہیں۔''(جاء الحق:1/124)

عرض ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم غیب کے متعلق قول قبول نہیں، تو ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے متعلق یہ قول حجت کیوں؟ وہ اس پر کوئی آیت و حدیث پیش نہیں فرما رہیں، پھر اس پر یہ سہاگہ کہ یہ قول ثابت بھی نہیں ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

روایت نمبر ③

قاضی عیاض بن موسیٰ رحمہ اللہ (544ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا الْقَاضِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو الْقَاسِمِ أَحْمَدُ ابْنُ بَقِيٍّ الْحَاكِمُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ فِيمَا أَجَازُونِيهِ، قَالُوا : أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ دِلْهَاثٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ فِهْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُنْتَابِ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي إِسْرَائِيلَ، حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : نَاظَرَ أَبُو جَعْفَرٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مَالِكًا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ مَالِكٌ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَدَّبَ قَوْمًا، فَقَالَ : ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةَ، وَمَدَحَ قَوْمًا، فَقَالَ : ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ﴾ الْآيَةَ، وَذَمَّ قَوْمًا، فَقَالَ : ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ﴾ الْآيَةَ، وَإِنَّ حُرْمَتَهُ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهِ حَيًّا، فَاسْتَكَانَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَهَا أَبُو جَعْفَرٍ، وَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! أَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَأَدْعُو، أَمْ أَسْتَقْبِلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: وَلِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيلَتُكَ وَوَسِيلَةُ أَبِيكَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ بَلِ اسْتَقْبِلْهُ واسْتَشْفِعْ بِهٖ، فَيُشَفِّعُهُ اللّٰهُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾ الْآيَةَ.

''محمد بن حمید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں امیر المومنین ابوجعفر رحمہ اللہ کا امام مالک رحمہ اللہ سے مناظرہ ہوا، امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: امیر المومنین! مسجد میں آواز بلند نہ کیجیے، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ......﴾ ''اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کریں۔'' نیز فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ......﴾ ''جو لوگ اللہ اور رسول کے پاس آوازیں پست رکھتے ہیں۔'' کچھ لوگوں کی مذمت میں فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ......﴾ ''جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتکریم وفات کے بعد بھی اسی طرح ہے، جس طرح زندگی میں تھی، یہ سن کر ابوجعفر لاجواب ہوگئے اور کہنے لگے: ابوعبداللہ! میں قبلہ رخ ہوکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے دعا کروں، یا رسول اللہ ﷺ کی طرف رخ کر کے؟ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ رسول اللہ ﷺ سے اپنا چہرہ کیوں پھیریں گے؟ نبی کریم ﷺ ہی تو روز قیامت اللہ کے دربار میں آپ کا اور آپ کے باپ سیّدنا آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہوں گے، آپ رسول اللہ ﷺ ہی کی طرف منہ کر کے دعا کریں اور آپ ﷺ کو سفارشی بنائیں، اللہ تعالیٰ آپ کی سفارش قبول فرمائے گا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾ ''جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے تھے.......''

(الشِّفا بتعريف حقوق المُصطفٰی : 41/2)

تبصرہ:

روایت سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن حمید رازی جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ''ضعیف و کذاب'' ہے۔ اسے امام نسائی رحمہ اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(الخِلافيّات للبيهقي : 1955، وسندهٗ صحيحٌ)

محدث ابوبکر فضلک رحمہ اللہ (۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ حُمَيْدٍ وَّهُوَ يُقَلِّبُ الْأَسَانِيدَ وَيُرَكِّبُهَا عَلَى الْمُتُونِ.

''میں محمد بن حمید کے پاس گیا، وہ ادھر ادھر کی سندیں لے کر انہیں متنوں پر چسپاں کر رہا تھا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(الخِلافيّات للبيهقي : 1954، وسندهٗ صحيحٌ)

محدث فضلک کا قول ذکر کرنے کے بعد حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آفَتُهٗ هٰذَا الْفِعْلُ، وَإِلَّا فَمَا أَعْتَقِدُ فِيهِ أَنَّهٗ يَضَعُ مَتْنًا، وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهِم : فُلَانٌ سَرَقَ الْحَدِيْثَ .

''محمد بن حمید میں یہی بیماری تھی، ورنہ میرا نہیں خیال کہ اس نے کوئی متن بھی گھڑا ہو، اس کی وہی حالت ہے، جو محدثین کے نزدیک ''سارق الحدیث'' راوی کی ہوتی ہے۔''

(سير أعلام النّبلاء : 504/11)

امام ابوزرعہ اور امام مسلم بن وارہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

صَحَّ عِنْدَنَا أَنَّهٗ يَكْذِبُ .

''ہمارے نزدیک درست یہی ہے کہ محمد بن حمید (حدیث میں) جھوٹا تھا۔''

(كتاب المَجروحين لابن حبان : 1009، وسندهٗ صحيحٌ)

امام صالح جزرہ رحمہ اللہ نے بھی ''کذاب'' قرار دیا ہے۔

(تاريخ بغداد : 262/2، وسندهٗ حسنٌ)

② ابن حمید نے مالک رحمہ اللہ کا دور نہیں پایا، لہذا سند منقطع، بلکہ معضل ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَذٰلِكَ مَنْ نَقَلَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهٗ جَوَّزَ سُوَالَ الرَّسُولِ أَوْ غَيْرِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمْ أَوْ نَقَلَ ذٰلِكَ عَنْ إِمَامٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ غَيْرِ مَالِكٍ كَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَغَيْرِهِمَا فَقَدْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَذَبَ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ بَعْضُ الْجُهَّالِ يَنْقُلُ هٰذَا عَنْ مَالِكٍ وَيَسْتَنِدُ إِلَى حِكَايَةٍ مَكْذُوبَةٍ عَنْ مَالِكٍ وَلَوْ كَانَتْ صَحِيحَةً لَمْ يَكُنْ التَّوَسُّلُ الَّذِي فِيهَا هُوَ هٰذَا؛ بَلْ هُوَ التَّوَسُّلُ بِشَفَاعَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَكِنْ مِنْ النَّاسِ مَنْ يُحَرِّفُ نَقْلَهَا وَأَصْلُهَا ضَعِيفٌ .

''جو امام مالک رحمہ اللہ، دیگر ائمہ امت، مثلاً امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہما سے بیان کرے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نیک انسان کی موت کے بعد ان سے سوال کرنا جائز قرار دیا، وہ ان ائمہ پر جھوٹ باندھتا ہے، بعض جہلاء امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں ایک جھوٹی روایت پر اعتماد کرتے ہیں، اگر یہ روایت ثابت ہو تو بھی اس سے متنازع فیہ وسیلہ مراد نہیں، بلکہ اس سے قیامت کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مراد ہے، بعض لوگ اس میں تحریف معنوی کرتے ہیں، خیر! اس روایت کی سند ہی ''ضعیف'' ہے۔''

(مجموع الفتاویٰ:1/225؛قاعدۃ جلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ ص:128)

علامہ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهَا إِسْنَادٌ لَيْسَ بِجَيِّدٍ، بَلْ هُوَ إِسْنَادٌ مُّظْلِمٌ مُّنْقَطِعٌ .

''اس کی سند جید نہیں، بلکہ جہالت سے بھرپور اور منقطع ہے۔''

(الصّارم المُنكي في الرّد على السُّبكي، ص 260)

روایت نمبر ④

رَوٰى أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

الرَّحْمٰنِ الْكَرْخِيُّ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهَيْثَمِ الطَّائِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : قَدِمَ عَلَيْنَا أَعْرَابِيٌّ بَعْدَ مَا دَفَنَّا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَرَمٰى بِنَفْسِهٖ عَلٰى قَبْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَثَا عَلٰى رَأْسِهٖ مِنْ تُرَابِهٖ، فَقَالَ : قُلْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَسَمِعْنَا قَوْلَكَ، وَوَعَيْتَ عَنِ اللّٰهِ، فَوَعَيْنَا عَنْكَ، وَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ : ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾ الْآيَةَ، وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَجِئْتُكَ تَسْتَغْفِرُ لِي، فَنُودِيَ مِنَ الْقَبْرِ : إِنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ .

''سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے تین دن بعد ہمارے پاس ایک خانہ بدوش آیا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر لیٹ گیا، قبر کی مٹی سر پہ ڈالی، کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ نے حکم دیا، تو ہم نے آپ کی بات غور سے سنی، آپ نے اللہ کی وحی سنائی، تو ہم نے محفوظ کی ،اسی وحی میں یہ بھی تھا:﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ...﴾ '' نبی! جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے....'' میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کے پاس آ گیا ہوں، آپ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میرے لیے اللہ رب العزت سے مغفرت طلب کیجیے، اسی اثنا میں قبر مبارک سے آواز آئی کہ جا معاف کر دیا گیا ہے۔''

(كنز العُمال للهندي : 4322، الصّارم المُنكي لابن عبد الهادي، ص 430؛ تفسير القُرطبي : 439/6؛ جامع الأحاديث للسّيوطي : 34153)

تبصرہ:

جھوٹی اور من گھڑت حکایت ہے۔

علامہ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ هٰذَا خَبَرٌ مُّنْكَرٌ مَّوْضُوعٌ، وَأَثَرٌ مُّخْتَلَقٌ مَّصْنُوعٌ، لَا يَصِحُّ الِاعْتِمَادُ عَلَيْهِ، وَلَا يَحْسُنُ الْمَصِيرُ إِلَيْهِ، وَإِسْنَادُهُ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ، وَالْهَيْثَمُ جَدُّ أَحْمَدَ بْنِ الْهَيْثَمِ، أَظُنُّهُ ابْنَ عَدِيٍّ الطَّائِيِّ، فَإِنْ يَّكُنْ هُوَ، فَهُوَ مَتْرُوكٌ كَذَّابٌ، وَإِلَّا فَهُوَ مَجْهُولٌ .

''منکر، موضوع، من گھڑت اور خود ساختہ روایت ہے، عقیدے میں اس پر اعتماد درست نہیں، اس کی سند اندھیری ہے۔ ہیثم جو کہ احمد بن ہیثم کا دادا ہے، میرے خیال میں وہ عدی طائی کا بیٹا ہے، اگر یہ واقعی وہی ہے تو متروک و کذاب ہے، ورنہ مجہول ہے۔''

(الصّارم المُنكي في الرّد على السُّبكي، ص 430)

① ہیثم بن عدی ''کذاب'' اور ''متروک'' ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ بِثِقَةٍ، كَانَ يَكْذِبُ . ''معتبر نہیں، بلکہ جھوٹا تھا۔''

(تاريخ ابن مَعين : 626/2)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَكَتُوْا عَنْهُ . ''متروک الحدیث ہے۔''

(التّاريخ الكبير : 218/8)

امام نسائی رحمہ اللہ نے ''متروک الحدیث'' کہا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمتروكين : 637)

امام عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَّابٌ، وَقَدْ رَأَيْتُه . سخت جھوٹا تھا، میرا دیکھا ہوا ہے۔''

(تاريخ العِجلى:1924)

امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ . ''چنداں قابل اعتبار نہیں۔''(تاريخ أبي زُرعة : 431/2)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، مَحَلُّهٗ مَحَلُّ الْوَاقِدِيِّ .

''متروک الحدیث ہے، یہ واقدی (کذاب) کا ہم پلہ ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 85/2)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس کی حدیث کو جھوٹ قرار دیا ہے۔

(الضّعفاء الكبير للعُقَيلي : 352/4؛ وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ جوزجانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَاقِطٌ، قَدْ كُشِفَ قِنَاعُهُ .

''اس متروک کا پردہ چاک ہو چکا ہے۔''(أحوال الرّجال : 368)

امام یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اَلْهَيْثَمُ بْنُ عَدِيٍّ كَانَتْ لَهُ مَعْرِفَةٌ بِأُمُورِ النَّاسِ وَأَخْبَارِهِمْ، وَلَمْ يَكُنْ فِي الْحَدِيثِ بِالْقَوِيِّ، وَلَا كَانَتْ لَهُ بِهٖ مَعْرِفَةٌ، وَبَعْضُ النَّاسِ يَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي صِدْقِهٖ .

''ہیثم بن عدی کو لوگوں کے قصوں اور واقعات سے کچھ معرفت تھی، لیکن حدیث میں مضبوط نہیں تھا، نہ اسے حدیث سے کچھ واسطہ تھا، بعض محدثین اس کی سچائی میں بھی شک کرتے تھے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 53/14؛ وسندہٗ صحیحٌ)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ''ضعیف'' اور ''متروک'' راویوں میں ذکر کیا ہے۔

(کتاب الضّعفاء والمتروکین : 565)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰى عَنِ الثِّقَاتِ أَشْيَاءَ، كَأَنَّهَا مَوْضُوعَةٌ، بِسَبْقٍ إِلَى الْقَلْبِ أَنَّهُ كَانَ يُدَلِّسُهَا، فَالْتَزَقَ تِلْكَ الْمُعْضَلَاتُ بِهٖ، وَوَجَبَ مُجَانَبَةُ حَدِيثِهٖ عَلٰى عِلْمِهٖ بَالتَّارِيخِ وَمَعْرِفَتِهٖ بِالرِّجَالِ .

''اس نے ثقات سے بہت سی من گھڑت روایات بیان کی ہیں، محسوس ہوتا ہے کہ وہ ان کے بیان میں تدلیس سے کام لیتا تھا، یہ معضل روایات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسی کی کارستانیاں ہیں،سو اس کی حدیث سے اجتناب لازم ہے، گو یہ تاریخ دان اور رجال بارے معرفت رکھتا تھا۔''

(کتاب المَجروحین : 93/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی ضَعْفِ الْهَیْثَمِ .

''محدثین کا ہیثم کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔''

(سِیَر أعلام النّبلاء : 462/9)

② ابو صادق کا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں، جیسا کہ ابو حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

''آنحضرت کی خدمت میں حاضری جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہوسکتی تھی، اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اس حکم میں ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آ کر گر گیا اور زار زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گنہگار رسول کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول اس کے لیے دعائے مغفرت کر دیں تو اس کی مغفرت ہو جائے گی، اس لیے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں، اس وقت جو لوگ حاضر تھے، ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضہ اقدس کے اندر سے آواز آئی: قد

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

غفرلک (بحرمحیط) یعنی مغفرت کردی گئی۔‘‘ (معارف القرآن:2/458۔459)

صحابہ کرام، تابعین عظام اور سلف صالحین میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ سے دعائے مغفرت کی درخواست کی جائے، اگر قرآن وحدیث میں اس کی دلیل ہوتی، تو اسلاف امت ضرور اس کے قائل و فاعل ہوتے، سلف کے خلاف بدعی عقیدہ گھڑ کر اسے جھوٹی روایات کا کمزور اور بیکار سہارا دینے کی کوشش اہل حق کا وطیرہ نہیں، جن روایات کو جھوٹے اور متروک راویوں نے بیان کر رکھا ہے، محدثین انہیں بے فیض سمجھ کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔

روایت نمبر ⑤

محمد بن حرب ہلالی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ الْمَدِينَةَ، فَأَتَيْتُ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَزُرْتُهُ وَجَلَسْتُ بِحِذَائِهِ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَزَارَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا خَيْرَ الرُّسُلِ! إِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عَلَيْكَ كِتَابًا صَادِقًا، قَالَ فِيهِ: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿رَحِيمًا﴾، وَإِنِّي جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا رَبَّكَ مِنْ ذُنُوبِي، مُتَشَفِّعًا بِكَ ....

’’میں مدینہ میں داخل ہوا اور نبی کریم ﷺ کی قبر پر گیا، اس کی زیارت کی اور سامنے بیٹھ گیا، اتنے میں ایک خانہ بدوش آیا اور قبر مبارک کی زیارت کے بعد کہنے لگا: اے خیر الرسل! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سچی کتاب

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

نازل کی ہے، اس میں فرمایا ہے: (''نبی!) جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں، تو آپ کے پاس آ جاتے اور اللہ سے معافی مانگ لیتے، اور آپ بھی ان کے لیے معافی کی درخواست کرتے، تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔''مَیں آپ ﷺ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ سے میری سفارش کریں اور میرے گناہوں کی معافی طلب کریں۔''

(وَفاء الوَفاء للسّمهودي : 1361/4، اِتّحاف الزّائر لابن عساكر : 68-69، أخبار المدينة لابن النّجّار : 147؛ مُثِير العَزم السّاكن لابن الجوزي : 477؛ شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام للفاسي : 369/4)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔

① ابن الفضیل نحوی

② محمد بن روح

③ محمد بن حرب ہلالی

تینوں کی توثیق نہیں مل سکی۔

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حکایت کو بعض لوگوں نے عتبی سے بلا سند نقل کیا ہے، بعض نے محمد بن حرب ہلالی سے روایت کیا ہے، بعض نے اس کی سند یوں بیان کی ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

: محمد بن حرب، ابوالحسن زعفرانی سے بیان کرتا ہے، وہ بدوی سے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو اپنی کتاب شعب الایمان میں ایک سخت ''ضعیف'' سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ وہ سند یوں ہے: محمد بن روح بن یزید بن بصری کہتے ہیں کہ ہمیں ابوحرب ہلالی نے بیان کیا کہ ایک بدوی نے حج کیا، پھر مسجد نبوی کے پاس آ کر اپنا اونٹ باندھ دیا، مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا......بعض جھوٹوں نے اس کی سند علی رضی اللہ عنہ تک گھڑ لی ہے، اس کا تذکرہ آئندہ آ رہا ہے، الغرض بدوی والے اس منکر قصے سے دلیل نہیں لی جا سکتی، اس کی سند سخت ''ضعیف'' ہے اور اس کی سند و متن دونوں میں اختلاف ہے، بالفرض والمحال اگر یہ ثابت ہو جائے، تو بھی معترض کی مراد بر نہیں آتی، اس جیسی حکایت سے دلیل لینا اور اعتماد کرنا اہل علم کے نزدیک جائز نہیں۔''

(الصّارم المُنكي في الرّد على السُّبكي، ص 212)

روایت نمبر ⑥

حکایت عتبي:

عتبی والی حکایت حافظ نووی رحمہ اللہ (الاذکار:206؛ الایضاح:451)، علامہ قرطبی رحمہ اللہ (تفسیر القرطبی:265/5)، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (تفسیر ابن کثیر:306/2) اور ابن قدامہ رحمہ اللہ (المغنی:557/3) نے بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

معجم الشیوخ لابن عساکر (ص600) میں اس کی سند موجود ہے، لیکن یہ بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی ہے:

① ابن فضیل نحوی کی توثیق نہیں مل سکی۔

② عبدالکریم بن علی کی تعیین وتوثیق بھی معلوم نہیں ہوسکی۔

③ محمد بن محمد بن نعمان کون ہے؟ اگر ابن شبل ہے تو ''متہم بالوضع'' ہے اور اگر مقری ہے، تو ''مجہول'' ہے۔

④ محمد بن حرب ہلالی کی توثیق درکار ہے۔

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عتبی والی حکایت جس کی طرف سبکی نے اشارہ کیا ہے، اسے بعض فقہا اور محدثین نے ذکر کیا ہے، لیکن یہ عتبی تک ثابت نہیں، یہ روایت عتبی کے علاوہ دوسرے راویوں سے بھی گم نام سند کے ساتھ مذکور ہے، ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں، الغرض اس حکایت سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا، خصوصاً ایسے معاملے میں جو اگر مشروع ومستحب ہوتا تو صحابہ اور تابعین بعد والوں سے بڑھ کر اسے جانتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے۔''

(الصّارم المُنكي في الرّد على السُّبكي، ص321؛ وفي نسخة : 490)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِثْلُ هٰذَا الْإِمَامِ كَيْفَ يَشْرَعُ دِينًا لَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدِ السَّلَفِ وَيَأْمُرُ الْأُمَّةَ أَنْ يَطْلُبُوا الدُّعَاءَ وَالشَّفَاعَةَ وَالْاسْتِغْفَارَ بَعْدَ مَوْتِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ مِنْهُمْ عِنْدَ قُبُورِهِمْ وَهُوَ أَمْرٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يَفْعَلْهُ أَحَدٌ مِّنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ؟

''عتبی جیسا امام ایسی بات کو دین کیسے قرار دے سکتا ہے، جو سلف صالحین سے منقول نہیں، کیسے ممکن ہے کہ عتبی انبیائے کرام اور صالحین کی وفات کے بعد ان کی قبروں پر جا کر ان سے دعا، شفاعت اور طلب استغفار کا حکم دیں، حالانکہ یہ ایسا کام ہے، جسے اسلاف میں سے کسی نے نہیں کیا۔''

(مجموع الفتاویٰ :221/1)

مولانا اشرف علی تھانوی (1362ھ) لکھتے ہیں:

''محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی، غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں، پس حجت ہو گیا۔''

(نشر الطّیب، ص 254)

عربی کی مشہور کہاوت ہے: ثَبِّتِ الْعَرْشَ، ثُمَّ انْقُشْ . ''پہلے عمارت کھڑی کریں، پھر نقش و نگار کریں۔'' تھانوی صاحب نے عمارت بنانے سے پہلے ہی بیل بوٹے کا کام شروع کر دیا ہے۔ پہلے واقعہ کی سند تو ثابت ہو جائے، پھر اس سے استدلال و استنباط کا کام بھی ہو جائے گا۔ جس سند میں نامعلوم و مجہول اور مجروح افراد نے ڈیرے ڈال رکھے ہوں، کیا محدثین کرام اور ائمہ دین اسے اپنا دین بنا لیتے تھے؟ جس واقعہ کو سب سے پہلے حافظ ابوالیمن عبد الصمد بن عبد الوہاب بن عساکر (686ھ) نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہو اور وہ بھی سخت ضعیف سند کے ساتھ، اسے خیر القرون کے سلف کیسے اپنا سکتے تھے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ ①

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آنے والے ایک اعرابی کا واقعہ منقول ہے......

(المُنتقٰى من مَسموعات مَرْوٍ للضّياء المقدسي : 418)

یہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ پر صریح بہتان ہے:

① ابن بنت یزید بن ہارون کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

② حسن بن یوسف کاتب کون ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا۔

③ ابو الحسن محمد بن اسحاق التمار کی توثیق نہیں مل سکی۔

④ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن یزداد رازی کی توثیق نہیں ملی۔

⑤ ابو علی حسین بن ابراہیم قنطری کے حالات نہیں مل سکے۔

جس سند میں کئی نامعلوم افراد ہوں، وہ ثابت کیسے ہو سکتی ہے؟

تنبیہ ②

سعید بن ابی مریم بھی قبر نبی کے متعلق ایک دیہاتی کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔

(المَجلس من أمالي أبي الفتح المقدسي، ص 15)

یہ بھی سخت باطل ہے:

① ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عمر بن نصر شیبانی کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَسَاكِرٍ : اتُّهِمَ فِي لِقَاءِ أَبِي إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ .

”ابن عساکر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس نے ابو اسحاق بن ابی ثابت کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ملاقات کا دعوی کیا تھا، جس وجہ سے اس پر جھوٹ کا الزام لگا۔''

(میزان الاعتدال: 580/2)

علامہ عبدالعزیز کتانی رحمہ اللہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

(لسان المیزان لابن حجر: 424/3)

② ابوالحسن علی بن خضر سلمی رحمہ اللہ کے متعلق حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعَ الْكَثِيرَ، وَجَمَعَ مَا لَوْ لَمْ يَجْمَعْهُ، كَانَ خَيْرًا لَّهٗ.

''اس نے بہت سے لوگوں سے سماع کیا ہے اور ایسی روایات جمع کیں کہ ان کو جمع نہ کرتا، تو بہتر تھا۔'' (تاریخ دِمَشق: 461/41)

نیز فرماتے ہیں:

سَمِعَ مِنْ شَيْخِنَا أَبِي الْحَسَنِ بْنِ قَيْسٍ، وَلَمْ يَقَعْ إِلَيْنَا مِنْ حَدِيثِهٖ عَنْهُ شَيْءٌ إِلَّا بَعْدَ مَوْتِ ابْنِ قَيْسٍ، وَكَانَ جَدِّي أَبُو الْمُفَضَّلِ يَذْكُرُ أَنَّهٗ سَمِعَ مِنْهُ، وَلَمْ يُجْرِ سَمَاعَهٗ مِنْهُ.

''اس نے ہمارے شیخ ابوالحسن بن قیس سے سماع کیا تھا، لیکن وہ روایات اس نے ابوالحسن بن قیس کی موت کے بعد بیان کیں، میرے دادا ابو المفضل بیان کرتے تھے کہ انہوں نے علی بن خضر سے سماع کیا، لیکن انہوں نے اس سے سنی ہوئی روایات آگے بیان نہیں کیں۔''

(تاریخ دِمَشق: 462/41)

علامہ عبدالعزیز کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَنَّفَ كُتُبًا كَثِيرَةً، لَمْ يَكُنْ هٰذَا الشَّأْنُ مِنْ صُنْعَتِهٖ، وَخُلِّطَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تَخْلِيطًا عَظِيمًا، كَانَ يَرْوِي أَشْيَاءَ لَيْسَتْ لَهٗ سَمَاعٌ وَّلَا إِجَازَةٌ .

''اس نے بہت سی کتب تصنیف کی تھیں، لیکن یہ کام اس کے بس کا نہیں تھا، اس کا حافظہ بہت زیادہ خراب تھا، ایسی روایات بیان کرتا، جن کا نہ اس نے سماع کیا تھا، نہ انہیں بیان کرنے کی اسے اجازت تھی۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر :463/41)

الحاصل:

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ قرآنِ کریم میں جہاں وسیلہ کا ذکر ہے، اس سے مراد نیک اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ قرآنِ مجید کی صرف دو آیات میں وسیلہ کا لفظ مستعمل ہے۔ ان دونوں آیات کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے مفسرین کے اقوال اور ان کی تفاسیر آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں۔ تیسری آیت جس میں گناہ گاروں کے نبی اکرم ﷺ کے پاس آنے اور آپ سے اپنے لیے دعا کرانے کا ذکر ہے، اس سے بعض لوگوں نے قبر نبوی اور ذاتِ نبوی کے وسیلہ کا اثبات کرنا چاہا اور بعض روایات پیش کیں، جن پر اصولِ محدثین اور فہم سلف کی روشنی میں تفصیلی و تحقیقی بحث سپرد قلم کر دی گئی ہے۔ فیصلہ خود کریں کہ کیا قرآنِ کریم سے فوت شدگان کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وسیلہ، صحیح احادیث اور فہم سلف کی روشنی میں

گزشتہ صفحات شاہد ہیں کہ قرآنِ کریم اور صحیح احادیث سے تین طرح کا وسیلہ ثابت ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا، دوسرے نیک اعمال کا اور تیسرا کسی زندہ انسان کی دُعا کا، لہٰذا وسیلے کی صرف یہی قسمیں جائز اور مشروع ہیں۔ باقی جتنی اقسام ہیں، غیر مشروع اور ناجائز و حرام ہیں۔ صحیح احادیث اور فہم سلف سے بھی جائز وسیلہ کے بارے میں یہی ثابت ہے، نیز وسیلہ کی ممنوع اقسام کے بارے میں صریح ممانعت و نفی بھی موجود ہے۔ ملاحظہ کیجئے!

زندہ نیک شخص کی دُعا کے وسیلے کا جواز:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ : اللّٰهُمَّ! إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ : فَيُسْقَوْنَ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ جب قحط پڑ جاتا، تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (کی دعا) کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تھے۔ دعا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوں کرتے: اللہ! ہم نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کی دعا کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تھے، اب ہم آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کا وسیلہ لائے ہیں، تو ہمیں بارش عطا فرما۔ بارش ہو جاتی تھی۔''

(صحيح البخاري : 1010)

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ أَنَّ التَّوسُّلَ بِهٖ فِي حَيَاتِهٖ، هُوَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَتَوَسَّلُونَ بِهٖ، أَيْ يَسْأَلُونَ أَنْ يَّدْعُوَ اللّٰهَ، فَيَدْعُو لَهُمْ، وَيَدْعُونَ فَيَتَوَسَّلُونَ بِشَفَاعَتِهٖ وَدُعَائِهٖ .

''وسیلہ کی یہ صورت نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اس طرح تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کرتے اور پھر خود بھی دعا کرتے ۔ یوں اس طریقہ سے وہ نبی کریم ﷺ کی سفارش اور وسیلہ حاصل کرتے تھے۔''(مختصر الفتاوى المصرية، ص 194)

شارحِ بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں:

يُسْتَفَادُ مِنْ قِصَّةِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنِ اسْتِحْبَابِ الِاسْتِشْفَاعِ بِأَهْلِ الْخَيْرِ وَأَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ .

''سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے قصہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل خیر، اہل صلاح وتقویٰ اور اہل بیت نبی سے سفارش کروانا مستحب ہے۔''

(فتح الباري : 2/497)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض حضرات اس حدیث سے وسیلہ کی ایک ناجائز قسم ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ یہ حدیث ہماری دلیل ہے، کیونکہ زندہ لوگوں سے دعا کرانا مشروع ہے۔ اگر فوت شدگان کی ذات کا وسیلہ جائز ہوتا، تو رسولِ اکرم ﷺ کی ذات بابرکات کو چھوڑ کر صحابہ کبھی ایک اُمتی کی ذات کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرنے کی جسارت نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث سے صرف زندہ نیک لوگوں کی دعا کے وسیلہ کا اثبات ہوتا ہے۔

محدثین کرام اور فقہائے امت نے اس حدیث سے ذات کا نہیں، بلکہ دُعا کا وسیلہ مراد لیا ہے۔ جب اسلافِ امت اس سے فوت شدگان کا وسیلہ مراد نہیں لیتے، تو بعد والوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اس حدیث کا ایک نیا معنی متعارف کروائیں؟

تصریحاتِ محدثین سے عیاں ہوا کہ آپ ﷺ کے توسل سے کا معنی یہی ہے کہ آپ ﷺ سے دُعا کروائی جاتی تھی، پھر اللہ کو اس دُعا کا حوالہ دیا جاتا کہ اے اللہ! تیرا نبی ہمارے حق میں تجھ سے دُعا فرما رہا ہے، لہٰذا اپنے نبی کی دُعا ہمارے بارے میں قبول فرما کر ہماری حاجت روائی فرما!

کوئی ثقہ محدث یا معتبر عالم اس حدیث سے نبی اکرم ﷺ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی ذات کا وسیلہ ثابت نہیں کرتا۔

فائدہ نمبر ①

ایک روایت میں ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کے لیے دُعا کا کہا، تو انہوں نے دعا کی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَمْ يَنْزِلْ بَلَاءٌ إِلَّا بِذَنْبٍ، وَلَمْ يُكْشَفْ إِلَّا بِتَوْبَةٍ، وَقَدْ تَوَجَّهَ الْقَوْمُ بِي إِلَيْكَ لِمَكَانِي مِنْ نَبِيِّكَ .

''یا اللہ! ہر مصیبت کسی گناہ کی وجہ سے نازل ہوتی ہے اور توبہ اس سے خلاصی کا ذریعہ بنتی ہے۔ انہوں نے میرے ذریعہ تیری طرف رجوع کیا ہے، کیونکہ میں تیرے نبی کا قرابت دار ہوں۔''

(تاریخ ابن عساکر : 26/358-359، فتح الباري لابن حجر : 2/497)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن سائب کلبی ''متروک'' اور ''کذاب'' ہے۔

② ابوصالح ''ضعیف'' اور ''مختلط'' ہے۔

اس سند میں اور بھی خرابیاں ہیں۔

فائدہ نمبر ②:

اس واقعہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

أَللّٰهُمَّ إِنَّا نَتَقَرَّبُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ وَنَسْتَشْفَعُ بِهِ، فَاحْفَظْ فِينَا نَبِيَّكَ كَمَا حَفِظْتَ الْغُلَامَيْنِ لِصَلَاحِ أَبِيهِمَا .

''یا اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا کے ذریعے تیرا تقرب چاہتے ہیں اور ان کی سفارش پیش کرتے ہیں۔ تُو ہمارے بارے میں اپنے نبی کا اس طرح لحاظ فرما، جس طرح تُو نے والد کی نیکی کی بنا پر دو لڑکوں کا لحاظ فرمایا تھا۔''

(الاستيعاب : 3/92، التّمهيد : 23/434، الاستذكار لابن عبد البر : 2/434)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بے سند ہے، لہٰذا قابل اعتبار نہیں۔

فائدہ نمبر ③

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں؛

اسْتَسْقٰى عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَامَ الرَّمَادَةِ بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ : اللّٰهُمَّ! هٰذَا عَمُّ نَبِيِّكَ الْعَبَّاسُ، نَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِهٖ، فَاسْقِنَا، فَمَا بَرِحُوا حَتّٰى سَقَاهُمُ اللّٰهُ، قَالَ : فَخَطَبَ عُمَرُ النَّاسَ، فَقَالَ : أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرٰى لِلْعَبَّاسِ مَا يَرَى الْوَلَدُ لِوَالِدِهٖ، يُعَظِّمُه، وَيُفَخِّمُه، وَيَبَرُّ قَسَمَه، فَاقْتَدُوا أَيُّهَا النَّاسُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَمِّهِ الْعَبَّاسِ، وَاتَّخِذُوهُ وَسِيلَةً إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيمَا نَزَلَ بِكُمْ.

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عام الرمادہ (قحط و ہلاکت والے سال) میں سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنا کر بارش طلب کی۔ انہوں نے یوں فریاد کی: یا اللہ! یہ تیرے مکرّم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز چچا ہیں۔ ہم ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔ تُو ہم پر بارش نازل فرما۔ وہ دعا کر ہی رہے تھے کہ بارش برسنے لگی۔ پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ فرمایا: لوگو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظریہ رکھتے تھے، جو ایک بیٹا اپنے باپ کے بارے میں رکھتا ہے۔ آپ ﷺ ان کی تعظیم وتوقیر کرتے اور ان کی قسمیں پوری فرماتے۔لوگو! جیسا رسول اللہ ﷺ (کی دعا) کوقحط سالی کے خاتمہ کے لیے وسیلہ بنایا جاتا تھا، اسی لیے آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ (کی دعا) کووسیلہ بنائیں۔''

(المستدرك للحاكم : 3/334، ح : 5638، الاستيعاب لابن عبد البر : 3/98)

سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے۔

① داود بن عطاء مدنی ''ضعیف'' اور ''متروک'' ہے۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ، ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ .

''یہ قوی نہیں ہے، ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 3/421)

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی ''منکر الحدیث'' قرار دیا ہے۔

(الضّعفاء الكبير للعُقَيلي : 2/35، وسندهٗ صحيحٌ)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(سؤالات البُرقاني : 138)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ . ''ناقابل التفات ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 3/241)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي حَدِيثِهٖ بَعْضُ النُّكْرَةِ.

''اس کی حدیث میں کچھ نکارت ہے۔''(الكامل في ضُعَفاء الرّجال: 87/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(تلخيص المُستدرك: 334/3)

② زید بن اسلم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صرف دو حدیثیں سنی ہیں، یہ ان میں سے نہیں ہے، لہٰذا روایت مرسل و منقطع ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس میں دعا کے وسیلہ کا ذکر ہے اور دعا ہمارے نزدیک مشروع اور جائز وسیلہ ہے۔

الغرض سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے توسل والی حدیث میں جس وسیلہ کا ذکر ہے، وہ صرف اور صرف دعا کا وسیلہ ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے ان سے یہ استدعا کی تھی کہ آپ اللہ سے بارش کی دعا فرمائیں اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ان کی اس دعا کا حوالہ دیا کہ تیرے نبی کے چچا بھی ہمارے لیے دعا گو ہیں، لہٰذا ہماری فریادرسی فرما، یہی مشروع و جائز وسیلہ ہے، اس سے فوت شدگان کی ذات کا وسیلہ ثابت نہیں ہوتا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا دُعَاءٌ أَقَرَّهٗ عَلَيْهِ جَمِيعُ الصَّحَابَةِ، وَلَمْ يُنْكِرْهُ أَحَدٌ مَّعَ شُهْرَتِهٖ، وَهُوَ مِنْ أَظْهَرِ الْإِجْمَاعَاتِ الْإِقْرَارِيَّةِ، وَدَعَا بِمِثْلِهٖ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فِي خِلَافَتِهٖ لَمَّا اسْتَسْقٰى بِالنَّاسِ، فَلَوْ كَانَ تَوَسُّلُهُمْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بَعْدَ مَمَاتِهٖ كَتَوَسُّلِهِمْ بِهٖ فِي حَيَاتِهٖ، لَقَالُوا :كَيْفَ نَتَوَسَّلُ بِمِثْلِ الْعَبَّاسِ وَيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ وَنَحْوِهِمَا؟ وَنَعْدِلُ عَنِ التَّوَسُّلِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي هُوَ أَفْضَلُ الْخَلَائِقِ، وَهُوَ أَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ؟ فَلَمَّا لَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ أَحَدٌ مِّنْهُمْ، وَقَدْ عُلِمَ أَنَّهُمْ فِي حَيَاتِهٖ إِنَّمَا تَوَسَّلُوا بِدُعَائِهٖ وَشَفَاعَتِهٖ، وَبَعْدَ مَمَاتِهٖ تَوَسَّلُوا بِدُعَاءِ غَيْرِهٖ وَشَفَاعَةِ غَيْرِهٖ، عُلِمَ أَنَّ الْمَشْرُوعَ عِنْدَهُمُ التَّوَسُّلُ بِدُعَاءِ الْمُتَوَسَّلِ بِهٖ، لَا بِذَاتِهٖ .

”اس دعا پر تمام صحابہ نے خاموشی اختیار کی، کسی نے اعتراض نہیں کیا، حالاں کہ یہ مشہور و معروف واقعہ تھا، اس سے واضح ہوا کہ یہ اجماع سکوتی ہے۔ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے جب اپنے دور خلافت میں دعائے استسقا کی، تو اسی طرح دعا فرمائی۔ اگر صحابہ کرام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اسی طرح آپ کا وسیلہ لیتے، جس طرح کہ زندگی میں لیتے تھے، تو ضرور کہتے کہ ہم اللہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی چھوڑ کر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور یزید بن اسود رحمہ اللہ جیسے لوگوں کا وسیلہ کیوں دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوقات سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا وسیلہ ہیں۔ جب صحابہ کرام میں سے کسی نے ایسا نہیں کہا اور یہ بھی معلوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں وہ آپ کی دعا اور سفارش کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وسیلہ پیش کرتے تھے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد وہ کسی اور کی دعا اور سفارش کا وسیلہ اختیار کرتے تھے، تو ثابت ہوا کہ صحابہ کے نزدیک نیک شخص کی دعا کا وسیلہ جائز تھا، اس کی ذات کا نہیں۔‘‘

(مجموع الفتاویٰ: 1/284-285)

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (792ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا كَانُوا يَتَوَسَّلُونَ فِي حَيَاتِهٖ بِدُعَائِهٖ، يَطْلُبُونَ مِنْهُ أَنْ يَّدْعُوَ لَهُمْ، وَهُمْ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى دُعَائِهٖ، كَمَا فِي الِاسْتِسْقَاءِ وَغَيْرِهٖ، فَلَمَّا مَاتَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا خَرَجُوا يَسْتَسْقُونَ: اَللّٰهُمَّ! إِنَّا كُنَّا إِذَا أَجْدَبْنَا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا. مَعْنَاهُ بِدُعَائِهٖ هُوَ رَبَّه، وَشَفَاعَتِهٖ وَسُؤَالِهٖ، لَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّا نُقْسِمُ عَلَيْكَ بِهٖ، أَوْ نَسْأَلُكَ بِجَاهِهٖ عِنْدَكَ، إِذْ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ مُرَادًا لَّكَانَ جَاهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمَ وَأَعْظَمَ مِنْ جَاهِ الْعَبَّاسِ.

’’صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ کی دُعا کا وسیلہ اختیار کرتے تھے، آپ سے دُعا کی درخواست کرتے اور آپ ﷺ کی دُعا پر آمین کہتے تھے۔ استسقا (بارش طلبی کی دعا) وغیرہ میں ایسا ہی ہوتا تھا، لیکن جب آپ ﷺ وفات پا گئے، تو بارش طلب کرنے کے لیے باہر

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

نکل کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یوں کہا: یا اللہ! پہلے ہم جب خشک سالی میں مبتلا ہوتے، تو اپنے نبی کا وسیلہ اختیار کرتے تھے، تُو ہم پر بارش برسا دیتا تھا، اب ہم اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ لائے ہیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تجھ سے ہمارے لیے دُعا و سفارش کریں گے۔ آپ کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی قسم دی جائے یا ان کے مقام و مرتبہ کے وسیلہ سے مانگا جائے۔ اگر یہ جائز ہوتا، تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و منزلت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی شان و منزلت سے بہت بہت زیادہ تھی۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 237-238)

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب (1352ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : أَللّٰهُمَّ! إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ فِيهِ التَّوَسُّلُ الْمَعْهُودُ الَّذِي يَكُونُ بِالْغَائِبِ حَتّٰى قَدْ لَايَكُونُ بِهٖ شُعُورٌ أَصْلًا، بَلْ فِيهِ تَوَسُّلُ السَّلَفِ، وَهُوَ أَنْ يُّقَدِّمَ رَجُلًا ذَا وَجَاهَةٍ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيَاْمُرَهٗ أَنْ يَّدْعُوَ لَهُمْ، ثُمَّ يُحِيلَ عَلَيْهِ فِي دُعَائِهٖ، كَمَا فُعِلَ بِالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ كَانَ فِيهِ تَوَسُّلُ الْمُتَأَخِّرِينَ لَمَا احْتَاجُوا إِلٰى إِذْهَابِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَهُمْ، وَلَكَفٰى لَهُمُ التَّوَسُّلُ بِنَبِيِّهِمْ بَعْدَ وَفَاتِهٖ أَيْضًا، أَوْ بِالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ عَدَمِ شُهُودِهٖ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَعَهُمْ .

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بارش کے موقع پر دُعا کرتے تھے کہ یا اللہ! ہم پہلے تجھے اپنے نبی کا وسیلہ پیش کرتے تھے۔ ان الفاظ میں اس رائج طریق توسل کا ذکر نہیں، جس میں کسی غائب شخص کا وسیلہ دیا جاتا ہے اور اسے شعور بھی نہیں ہوتا کہ کوئی اس کا وسیلہ پکڑ رہا ہے۔ اس حدیث میں تو سلف صالحین کے طریق توسل کا اثبات ہے۔ سلف کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کسی مقرب الٰہی شخص کو آگے کرتے اور عرض کرتے کہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں۔ پھر وہ اس سفارش کا حوالہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے۔ جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا۔ اگر اس حدیث میں بعد والے لوگوں کے (وضع کردہ) طریقہ توسل کا ذکر ہوتا، تو پھر صحابہ کرام کو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ پڑتی اور ان کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ ہی کا وسیلہ کافی ہوتا یا عباس رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں ان کے نام کا وسیلہ دے دیا جاتا۔“

(فيض الباري : 379/2)

ثابت ہوا کہ عباس رضی اللہ عنہ کے توسل والی حدیث سے توسل بالذوات والاموات کا استدلال بالکل درست نہیں۔

وسیلہ اور اسلافِ امت کا طریقہ کار:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نیک شخص کے وسیلہ کی کئی صورتیں ہیں۔ بعض جائز ہیں اور بعض ناجائز۔ ان میں سے جس صورت کی تائید سلف صالحین سے ہوتی ہے، وہ ہی جائز اور مشروع ہو گی۔ آیئے صحابہ وتابعین کے دور میں چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ نیک لوگوں کے وسیلہ کا کیا مفہوم سمجھتے تھے، نیز ان کا وسیلہ بالذوات والاموات کے بارے میں کیا نظریہ تھا؟

دلیل نمبر ①:

صحابی رسول سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں بارش کے لیے ایک بہت ہی نیک تابعی یزید بن الاسود رحمہ اللہ کا وسیلہ پکڑا تھا۔ روایت کے الفاظ ہیں:

إِنَّ النَّاسَ قُحِطُوا بِدِمَشْقَ، فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَسْقِي بِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ.

''دمشق میں لوگ قحط زدہ ہو گئے، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یزید بن الاسود رحمہ اللہ کے وسیلہ سے بارش طلب کرنے کے لیے نکلے۔''

(تاريخ أبي زرعة :602/1، تاريخ ابن عساكر : 111/65، وسندهٗ صحيحٌ)

قارئین! غور فرمائیں کہ یہ بالکل وہی الفاظ ہیں، جو صحیح بخاری کی حدیث میں ہیں، اُس میں اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ کے لفظ ہیں اور اس میں يَسْتَسْقِي بِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ کے الفاظ ہیں۔

دیکھیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو جو یزید بن الاسود رحمہ اللہ کا واسطہ دیا تھا، اس سے کیا مراد تھی؟ دُوسری روایت میں اس کی وضاحت ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ السَّمَاءَ قُحِطَتْ، فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَأَهْلُ دِمَشْقَ يَسْتَسْقُونَ، فَلَمَّا قَعَدَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمِنبَرِ، قَالَ: أَيْنَ يَزِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيُّ؟ فَنَادَاهُ النَّاسُ، فَأَقْبَلَ يَتَخَطَّى النَّاسَ، فَأَمَرَهُ مُعَاوِيَةُ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَعَدَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اللّٰهُمَّ! إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِخَيْرِنَا وَأَفْضَلِنَا، اللّٰهُمَّ! إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيِّ، يَا يَزِيدُ! ارْفَعْ يَدَيْكَ إِلَى اللّٰهِ، فَرَفَعَ يَزِيدُ يَدَيْهِ وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ، فَمَا كَانَ أَوْشَكَ أَنْ ثَارَتْ سَحَابَةٌ فِي الْغَرْبِ، كَأَنَّهَا تُرْسٌ، وَهَبَّتْ لَهَا رِيحٌ، فَسُقِينَا، حَتّٰى كَادَ النَّاسُ أَنْ لَّا يَبْلُغُوْا مَنَازِلَهُمْ.

”ایک دفعہ قحط پڑا، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور دمشق کے لوگ بارش طلب کرنے کے لیے نکلے۔ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے، تو فرمایا: یزید بن الاسود جرشی کہاں ہیں؟ لوگوں نے انہیں آواز دی۔ وہ گردنیں پھلانگتے ہوئے آئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا، تو وہ منبر پر چڑھ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں کے پاس بیٹھ گئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یوں دُعا کی: یا اللہ! ہم تیری طرف اپنے میں سب سے بہتر اور افضل شخص کی سفارش لے کر آئے ہیں، یا اللہ! ہم تیرے پاس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یزید بن الاسود جرشی کی سفارش لے کر آئے ہیں۔(پھر فرمایا) یزید! اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ اٹھایئے (اور دُعا فرمایئے)، یزید رحمہ اللہ نے ہاتھ اٹھائے ،لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے۔ جلد ہی افق کی مغربی جانب ایک ڈھال نما بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا، ہوا چلی اور بارش شروع ہوگئی، حتی کہ محسوس ہوا کہ لوگ اپنے گھروں تک بھی نہ پہنچ پائیں گے۔''

(المَعرِفة والتّاريخ للفَسوي : 219/2، تاريخ ابن عساكر : 112/65، وسندہٗ صحيحٌ)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(الإصابة في تَمييز الصّحابة : 697/6)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام زندہ نیک لوگوں سے دُعا کرا کے اس کا حوالہ اللہ تعالیٰ کو دیتے تھے۔یہی ان کا نیک لوگوں سے توسل کا طریقہ تھا۔

دلیل نمبر ②

سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے بھی یزید بن اسود رحمہ اللہ سے وسیلہ لیا:

إِنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ يَسْتَسْقَى، فَقَالَ لِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ : قُمْ يَا بَكَّاءُ .

''سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ بارش طلب کرنے کے لیے (کھلے میدان میں) نکلے،تو یزید بن اسود رحمہ اللہ سے کہا: اے (اللہ کے سامنے) بہت زیادہ رونے والے! کھڑے ہوجایئے (اور بارش کے لیے دُعا کیجیے)۔''

(المَعرِفة والتّاريخ للفَسوي : 220/2، تاريخ أبي زُرعة : 602/1، تاريخ ابن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

عساکر : 212/65، وسندہٗ صحیحٌ)

قارئین کرام! آپ ہی بتائیں، کیا معاویہ اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہما کو وسیلے کے مفہوم کا زیادہ علم تھا یا بعد والوں کو؟ پھر کسی ایک بھی صحابی یا تابعی یا ثقہ محدث سے ذات کے وسیلے کا جواز ثابت نہیں ہے۔

کیا اب بھی کوئی ذی شعور انسان صحیح بخاری (۱۰۱۰) والی حدیث میں مذکور وسیلہ سے ذات کا وسیلہ مراد لے گا؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی، غیر موجودگی یا وفات کے بعد آپ کی ذات کا وسیلہ پیش کرنا، اللہ تعالیٰ کو آپ کی ذات یا دیگر انبیائے کرام کی ذات کی قسم دینا یا انبیا کو پکارنا اور ان سے حاجت طلبی کرنا، سب کاموں کا حکم ایک ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے ہاں یہ طریقہ رائج نہیں تھا۔ اس کے برعکس سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم، ان کے ساتھ موجود صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے تابعین، خشک سالی میں مبتلا ہوتے، تو زندہ نیک لوگوں، مثلاً سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور یزید بن اسود رحمہ اللہ سے دعا کراتے اور اس دعا کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرتے۔ انہوں نے ایسی صورت میں کبھی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کر کے بارش طلب نہیں کی، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس نہ کسی اور کی قبر کے پاس، بلکہ یہ لوگ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور یزید بن اسود رحمہ اللہ کی طرف چلے گئے۔ وہ دعا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دینے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بجائے آپ پر درود وسلام پڑھتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ یا اللہ! پہلے ہم تیرے نبی کو تیرے دربار میں وسیلہ بناتے تھے اور تُو ہمیں بارش عنایت فرماتا تھا، اب ہم تیرے پاس اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ لائے ہیں، لہٰذا ہمیں بارش عطا فرما۔ صحابہ کرام نے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں اختیار کیے جانے والے طریقے کو اختیار کرنا (آپ سے دُعا کرانا) ممکن نہ سمجھا، تو اس کے بدلے میں اس طریقے (سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی دعا) کو اختیار کر لیا۔ یہ بھی تو ہوسکتا تھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آتے اور آپ کی ذات کا وسیلہ اختیار کرتے یا کھلے میدان میں جا کر اپنی دعا میں آپ کا وسیلہ ان الفاظ میں پیش کرتے، جن سے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی قسم دینا یا مخلوق کے واسطے سے سوال کرنا لازم آتا۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ یا اللہ! ہم تجھ سے تیرے نبی کے مقام ومرتبہ کے طفیل سوال کرتے ہیں یا تجھے تیرے نبی کی قسم دیتے ہیں، وغیرہ وغیرہ، جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں (لیکن صحابہ کرام نے ایسا نہیں کیا)۔''

(مجموع الفتاوٰی: 318/1)

قابل غور پہلو یہ ہے کہ سلف صالحین راہِ اعتدال پر تھے، سنت کے متبع تھے۔ کسی زندہ یا فوت شدہ شخص کی ذات کے وسیلے کا ان کی زندگیوں میں ثبوت نہیں ملتا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا وَعُلَمَائُهُمْ إِلٰى هٰذَا التَّارِيخِ، سَلَكُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَبِيلَ الصَّحَابَةِ فِي التَّوَسُّلِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ بِالْأَحْيَاءِ الصَّالِحِينَ الْحَاضِرِينَ، وَلَمْ يُذْكَرْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ فِي ذٰلِكَ التَّوَسُّلُ بِالْأَمْوَاتِ، لَا مِنَ الرُّسُلِ، وَلَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَلَا مِنَ الصَّالِحِينَ، وَمَنِ ادَّعٰى أَنَّهٗ عَلِمَ هٰذِهِ التَّسْوِيَةَ الَّتِي جَهِلَهَا عُلَمَاءُ الْإِسْلَامِ وَسَلَفُ الْأُمَّةِ وَخِيَارُ الْأُمَمِ، وَكَفَّرَ مَنْ أَنْكَرَهَا وَضَلَّلَهٗ، فَاللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ الَّذِي يُجَازِيهِ عَلٰى مَاقَالَهٗ وَفَعَلَهٗ.

''پھر امت کے اسلاف وائمہ اور آج تک کے علمائے کرام بارش طلب کرنے کے حوالے سے نیک زندہ لوگوں کا وسیلہ لینے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر چلے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ انہوں نے فوت شدگان کا وسیلہ پیش کیا ہو، انہوں نے نہ رسولوں کا وسیلہ پکڑا، نہ انبیا کا اور نہ عام نیک لوگوں کا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ زندہ اور فوت شدہ دونوں کا وسیلہ برابر ہے، حالانکہ علمائے اسلام، اسلاف امت اور اُمت کے بہترین لوگ اس برابری کے قائل نہ تھے، پھر وہ اس بدعی وسیلے سے بیزار ہونے والوں کو کافر اور گمراہ قرار دے، تو اللہ تعالیٰ ہی اس کے قول و فعل پر اس سے نمٹ لے۔''

(الرّد على البِكري، ص 126-127)

سلف صالحین کی پیروی ہی اہل سنت کا شعار ہے۔

دلیل نمبر ③:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُمْ لَمَّا فَتَحُوا تُسْتَرَ، قَالَ: فَوَجَدَ رَجُلًا أَنْفُه ذِرَاعٌ فِي التَّابُوتِ، كَانُوا يَسْتَظْهِرُونَ وَيَسْتَمْطِرُونَ بِهٖ، فَكَتَبَ أَبُو مُوسٰى إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِذٰلِكَ، فَكَتَبَ عُمَرُ: إِنَّ هٰذَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَالنَّارُ لَا تَأْكُلُ الْأَنْبِيَاءَ، وَالْأَرْضُ لَا تَأْكُلُ الْأَنْبِيَاءَ، فَكَتَبَ أَنِ انْظُرْ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ، يَعْنِي أَصْحَابَ أَبِي مُوسٰى، فَادْفِنُوهُ فِي مَكَانٍ لَّا يَعْلَمُهٗ أَحَدٌ غَيْرُكُمَا، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو مُوسٰى، فَدَفَنَّاهُ.

''صحابہ کرام نے تُستَر فتح کیا، تو وہاں تابوت میں ایک شخص کا جسم دیکھا۔ اس کی ناک ہمارے ایک ہاتھ کے برابر تھی۔ وہاں کے لوگ اس تابوت کے وسیلے سے غلبہ و بارش طلب کیا کرتے تھے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے ایک نبی ہیں۔ نبی کو نہ آگ کھاتی ہے، نہ زمین۔ پھر فرمایا: آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کوئی ایسی جگہ دیکھیں، جس کا تمہارے علاوہ کسی کو علم نہ ہو، وہاں اس تابوت کو دفن کر دیں، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ گئے اور اسے (ایک گم نام جگہ میں) دفن کر دیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 7/4، الرقم: 33819، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام انبیائے کرام کے جسم یا ان کی ذات کو وسیلہ بنانا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ عجمی علاقوں کے کفار اس توسل کے قائل تھے، ان کے اس فعل شنیع کو ختم کرنے کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس نبی کے جسم کو کسی گم نام جگہ میں دفن کرنے کا حکم دے دیا۔

دلیل نمبر ④:

ابوالعالیہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا افْتَتَحْنَا تُسْتَرَ وَجَدْنَا فِي بَيْتِ مَالِ الْهُرْمُزَانِ سَرِيرًا، عَلَيْهِ رَجُلٌ مَيِّتٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مُصْحَفٌ لَّهٗ، فَأَخَذْنَا الْمُصْحَفَ، فَحَمَلْنَاهُ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَدَعَا لَهٗ كَعْبًا، فَنَسَخَهٗ بِالْعَرَبِيَّةِ، أَنَا أَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ قَرَأَهٗ، قَرَأْتُهٗ مِثْلَ مَا أَقْرَأُ الْقُرْآنَ هٰذَا، فَقُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ : مَا كَانَ فِيهِ؟ فَقَالَ : سِيرَتُكُمْ، وَأُمُورُكُمْ، وَدِينُكُمْ، وَلُحُونُ كَلَامِكُمْ، وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدُ، قُلْتُ : فَمَا صَنَعْتُمْ بِالرَّجُلِ؟ قَالَ : حَفَرْنَا بِالنَّهَارِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ قَبْرًا مُتَفَرِّقَةً، فَلَمَّا كَانَ فِي اللَّيْلِ، دَفَنَّاهُ وَسَوَّيْنَا الْقُبُورَ كُلَّهَا، لِنُعَمِّيَهٗ عَلَى النَّاسِ لَا يَنْبُشُونَهٗ، فَقُلْتُ : وَمَا يَرْجُونَ مِنْهُ؟ قَالَ : كَانَتِ السَّمَاءُ إِذَا حُبِسَتْ عَلَيْهِمْ بَرَزُوا بِسَرِيرِهٖ، فَيُمْطَرُونَ، قُلْتُ : مَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُمْ تَظُنُّونَ الرَّجُلَ؟ قَالَ : رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ : دَانْيَالُ، فَقُلْتُ : مُذْ كَمْ وَجَدْتُمُوهُ مَاتَ؟ قَالَ : مُذْ ثَلَاثِمِائَةِ سَنَةٍ، فَقُلْتُ : مَا كَانَ تَغَيَّرَ شَيْئًا؟ قَالَ : لَا، إِلَّا شُعَيْرَاتٌ مِّنْ قَفَاهُ، إِنَّ لُحُومَ الْأَنْبِيَاءِ لَا تُبْلِيهَا الْأَرْضُ، وَلَا تَأْكُلُهَا السِّبَاعُ .

''ہم نے تُستَر شہر فتح کیا،تو ہرمزان کے بیت المال میں ایک چارپائی دیکھی،جس پرایک میت تھی،اس کے سر کے پاس ایک کتاب تھی،ہم نے وہ کتاب اُٹھالی اوراسے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے۔انہوں نے کعب الاحبار کو بلایا،جنہوں نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کر دیا، میں پہلا عربی تھا،جس نے اس کتاب کو پڑھا، میں اس کتاب کو یوں پڑھ رہا تھا گویا کہ قرآن کو پڑھ رہا ہوں۔

ابو العالیہ رحمہ اللہ کے شاگرد کہتے ہیں: میں نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے پوچھا: اس کتاب میں کیا لکھا تھا؟ انہوں نے فرمایا:اس میں اُمت محمدیہ کی سیرت،معاملات،دین،تمہارے لہجے اور بعد کے حالات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔عرض کیا: آپ نے اس فوت شدہ شخص کا کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا:ہم نے دن کے وقت مختلف جگہوں پر تیرہ (۱۳) قبریں کھودیں، پھر رات کے وقت ان میں سے ایک میں اُسے دفن کر دیا اورسب قبریں زمین کے برابر کردیں۔اس طرح کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو صحیح قبر کا علم نہ ہواور قبر کشائی نہ کرسکیں، میں نے عرض کیا:وہ لوگ اس فوت شدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کیا اُمید رکھتے تھے؟ فرمایا: ان کا خیال یہ تھا کہ جب وہ قحط سالی میں مبتلا ہوتے ہیں، تو اس کی چارپائی باہر نکالنے سے بارش برسائی جاتی ہے، پوچھا: آپ کے خیال میں وہ شخص کون ہوسکتا تھا؟ کہا: ایک آدمی تھا، جسے دانیال کہا جاتا تھا۔ عرض کیا: آپ کے خیال میں وہ کتنے عرصے سے فوت ہو چکا تھا؟ فرمایا: تین سو (۳۰۰) سال سے۔ عرض کیا: اس کے جسم میں کوئی تبدیلی آئی تھی؟ فرمایا: بس گدی سے چند بال گرے تھے، کیونکہ انبیا کے اجسام میں نہ زمین تصرف کرتی ہے، نہ درندے اسے کھاتے ہیں۔''

(سيرة ابن إسحاق : 66-67، دلائل النّبوة للبيهقي : 382/1، حسنٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ إِلٰى أَبِي الْعَالِيَةِ .

''ابو العالیہ رحمہ اللہ تک اس کی سند ''صحیح'' ہے۔''(البِداية والنّهاية : 49/2)

نیز مذکورہ روایت کے متعلق ایک اشکال کو حل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لٰكِنْ إِنْ كَانَ تَارِيخُ وَفَاتِهٖ مَحْفُوظًا مِنْ ثَلَاثِمِائَةِ سَنَةٍ فَلَيْسَ بِنَبِيٍّ بَلْ هُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ لِأَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ بِنَصِّ الْحَدِيثِ الَّذِي فِي الْبُخَارِيِّ وَالْفَتْرَةُ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَهُمَا أَرْبَعَمِائَةِ سَنَةٍ وَقِيلَ سِتُّمِائَةٍ وَقِيلَ سِتَّمِائَةٍ وَعِشْرُونَ سَنَةً وَقَدْ يَكُونُ تَارِيخُ وَفَاتِهٖ مِنْ ثَمَانِمِائَةِ سَنَةٍ وَهُوَ قَرِيبٌ مِّنْ وَقْتِ دَانْيَالَ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”اگر تین سو سال والی تاریخ وفات درست ہے، تو پھر یہ نبی نہیں ہیں، بلکہ کوئی نیک آدمی ہیں، کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث جو کہ اس مسئلہ میں نص ہے، کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی وقفہ میں کوئی نبی نہیں ہے اور یہ درمیانی عرصہ چار سو سال ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ درمیانی وقفہ چھ سو سال اور ایک قول کے مطابق چھ سو بیس سال ہے، لیکن اگر یہ تاریخ وفات آٹھ سو سال مان لی جائے، تو پھر یہ سیدنا دانیال علیہ السلام کا قریبی دور بن جاتا ہے۔“ (البِداية والنّهاية : 50/2)

ان دونوں آثار سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام، انبیائے کرام کے جسموں اور ان کی قبروں سے توسل کو ناجائز سمجھتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے بڑے اہتمام سے دانیال علیہ السلام کے جسم مبارک کو چھپا دیا، تاکہ نہ لوگوں کو ان کی قبر کا علم ہو، نہ وہ ان سے توسل کر سکیں۔ بعض لوگ خیانتِ علمی سے کام لیتے ہوئے ان روایات کے آدھے ٹکڑے سامعین کے سامنے رکھتے ہیں اور انہیں بتاتے ہیں کہ انبیائے کرام کے اجسام اور ان کی قبروں سے توسل صحابہ کرام کے زمانے میں بھی لیا جاتا تھا۔ یہ لوگ اگلے ٹکڑے ڈکار جاتے ہیں جن میں وضاحت ہے کہ یہ کام عجمی کفار کا تھا اور صحابہ کرام نے ان کے اس کام کو جائز نہیں سمجھا، نہ انہیں اس کام کی اجازت دی، بلکہ اس کے سدِ باب کے لیے انتہائی اقدامات کیے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْكِتَابِ لَا مِنْ فِعْلِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

فِيْهِ حُجَّةٌ فَلَا يَحْتَجُّ بِهٖ مُحْتَجٌّ .

''یہ یہود و نصاریٰ کا اقدام ہے، نہ کہ مسلمانوں کا، اس میں توسل کی کوئی دلیل نہیں، چنانچہ کوئی شخص اسے دلیل نہیں بنا سکتا۔''

(الرّد علی البِکري، ص 28)

نیز فرماتے ہیں:

لِهٰذَا كَانَ السَّلَفُ يَسُدُّونَ هٰذَا الْبَابَ، فَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ لَمَّا فَتَحُوا تُسْتَرَ وَجَدُوا هُنَاكَ سَرِيرَ مَيِّتٍ بَاقٍ، ذَكَرُوا أَنَّهٗ دَانْيَالُ، وَوَجَدُوا عِنْدَهٗ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُ الْحَوَادِثِ، وَكَانَ أَهْلُ تِلْكَ النَّاحِيَةِ يَسْتَسْقُونَ بِهٖ، فَكَتَبَ فِي ذٰلِكَ أَبُو مُوسٰى الْأَشْعَرِيُّ إِلٰى عُمَرَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ يُّحْفَرَ بِالنَّهَارِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ قَبْرًا، ثُمَّ يُدْفَنَ بِاللَّيْلِ فِي وَاحِدٍ مِّنْهَا، وَيُعْفٰى قَبْرُهٗ، لِئَلَّا يَفْتَتِنَ النَّاسُ بِهٖ .

''سلف صالحین (صحابہ و تابعین) اس دروازے (انبیا و صالحین کے توسل) کو بند کرتے تھے۔ جب مسلمانوں نے تُستَر کا علاقہ فتح کیا، تو وہاں ایک فوت شدہ سلامت شخص دیکھا۔ انہوں نے اسے دانیال نبی قرار دیا۔ اس کے قریب ایک کتاب بھی تھی، جس میں واقعات کا ذکر تھا۔ اس علاقے کے لوگ اس کے توسل سے بارش طلب کرتے تھے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، تو انہوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے جواباً فرمایا کہ دن کو تیرہ قبریں کھودی جائیں، پھر رات کے اندھیرے میں ان میں سے ایک میں دانیال علیہ السلام کو دفن کر دیا جائے۔ پھر قبر کا نشان مٹا دیا جائے تا کہ لوگ شرک میں مبتلا نہ ہوں۔''

(مجموع الفتاوٰی: 27/170)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ مَا فَعَلَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، مِنْ تَعْمِيَةِ قَبْرِهٖ، لِئَلَّا يَفْتَتِنَ بِهِ النَّاسُ، وَهُوَ إِنْكَارٌ مِّنْهُمْ لِذٰلِكَ .

''اس واقعہ میں ہے کہ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم نے دانیال علیہ السلام کی قبر کو چھپایا ہے، تا کہ لوگ اس کی وجہ سے شرک و بدعت میں مبتلا نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام انبیا و صلحا کی قبروں سے توسل کو ناجائز سمجھتے تھے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم: 200/2)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

''اس واقعہ میں مہاجرین و انصار نے سیّدنا دانیال علیہ السلام کی قبر کو چھپایا ہے، تا کہ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ شرک و بدعت میں مبتلا نہ ہوں، انہوں نے دعا اور تبرک کی خاطر قبر ظاہر نہیں کی۔ اگر بعد والے مشرک وہاں ہوتے، تو تلواریں لے کر ٹوٹ پڑتے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کی عبادت کرتے، ان کی قبر بت خانہ بنا لیتے، وہاں ایک قبہ بنا دیتے، اس پر مجاور بن بیٹھتے، اسے مساجد سے بھی بڑی عبادت گاہ بنا ڈالتے، کیونکہ وہ ان لوگوں کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قبروں کو سجدہ گاہ بنا چکے ہیں، جو ان سے کم درجہ ہیں۔

اگر قبروں کے پاس دعا مانگنا اور وہاں نماز پڑھنا اور فیض روحانی حاصل کرنا فضیلت والا کام یا سنت بلکہ مباح بھی ہوتا، تو مہاجرین وانصار اس قبر پر جھنڈا گاڑ دیتے، وہاں اپنے لیے دعا کرتے اور بعد والوں کے لیے ایک طریقہ جاری کر دیتے، لیکن وہ بعد والوں کی نسبت اللہ اور اس کے رسول کے دین کو زیادہ جاننے والے تھے، یہی حال تابعین عظام کا تھا کہ وہ بھی انہی کے راستے پر چلتے رہے، حالانکہ ان کے پاس مختلف شہروں میں صحابہ کرام کی بے شمار قبریں تھیں، لیکن انہوں نے صحابی کی قبر سے فریاد نہیں کی، نہ اسے پکارا، نہ اس کے ذریعے دعا کی، نہ اس کے پاس جا کر دعا کی، نہ اس کے واسطے سے شفا طلب کی، نہ اس کے واسطے سے بارش طلب کی، نہ اس کے ذریعے سے مدد طلب کی، یہ تو طے ہے کہ ان کے پاس ایسی باتوں کو نقل کرنے کی استطاعت اور وافر اسباب موجود تھے، بلکہ انہوں نے اس سے چھوٹی باتیں بھی نقل کی ہیں۔

اس طرح یہ بحث دو باتوں سے خالی نہیں ہے کہ یا تو قبر کے پاس دعا کرنا اور اس کے وسیلے سے مانگنا دوسری جگہوں سے افضل ہے یا نہیں۔ اگر افضل ہے، تو اس کا علم اور عمل صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے کیسے مخفی رہا؟ کیا پھر تین افضل ادوار اس فضل عظیم سے لاعلم رہے اور برے جانشینوں نے اسے ڈھونڈ لیا؟

کیونکہ ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ انہیں پتہ بھی چل جائے، مگر وہ اس سے صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر کر جائیں، حالانکہ وہ ہر نیکی بالخصوص دعا کے حریص تھے، یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مجبور آدمی تو ہر ذریعہ استعمال کرتا ہے، اگرچہ اس میں کراہت ہی ہو؟ تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ دعاؤں کی قبولیت کے سلسلے میں مجبور بھی ہوں، کیا پھر وہ قبروں کے پاس دعا کی فضیلت جانتے ہوئے بھی اس کا قصد نہیں کرتے تھے؟ حالانکہ یہ بات طبعاً اور شرعاً ناممکن ہے؟ اب دوسری قسم کا تعین ہو گیا کہ ان قبروں کے پاس دعا کرنے میں فضیلت اور مشروعیت نہیں ہے، نہ خصوصی طور پر وہاں جانے کی اجازت ہے، بلکہ وہاں خصوصیت کے ساتھ دعا کرنا ان خرابیوں کا سبب بنتا ہے، جو شروع کتاب میں بیان ہو چکی ہیں، وہاں اپنے لیے دعا مانگنے کو جائز اور افضل جاننا عبادت ہے، جس کی شرع میں اجازت نہیں، نہ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے جائز رکھا اور نہ ہی اس کے حق میں کوئی دلیل نازل کی ہے۔''

(إغاثة اللّهفان مِن مَصايد الشّيطان :1/203-204)

الحاصل :

صحیح احادیث اور اسلاف امت سے وسیلہ بالذوات والاموات ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف مکاتبِ فکر اور وسیلہ

اہل حدیث وسیلے کی جائز و مشروع صورتوں کے قائل ہیں اور ممنوع صورتوں کے منکر ہیں۔اہل حدیث سلف صالحین کے عقیدے پر قائم ہیں۔سلف صالحین کا مذہب ہی سلامتی والا ہے۔وہ دُعا میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کو وسیلہ بناتے تھے، اسی طرح نیک ہستیوں سے دُعا کرواتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ وہ ان نیک لوگوں کی دُعا قبول کر کے ان کی حاجت پوری کر دے، اعمالِ صالحہ بھی بطور وسیلہ استعمال کرتے تھے۔وسیلے کی یہی تین صورتیں قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔اس کے علاوہ دُعا میں وسیلے کی کوئی اور صورت مشروع نہیں۔

سلف فوت شدگان کے وسیلے سے دعا نہیں کرتے تھے۔ان میں سے کوئی بھی بحق فلاں، بحرمتِ فلاں، بجاہِ فلاں، بذاتِ فلاں وغیرہ الفاظ کا اپنی دعاؤں میں استعمال نہیں کرتا تھا۔ان کی کتابیں ان الفاظ کے ذکر سے یکسر خالی ہیں۔فوت شدگان سے دُعا کرنے یا کرانے یا ان کے وسیلے سے دُعا کرنے کا قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہیں۔ یہ سلف صالحین کا مذہب نہیں تھا۔سلف تو قرآن وسنت کے پابند تھے۔ائمہ اہل سنت والجماعت میں سے ایک بھی ایسا نہیں، جو نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر جا کر صدا کرتا ہو کہ اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ سے سوال کریں یا میری مغفرت کی سفارش فرما دیں۔اہل حدیث ہی اہل سنت ہیں۔اسی لیے وہ دیگر تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرعی امور کی طرح وسیلے کے بارے میں بھی سلف صالحین اور ائمہ اہل سنت کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔

سلف صالحین، محدثین اور ائمہ اہل سنت کے مذہب کے خلاف رافضی شیعہ، حنفی، دیوبندی اور بریلوی چاروں مکاتب فکر کے حاملین فوت شدگان کے وسیلے کو جائز اور درست سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر جا کر سوال کرنا جائز ہے۔ حالانکہ سلف میں کوئی بھی ان کا حامی نہیں، خیر القرون میں اس نظریے کا ذکر تک نہیں ملتا اور ائمہ اہل سنت اس سے آشنا نہ تھے۔

اهل حدیث اور مشروع توسل:

اہل حدیث صرف اس وسیلے کے قائل ہیں، جو فہم سلف کی روشنی میں قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ غیر مشروع وسیلے سے بیزار ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

> ''وسیلے کی تیسری صورت یہ ہے کہ آدمی دُعا میں کہے: یا اللہ! فلاں کے مقام ومرتبے کی وجہ سے یا فلاں کی برکت کی بنا پر یا فلاں کی عزت کے سبب میرا یہ کام کر دے۔ بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں، لیکن صحابہ، تابعین اور اسلافِ امت میں کسی سے منقول نہیں کہ وہ اس طرح دُعا کرتے ہوں۔ مجھے کسی عالم سے ایسی کوئی بات نہیں پہنچی کہ جسے نقل کر سکوں۔ ہاں، فقیہ ابو محمد بن عبد السلام کے فتاویٰ میں ہے کہ دُعا میں صرف نبی اکرم ﷺ کا واسطہ دینا جائز ہے، وہ بھی اس وقت جب اس بارے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں مروی حدیث ثابت ہو جائے۔۔۔ (درست یہ ہے کہ اس حدیث سے بھی نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں آپ کی دُعا کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے، آپ کی وفات کے بعد آپ کی ذات کا وسیلہ ثابت نہیں ہوتا۔)''

(زیارة القبور والاستِنجاد بالمَقبور، ص 112)

علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ (1326) فرماتے ہیں:

إِنَّا مَعَاشِرَ الْمُوَحِّدِينَ لَا نَمْنَعُ التَّوَسُّلَ مُطْلَقًا كَمَا تَقَدَّمَ، وَإِنَّمَا نَمْنَعُ مِنْهُ مَا كَانَ مُتَضَمِّنًا لِّعِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ، أَوْ لِمَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ وَرَسُولُهٗ، أَوْ مُحْدَثًا لَّمْ يَدُلَّ عَلَيْهِ دَلِيلٌ مِّنْ كِتَابٍ وَّسُنَّةٍ ثَابِتَةٍ .

''پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہم توحید پرست وسیلے سے کلی طور پر منع نہیں کرتے۔ ہم تو صرف اس وسیلے سے منع کرتے ہیں، جس سے غیر اللہ کی عبادت لازم آتی ہو یا جس سے اللہ و رسول نے منع فرمایا ہو یا وہ ایسی بدعت پر مبنی ہو، جس کی قرآنِ کریم اور صحیح حدیث میں دلیل نہ ہو۔''

(صِیانة الإنسان، ص 221)

نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ التَّوَسُّلَ لَهٗ أَقْسَامٌ : بَعْضُهَا مَشْرُوعٌ، وَبَعْضُهَا شِرْكٌ وَّمُحَرَّمٌ، وَبَعْضُهَا مَكْرُوهٌ وَّبِدْعَةٌ، فَالَّذِي نَجْعَلُهٗ مُحَرَّمًا أَوْ كُفْرًا وَّشِرْكًا أَوْ بِدْعَةً لَّا نَسْلَمُ اجْتِمَاعَ مُعْظَمِ الْأُمَّةِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ، وَالَّذِي عَلَيْهِ اجْتِمَاعَ مُعْظَمَ الْأُمَّةِ لَا نَقُولُ بِكَوْنِهٖ شِرْكًا أَوْ مُحَرَّمًا أَوْ بِدْعَةً .

”وسیلے کی کئی اقسام ہیں، ان میں سے بعض جائز ہیں، بعض شرک وحرام اور بعض مکروہ اور بدعت ہیں۔ وسیلے کی جس قسم کو ہم حرام، کفر، شرک یا بدعت قرار دیتے ہیں، جمہور امت اتفاقی طور پر اس کے قائل وفاعل نہیں ہو سکتے اور جس قسم پر جمہور امت کا اتفاق ہو، ہمارے نزدیک وہ شرک، حرام یا بدعت نہیں ہو سکتی۔“

(صِيانة الإنسان، ص 221)

شیخ سہسوانی رحمہ اللہ بعض اشکالات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بیہقی کی روایت سے زندہ لوگوں کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے اور اس کا کوئی بھی انکاری نہیں۔ جو لوگ روکتے ہیں، وہ صرف فوت شدگان کے وسیلے سے روکتے ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ «يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ» ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے ساتھ بارش طلب کی جاتی ہے“ کے لفظ سے نیک لوگوں کی ذات کے وسیلے کا جواز ثابت ہوتا ہے، تو جواب یہ ہے کہ وسیلے کی مکروہ صورت یہ ہے کہ کوئی کہے: میں فلاں کے بحق یا فلاں کے مقام ومرتبہ کے سبب سوال کرتا ہوں۔ رہی بات نیک لوگوں کو میدانِ استسقاء میں لانا یا ان سے دُعا کا کہنا، تو یہ قطعاً مکروہ نہیں۔ یہ تو صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ بیہقی کی حدیث میں بھی صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی دُعا کے وسیلے کا ذکر ہے۔اسی طرح (رسولِ اکرم ﷺ کے چچا) ابو طالب نے جس وسیلے کا ذکر کیا ہے، اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کو میدانِ استسقا میں ساتھ لانا یا آپ ﷺ سے دُعا کرانا ہے۔''

(صِيانة الإنسان، ص281)

توسل کی ممنوع وحرام اور کفر وشرک پر مبنی صورتوں کے متعلق فرماتے ہیں:

''آٹھویں قسم یہ ہے کہ آدمی نیک لوگوں کی قبروں کے پاس اللہ تعالیٰ سے دُعا و مناجات کرے۔ عقیدہ یہ ہو کہ وہاں دُعا قبول ہوتی ہے۔نویں صورت یہ ہے کہ وہ کسی نبی یا ولی کی قبر کے پاس جا کر اس طرح کے الفاظ کہے: آقا! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں، وغیرہ وغیرہ۔اس میں کسی عالم کو شبہ نہیں ہوسکتا کہ یہ دونوں قسمیں ناجائز ہیں اور ان بدعات میں شامل ہیں، جن کا سلف نے ارتکاب نہیں کیا۔ ہاں! (شریعت اسلامیہ کی روشنی میں) قبرستان میں سلام کہنا جائز ہے۔ دسویں صورت یہ ہے کہ آدمی کسی نبی یا ولی کی قبر پر جا کر کہے: آقا! میرے مریض کو شفا دیجیے، میری مشکلات کو حل فرمائیے وغیرہ۔ یہ واضح شرک ہے، کیونکہ غیر اللہ کو تکلیف دور کرنے کے لیے یا نفع حاصل کرنے کے لیے پکارنا تکلیف و نفع پر وہ قادر نہ ہو، دُعا ہے اور دُعا عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔ انبیا و اولیا کو ذاتی طور پر ان تصرفات کا اہل سمجھا جائے یا ان امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطائی سمجھا جائے یا انبیا کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارشی اور وسیلہ خیال کیا جائے، ہر حال میں شرک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ باقی عبادات، مثلاً غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا، ان کے لیے نذر و نیاز کا اہتمام، ان پر توکل، ان سے التجا اور خوف و رجاء، ان کے لیے سجدہ اور طواف وغیرہ، کا بھی یہی حکم ہے۔ گیارہویں قسم یہ ہے کہ آدمی کسی غائب یا فوت شدہ کو اس کی قبر کے علاوہ کسی اور جگہ پکارتے ہوئے کہے: آقا! اللہ تعالیٰ سے میرے اس معاملے میں دعا کیجیے اور اس کا عقیدہ یہ ہو کہ جس کو وہ پکار رہا ہے، وہ غیب جانتا ہے اور ہر زمان و مکان میں اس کا کلام سن رہا ہے اور ہر وقت اس کے لیے سفارش کرتا ہے۔ یہ صورت بھی شرکِ جلی ہے، کیونکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ بارہویں قسم یہ ہے کہ آدمی کسی غائب یا فوت شدہ شخص کو اس کی قبر کے علاوہ کسی اور جگہ پر پکارے اور کہے: آقا! میرے مریض کو شفا دیجیے، میرا قرض دُور فرمایئے، مجھے اولاد عطا کیجیے، مجھے رزق عنایت فرمایئے، مجھے معاف فرمایئے وغیرہ۔ یہ صورت بھی دو طرح سے شرک ہے۔ اول اس طرح کہ وہ پکارے جانے والے شخص کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اور یہ شرک ہے، ثانی یہ کہ وہ غیر اللہ کو ایسی تکلیف دور کرنے یا ایسا نفع حاصل کرنے کے لیے پکارتا ہے، جس پر غیر اللہ قدرت نہیں رکھتے۔ یہ پکار عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔ جن علماء نے توسل کو شرک قرار دیا ہے، ان کی مراد یہی آخری تین قسمیں تھیں۔''

(صِیانة الإنسان، ص :213,212)

شارحِ ترمذی علامہ محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (1353ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَلْحَقُّ عِنْدِي أَنَّ التَّوَسُّلَ بِالنَّبِيِّ فِي حَيَاتِهٖ بِمَعْنَى التَّوَسُّلِ بِدُعَائِهٖ وَشَفَاعَتِهٖ جَائِزٌ، وَكَذَا التَّوَسُّلُ بِغَيْرِهٖ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ فِي حَيَاتِهِمْ بِمَعْنَى التَّوَسُّلِ بِدُعَائِهِمْ وَشَفَاعَتِهِمْ أَيْضًا جَائِزٌ، وَأَمَّا التَّوَسُّلُ بِهٖ بَعْدَ مَمَاتِهٖ، وَكَذَا التَّوَسُّلُ بِغَيْرِهٖ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ بَعْدَ مَمَاتِهِمْ فَلَا يَجُوزُ، وَاخْتَارَهُ الْإِمَامُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فِي رِسَالَتِهِ (التَّوَسُّلُ وَالْوَسِيلَةُ)، وَقَدْ أَشْبَعَ الْكَلَامَ فِي تَحْقِيقِهٖ وَأَجَادَ فِيهِ، فَعَلَيْكَ أَنْ تُرَاجِعَهَا .

''میرے نزدیک حق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آپ کے وسیلہ سے مراد آپ کی دعا اور سفارش کا وسیلہ ہے، جو کہ جائز ہے۔ نیک لوگوں سے ان کی زندگی میں ان کی دعا اور سفارش کا وسیلہ بھی جائز ہے۔ رہی بات نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ذات کے وسیلہ کی اور اسی طرح نیک لوگوں کی وفات کے بعد ان کی ذات کے وسیلہ کی تو یہ ناجائز ہے۔ اسی بات کو امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التوسل والوسیلۃ میں راجح قرار دیا ہے۔ انہوں نے اس بارے میں بہت عمدہ اور سیر حاصل بحث کی ہے۔ آپ کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔''

(تُحفة الأحْوَذي : 4/283)

شیخ شمس الدین افغانی رحمہ اللہ (1420ھ) فرماتے ہیں:

''خلاصہ کلام یہ کہ قبر پرستوں کا توسل دو طرح کا ہے: پہلی صورت وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہے، جس میں فوت شدہ کو مخاطب کر کے اور پکار کر اس سے اپنی حاجت روائی کا سوال کیا جاتا ہے، مثلاً یہ کہا جاتا ہے: اے فلاں ولی! میری تکلیف کو دُور فرمائیے، مجھے شفا دیجیے، میری لغزش معاف کیجیے، میری حاجت پوری فرمائیے وغیرہ۔ یا اپنی حاجت روائی کے لیے اس سے اللہ کے ہاں سفارش کی درخواست کی جاتی ہے، مثلاً اے فلاں ولی! اللہ کے دربار میں سفارش کیجیے کہ وہ میری ضرورت کو پورا کرے اور میری تکلیف کو دُور فرمائے وغیرہ۔ یہ ساری باتیں اور اس طرح کے دیگر افعال لغوی اعتبار سے فوت شدگان سے توسل کے زمرے میں نہیں آتے۔ یہ ساری صورتیں تو میت سے مدد طلب کرنے اور ان سے مانگنے کی ہیں جو کہ صریح طور پر شرک ہیں، بلکہ یہ افعال شرک کی دیگر بہت سی اقسام، مثلاً علم غیب میں شرک، تصرف میں شرک، سمع میں شرک وغیرہ میں مبتلا ہونے کا ذریعہ بھی ہیں اور علمائے حنفیہ کی زبانی اس کی تحقیق ہم بیان کر چکے ہیں۔

قبوریوں کے ہاں پایا جانے والا دوسری قسم کا توسل وہ ہے جس میں فوت شدگان کو مخاطب نہیں کیا جاتا، نہ پکارا جاتا ہے، نہ ان سے حاجت روائی کا مطالبہ کیا جاتا ہے، نہ ہی ان سے حاجت روائی کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرنے کا سوال کیا جاتا ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے، اسی سے مانگا جاتا ہے اور اسی کو پکارا جاتا ہے نہ کہ میت کو، مثلاً آدمی کہے: یا اللہ! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تُو فلاں کی عزت، فلاں کی حرمت، فلاں کے وسیلے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلاں کے طفیل میری مشکل حل فرما دے، میرے گناہ معاف کردے اور میری حاجت پوری فرما دے وغیرہ۔ اس قسم کو لغوی طور پر توسل کہا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ سوال باقی ہے کہ یہ شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ توسل کی یہ قسم دو وجہ سے ناجائز ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ دعا کے سلسلہ میں اس طرح کرنا گمراہ کن بدعت ہے، کیونکہ کتاب وسنت میں وسیلہ کی اس صورت کا کوئی وجود نہیں، نہ صحابہ و تابعین اور ائمہ اُمت میں سے کسی امام نے ایسا کیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طرح سے باب شرک کے دونوں کواڑ کھل جاتے ہیں، لہٰذا توحید کے تحفظ کے لیے اس دروازے کو بند کرنا ضروری ہے۔''

(جُهود عُلماء الحنفيّة، ص 1484)

عیسائیت اور ممنوع توسل :

اگر غور کیا جائے، تو معلوم ہوگا کہ مبتدعین کے ہاں جو ممنوع اور ناجائز توسل پایا جاتا ہے، وہ دراصل عیسائیت سے مستعار ہے، جس طرح بہت سے عقائد و اعمال میں جاہل مسلمان یہود و نصاریٰ کی تقلید کرتے ہیں، اسی طرح وسیلہ بھی لے لیا گیا ہے۔

اسلام میں قبر پرستی کا کوئی تصور نہیں، کسی زندہ بزرگ کی ذات یا فوت شدگان سے توسل اور استعانت ناجائز و غیر مشروع ہے، بلکہ یہ اہل کتاب کی پیروی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''نصاریٰ اپنے بزرگوں کی حد درجہ تعظیم کرتے ہیں، ہوسکتا ہے انہوں نے سوچا ہو کہ مسلمان بھی تعظیم میں ہمارے ہم نوا ہو جائیں، اسی غرض سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاہل صوفیوں کے ذریعے یہ بات مسلمانوں میں پھیلا دی ہو کہ یہ ایک بزرگ کی قبر ہے اور پہلے مسلمان اس کی تکریم کیا کرتے تھے، یہ بعید بھی نہیں، کہ عیسائی اسی طریقہ سے، سینکڑوں لوگوں کو گم راہ کر چکے ہیں، بعض علاقوں میں یوں بھی ہوا کہ جاہل مسلمان عیسائیوں کی طرح اپنی اولادوں کو بپتسمہ دینے لگے اور اسے درازی عمر کا نسخہ خیال کرنے لگے، عیسائیوں نے مسلمانوں کو اس حد تک گمراہ کر دیا کہ جاہل مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کی زیارت اور تعظیم کرنے لگے، وہ بھی نصاری کے مقدس مقامات پر نذر و نیاز چڑھانے لگے، یوں بھی ہوا کہ مسلمان نصرانیوں کے کنیسوں میں جاتے اور ان کے احبار و رہبان سے برکت طلب کرتے، یہ قبروں اور خانقاہوں کی تعظیم کرنے والے نصرانیوں کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہیں، میں یہاں قاہرہ آیا تو قبوری صوفیاء اکٹھے ہو کر میرے پاس آئے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور دینِ نصاریٰ کے حق میں مناظرہ کرنے لگے، میں نے نصرانیت کی خرابیاں واضح کیں اور ان کے تمام دلائل کا مسکت جواب دیا، مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ ان صوفیا نے مسلمانوں کے رد میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے رد میں کتابیں بھی لکھیں ہیں، مسلمان میرے پاس وہ کتابیں لے آئے، انہیں پڑھنے لگے، تا کہ میں نصاریٰ کے دلائل کا جواب دوں اور ان کی خرابیاں واضح کروں، عیسائیوں کے ساتھ میرا آخری مناظرہ تھا، میں نے ان سے کہا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم مشرک ہو، وجہ یہ بیان کی کہ تم قبروں کے مجاور، بت پرست، قبروں کے پجاری اور ان سے مدد مانگتے ہو، تو عیسائی مناظر کہنے لگا: ہم انہیں اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتے، نہ ہی ان کی عبادت کرتے ہیں، ہم تو انہیں وسیلہ بناتے ہیں، جس طرح مسلمان فوت شدگان کو وسیلہ بناتے ہیں اور ایک نیک آدمی کی قبر پر جاتے ہیں، اس کی کھڑکیوں سے جا چمٹتے ہیں اور اسی طرح کے دیگر کام کرتے ہیں۔

گزارش کی کہ یہ سب شرک ہے، دینِ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اگرچہ کچھ جاہل یہ کام کرتے ہیں، تو عیسائی مناظر نے اقرار کیا کہ یہ شرک ہے، ایک عیسائی پادری بھی وہاں موجود تھا، جب اس نے یہ بات سنی، تو کہنے لگا: جی ہاں! اس بنا پر تو ہم مشرک ہی ٹھہرے۔

یہیں بعض نصرانی مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ ہمارا بھی ایک سید اور ایک سیدہ ہیں، آپ کا بھی ایک سید اور ایک سیدہ ہیں، ہمارے سید مسیح علیہ السلام اور سیدہ مریم رضی اللہ عنہا ہیں، آپ کے لئے سید حسین رضی اللہ عنہ اور سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

عیسائی ان خرافات کو دیکھ کر خوش ہوا کرتے تھے، جو جاہل مسلمانوں نے اٹھا رکھیں تھیں، خوش کیوں نہ ہوتے؟ یہ ان کے دین سے موافق ومشابہ جو تھیں، وہ چاہتے تھے کہ ان بدعات کو سہارا ملے، یہ خوب نشوونما پائیں، احبار نصاریٰ مسلمانوں کے علما سے اور مسلمان علما ان احبار سے گھل مل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں، ایک قسم کے اعمال وافعال سرانجام دینے لگیں، اہل عقل نصرانی، دین اسلام کی حقانیت سے انکاری نہیں ہیں، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ نصرانیت اور اسلام دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف ایک رستہ ہے، اسی لئے ان میں سے اکثر منافقین کیلئے اظہار اسلام آسان ہو گیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک مسلمان اور نصاریٰ مسلمانوں کے مذاہب کی طرح ہیں، بلکہ انہوں نے ملتوں کا نام مذہب رکھ دیا۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 27/460-462)

یاد آیا کہ اولیا اور نبی کریم ﷺ سے وسیلہ مانگنے والے ایک سوال کے مقروض ہیں، پوچھنا یہ تھا کہ ہم کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ زندہ ہیں، یہ ہمارے اور آپ کے درمیان ایک نزاعی مسئلہ ہے، گو کہ سلف میں کوئی بھی حیات مصطفوی کا قائل نہیں، لیکن سیدنا عیسی علیہ السلام کی زندگی فریقین کے نزدیک مسلم ہے، وہ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر بھی ہیں، دور آخر میں نزول بھی فرمائیں گے، ان کی نبوت پر ہمارا ایمان بھی ہے، پوچھنا یہ تھا کہ آپ حضرات ان کا وسیلہ کیوں نہیں پکڑتے؟ عیسیٰ علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے یا؟ اسی طرح موسی علیہ السلام سے فریاد کیوں نہیں کرتے؟ وہ بھی تو اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں، یا معبود بھی بانٹ رکھے ہیں، عیسائیوں کے اور، یہودیوں کے اور، اوران جہلا کے اور۔ اصل یہ ہے کہ انہیں یہود کے طعنوں کا ڈر ہے، یہود کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ آپ ہمارے نبی سے کیوں مانگتے ہیں، آپ یہودیت ونصرانیت تو اختیار نہیں کررہے؟

شیعہ اور ممنوع توسل:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شیعہ کے نزدیک بحق فلاں اور بحرمۃ فلاں کے الفاظ کے ساتھ دُعا میں توسل جائز ہے۔ان کی کتب میں اس کے ثبوت پر صریح عبارات موجود ہیں، مثلاً محمد باقر مجلسی شیعہ (1111ھ) نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر حاضری کے آداب بیان کرتے ہوئے دُعا کا ایک انداز یوں بیان کیا ہے:

بِكَ يَتَوَسَّلُ الْمُتَوَسِّلُونَ فِي جَمِيعِ حَوَائِجِهِمْ .

''(یا حسین!) ہم اپنی تمام حاجات میں آپ کا وسیلہ پکڑتے ہیں۔''

(بِحار الأنوار : 84/98)

نیز لکھا ہے:

لَمْ يَتَوَسَّلِ الْمُتَوَسِّلُونَ بِوَسِيلَةٍ أَعْظَمَ حَقًّا، وَأَوْجَبَ حُرْمَةً مِّنْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ .

''اہل بیت! آپ سے بڑھ کر حق والا اور تعظیم والا وسیلہ کسی نے کبھی پیش نہیں کیا۔'' (بحار الأنوار : 226/98)

احناف اور ممنوع توسل:

متاخرین احناف غیر مشروع اور ممنوع توسل کے قائل وفاعل ہیں۔ان کے نزدیک بھی فوت شدگان کے وسیلہ سے دُعا کرنا جائز و درست ہے، جیسا کہ دُعا کے بارے میں تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے شارحِ ہدایہ ابن ہمام حنفی (861ھ) لکھتے ہیں:

يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَاجَتَهٗ مُتَوَسِّلًا إِلَى اللّٰهِ بِحَضْرَةِ نَبِيِّهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ...... ثُمَّ يَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ الشَّفَاعَةَ، فَيَقُولُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَأَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَى اللّٰهِ فِي أَنْ أَمُوتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ، وَيَذْكُرُ كُلَّ مَا كَانَ مِنْ قَبِيلِ الْاِسْتِعْطَافِ وَالرِّفْقِ بِهٖ .

''دعا میں اللہ کو نبی کریم ﷺ کی ذات کا وسیلہ پیش کرے ......پھر نبی اکرم ﷺ سے شفاعت کا مطالبہ کرے اور کہے: اللہ کے رسول! میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں، یا رسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کا سوالی ہوں اور اللہ تعالیٰ کو آپ کا وسیلہ دیتا ہوں کہ مجھے اسلام کی حالت میں آپ کی ملت اور سنت پر موت آئے۔اسی طرح وہ تمام باتیں کرے جو رحم طلبی اور نرمی سے تعلق رکھتی ہوں۔''

(فَتح القدیر : 338/2)

یہی بات فتاویٰ عالمگیری (82/1) میں بھی ہے۔

حضرات دیوبند اور ممنوع توسل:

مہند میں ہے:

''تیسرا اور چوتھا سوال: کیا وفات کے بعد جنابِ رسول اللہ ﷺ کا توسل لینا دعاوں میں جائز ہے یا نہیں؟ تمہارے نزدیک سلف صالحین، یعنی انبیا،صدیقین اور شہدا و اولیا کا توسل بھی جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاوں میں انبیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واولیا وصدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں یا بعد وفات بایں طور کہے کہ یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برائی چاہتا ہوں، اسی جیسے کلمات اور کہے۔''

(المہند علی المفند، ص 12-13)

دیوبندی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب (1347ھ) ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں:

''اس طرح دُعا مانگنا درست ہے کہ یا اللہ! ببرکت اپنے نیک بندوں کے میری حاجت پوری فرما! فقط۔''

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: 5/431)

نیز لکھتے ہیں:

''ان بزرگوں سے یہ نہ کہے: تم دُعا کرو۔ سماعِ موتی خود مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ حنفیہ سماعِ موتی کا انکار کرتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی مذہب اور آیاتِ قرآنیہ اس پر دال ہیں، لہٰذا اس طرح ان سے خطاب کر کے نہ کہے کہ تم دعا کرو، بلکہ خود اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعائے مغفرت اور رفع درجات کی دعا کرے اور اگر ان کے ذریعہ سے اپنی حاجات کے پورا ہونے کے لیے بھی دُعا کرے، تو مضائقہ نہیں۔''

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: 5/441-442)

غور فرمائیں کہ دیوبند کے مفتی جناب عزیز الرحمٰن فوت شدگان کے وسیلے سے دُعا کرنے کو جائز قرار دے رہے ہیں، جبکہ فوت شدگان سے دُعا کرانے کو ناجائز کہتے ہیں، لیکن دارالعلوم دیوبند کے بانی جناب قاسم نانوتوی صاحب (1297ھ) کا مؤقف اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کے خلاف تھا،ان کے بارے میں ہے:

''اگرا کیلے کسی مزار پر جاتے اور دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہوتا،تو آواز سے عرض کرتے کہ آپ میرے واسطے دُعا کریں۔''(سوانح قاسمی:2/29)

جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب(1362ھ) لکھتے ہیں:

''عادتاً توسل اہل طریق میں مقبولانِ الٰہی کے توسل سے دعا کرنا بکثرت شائع ہے۔حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے اور شجرہ پڑھنا جو اہل سلسلہ کے یہاں معمول ہے،اس کی یہی حقیقت اور غرض ہے۔''

(التّکَشُّف، ص 446)

تھانوی صاحب کا یہ کہنا کہ حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے،سراسر غلط ہے۔ کسی صحیح حدیث سے وسیلے کی اس قسم کا اثبات نہیں ہوتا۔

سیدنا عثمان بن حُنَیف رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت،جس کا تعلق دُعا اور سفارش سے ہے،کے بارے میں جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کسی کی دُعا کا جائز ہے،اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔''(نشر الطیب،ص38)

اگر اس حدیث سے ذات کا توسل ثابت ہوتا،تو محدثین اس کے قائل کیوں نہ ہوئے؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جو بات تھانوی صاحب کی سمجھ میں آ گئی،محدثین کرام اسے سمجھنے سے قاصر رہے۔العیاذ باللہ! حالانکہ حدیث کے الفاظ بول بول کر تھانوی صاحب کا رد کر رہے ہیں۔کسی صحابی یا تابعی سے باسند صحیح کسی فوت شدہ انسان کا وسیلہ پکڑنا ثابت نہیں۔اسی طرح کسی صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بعد اپنی دُعا میں آپ ﷺ کی ذات کا وسیلہ نہیں دیا۔ یہ کتنا بڑا علمی مغالطہ ہے کہ صحابی رسول، نبی اکرم ﷺ سے آپ کی زندگی میں دُعا کی درخواست کرے، تو اس سے کسی کی ذات کا وسیلہ جائز ہو جائے، یہ بات علمی دیانت کے سراسر خلاف ہے۔ صحابی، نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں دُعا کرائیں اور تھانوی صاحب اس پر امتیوں کو قیاس کر کے ان کے مرنے کے بعد ان کی ذات کا وسیلہ جائز قرار دیں، یہ نا درست رویہ ہے۔

تھانوی صاحب نے جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے، اس پر تفصیلی بحث وسیلے کی ممنوع اقسام پر دلائل کا تحقیقی جائزہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب رشید احمد گنگوہی صاحب (1323ھ) سے وسیلے کے بارے میں سوال ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں:

''سوال: اکثر آدمی شجرہ خاندان کا ہر صبح و شام پڑھتے ہیں، یہ کیسا ہے؟
الجواب: شجرہ پڑھنا درست ہے، کیونکہ اس میں بتوسل اولیا کے حق تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، اس کا کوئی حرج نہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ: 78/1)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (1317ھ) نے کلیاتِ امدادیہ (ص 100) میں یہ شجرہ ذکر کیا ہے۔ ان کا ایک شعر پیش خدمت ہے:

''دُور کر دل سے حجابِ جہل و غفلت میرے رب!
کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب!
ہادی عالم، علی مشکل کشا کے واسطے!''

جناب شبیر احمد عثمانی (1369ھ) ﴿وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس آیتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذاتِ پاک کے سوا کسی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں! اگر مقبول بندے کو محض واسطہ رحمتِ الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کی جائے، تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی استعانت ہے۔''

(تفسیر عثمانی، ص21)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ ظَنَّ أَنَّ الْبَابَ فِي التَّوَسُّلِ كَالْبَابِ فِي الْاِسْتِغَاثَةِ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ، فَإِنَّهٗ يُقَالُ: اسْتَغَاثَهٗ وَاسْتَغَاثَ بِهٖ، كَمَا يُقَالُ: إِنَّهُ اسْتَعَانَهٗ وَاسْتَعَانَ بِهٖ، فَالْمُسْتَغَاثُ بِهٖ هُوَ الْمَسْؤُوْلُ، وَأَمَّا الْمُتَوَسِّلُ بِهٖ، فَهُوَ الَّذِي يَتَسَبَّبُ بِهٖ إِلَى الْمَسْؤُوْلِ.

''انہوں نے توسل اور استغاثہ کو ایک سمجھ لیا ہے، حالانکہ یہ ایک نہیں ہیں، ایک ہے کسی سے مدد طلب کرنا، یہ استغاثہ کہلاتا ہے، ایک ہے کسی کو مدد طلب کرنے کا سبب بنانا، یہ توسل کہلاتا ہے، جس سے مدد طلب کی جا رہی ہے، وہ مستغاث (جس سے مدد مانگی جائے) ہے اور جس کا وسیلہ پیش کیا جائے وہ متوسل (جس کے ذریعے مدد مانگی جائے) ہے۔

(تلخیص کتاب الاستغاثۃ، ص261-262)

مولانا حسین احمد مدنی (1377ھ) لکھتے ہیں:

''یہ مقدس اکابر ہمیشہ اولیائے کرام و انبیائے عظام سے توسل کرتے رہتے ہیں اور اپنے مخلصین کو اس کی ہدایت کرتے رہتے ہیں، جس کو وہابیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثل شرک ناجائز وحرام جانتے ہیں۔حضرت مولانا نانوتوی نے ایک قصیدہ طویلہ دربارہ توسل مشائخ سلسلہ علیہ چشتیہ صابریہ تحریر فرمایا ہے جو کہ امداد السلوک کے اخیر میں نیز دیگر رسائل کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔''

(الشہاب الثاقب،ص235)

الغرض جملہ اکابر دیوبند غیر مشروع اور ناجائز توسل کے قائل وفاعل ہیں۔ وسیلے کے مسئلے میں یہ حضرات علامہ سبکی (756ھ) کے پیروکار ہیں۔

علامہ سبکی اپنا غلو پرمبنی عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں:

إِنَّ التَّوَسُّلَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَائِزٌ فِي كُلِّ حَالٍ قَبْلَ خَلْقِهٖ، وَبَعْدَ خَلْقِهٖ فِي مُدَّةِ حَيَاتِهٖ فِي الدُّنْيَا، وَبَعْدَ مَوْتِهٖ فِي مُدَّةِ الْبَرْزَخِ، وَبَعْدَ الْبَرْزَخِ، وَبَعْدَ البَعْثِ فِي عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ .

''ہر حال میں نبی ﷺ کا وسیلہ جائز ہے۔آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل،آپ کے پیدا ہونے کے بعد،آپ کی دنیاوی زندگی میں،آپ کی وفات کے بعد برزخ میں، برزخ کے بعد بھی اور دوبارہ جی اٹھنے کے بعد قیامت اور جنت کے حالات میں بھی آپ کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔''

(شِفَاء السَّقَام، ص 120)

سلف میں یہ نظریہ کسی کا نہیں رہا۔توسل بالذوات یا توسل بالاموات کا صحابہ وتابعین اور ائمہ دین میں سے کوئی بھی قائل نہیں تھا۔ان کے نزدیک جو توسل جائز اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

درست ہے، وہ مشروع توسل ہے۔ متاخرین میں سے بھی بعض نے اگر اپنے توسل میں کہیں نبی اکرم ﷺ کا ذکر کیا ہے تو اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کی ذات نہیں بلکہ آپ ﷺ کی محبت واطاعت ہے، جو کہ نیک عمل ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

أَسْئَلُكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ، أَيْ أَسْأَلُكَ بِإِيمَانِي بِهٖ وَمَحَبَّتِهٖ .

''یااللہ! میں تجھے تیرے نبی محمد ﷺ، یعنی نبی کریم ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ سے محبت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔''

(قاعدة جليلة في التوسّل والوسيلة، ص 38)

سلف کا توسل، توسل بالاموات نہیں، بلکہ توسل بالاعمال الصالحہ تھا۔

بریلوي حضرات اور ممنوع توسل :

جناب احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (1391ھ) سورت بقرہ، آیت نمبر 89 کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ حضور کے توسل سے دعائیں مانگنا بڑی پرانی سنت ہے اور ان کے وسیلے کا منکر یہود ونصاریٰ سے بدتر ہے۔ اور حضور کے وسیلے سے پہلے ہی سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 21)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفتی صاحب خود اہل کتاب کی رَوش پر چل نکلے ہیں اور اپنے باطل اور فاسد نظریات کے دفاع میں قرآن مجید میں تحریفِ معنوی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرتکب ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں انہوں نے وہ بات کہہ دی ہے جو سلف میں سے کسی نے نہیں کہی۔ اصل بیان یہ تھا کہ اہل کتاب یہودی دو قبیلوں اوس اور خزرج سے لڑتے تھے، اوس اور خزرج اہل کتاب نہیں تھے، یہود کے علم میں تھا کہ عنقریب خاتم النبیین نبی مبعوث ہونے والے ہیں۔ غلبہ اس نبی کا مقدر ہوگا۔ اس بنا پر یہودی نبی ﷺ کی طرفداری ظاہر کرتے ہوئے کہتے کہ ہم اس نبی پر ایمان لائیں گے، اس کی پیروی کریں گے اور اس کی معیت میں مشرکین سے لڑائی کر کے ان پر غلبہ پائیں گے۔ لہٰذا ہمیں ان مشرکوں، یعنی اوس اور خزرج پر غلبہ اور فتح عطا کی جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے اور قرآنِ کریم نازل ہوا تو یہودی اپنی بات سے پھر گئے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ یوں ان پر پھٹکار پڑی اور وہ کافر بنے۔ مفتی صاحب نے یہاں سے مسئلہ وسیلہ کشید کر لیا ہے، حالاں کہ کسی صحابی کسی تابعی یا کسی ثقہ امام سے اس آیت کریمہ سے ایسا استنباط ثابت نہیں۔ مفتی صاحب کی بات غلط ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ صحابہ کرام اور ائمہ عظام میں سے کوئی بھی نبی اکرم ﷺ کی ذات کے وسیلے کا قائل نہیں تھا۔ درحقیقت اسلافِ امت ہی قرآن وحدیث کے مطالب ومفاہیم سے بخوبی واقف تھے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:

''اللہ نے یہود کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ حق کو اس وقت سے پہچانتے تھے۔ جب ابھی تک ناطق حق اور داعی حق پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ جب ان کے پاس حق کا داعی ایسے گروہ سے آ گیا، جسے وہ حقیر وفقیر جانتے اور اس کا کہا نہیں مانتے تھے، درحقیقت وہ حق انہی گروہوں سے قبول کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، جن کی طرف ان کی کوئی نسبت ہے، چنانچہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی پیروی نہ کی، پھر وہ اپنے ضروری اعتقادات کو تسلیم کرنے سے بھی انکاری ہو گئے۔ تصوف اور فقہ کے کسی معین گروہ یا دینی حوالے سے کسی قابل تعظیم امتی کی طرف منسوب ہونے والے بہت سے لوگ اسی مصیبت کا شکار ہیں۔ وہ دینی معاملے میں وہی رائے اور روایت قبول کرتے ہیں، جو ان کے گروہ کی طرف سے آئے، حالانکہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے گروہ کی دلیل کیا ہے۔ اس کے برعکس دین اسلام حق کی مطلق اتباع فرض قرار دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی بھی معین شخص یا گروہ کی رائے یا روایت کو اتباع کے لیے خاص نہیں کرتا۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم :1/87-88)

فائدہ :

عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری مدنی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنِي أَشْيَاخٌ مِّنَّا، قَالُوا : لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ أَعْلَمَ بِشَأْنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا، كَانَ مَعَنَا يَهُودُ، وَكَانُوا أَهْلَ كِتَابٍ، وَكُنَّا أَصْحَابَ وَثَنٍ، فَكُنَّا إِذَا بَلَغَنَا مِنْهُمْ مَّا يَكْرَهُونَ، قَالُوا : إِنَّ نَبِيًّا مَّبْعُوثًا الْآنَ، قَدْ أَظَلَّ زَمَانُهُ، نَتَّبِعُهُ، فَنَقْتُلُكُمْ مَّعَهُ قَتْلَ عَادٍ وَّإِرَمَ، فَلَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ رَسُولَهُ اتَّبَعْنَاهُ وَكَفَرُوا بِهٖ، فَفِينَا، وَاللّٰهِ، وَفِيهِمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَ هُمْ ......﴾

''ہمارے اساتذہ (صحابہ کرام) نے ہمیں بتایا کہ عرب میں ہم سے بڑھ کر کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کی ہستی کو نہیں جانتا تھا۔ ہمارے ساتھ یہود رہتے تھے۔ وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست۔ جب انہیں ہم سے کوئی تکلیف پہنچتی، تو وہ کہتے: ایک نبی، جس کی بعثت کا وقت ہوا چاہتا ہے، ہم اس کا اتباع کریں گے، اس کے ساتھ مل کر تم سے لڑیں گے اور تمہیں یوں ہلاک کر دیں گے، جیسے عاد اور ارم ہلاک ہوئے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو مبعوث فرمایا، تو ہم نے آپ کا اتباع کر لیا اور انہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا۔ اللہ کی قسم، ہمارے اور یہود کے بارے میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَ هُمْ......﴾ (البقرة: 89) ''یہود اس سے قبل کافروں پر فتح کی دُعا کیا کرتے تھے۔ جب ان کے پاس وہ نبی آ گئے جنہیں وہ خوب پہچانتے تھے، تو انہوں نے ان کے ساتھ کفر کیا......۔''

(سيرة ابن إسحاق، ص 84، دلائل النُّبُوّة للبيهقي : 75/2)

سند ضعیف ہے، احمد بن عبد الجبار عطاردی جمہور ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

سورت بقرہ آیت نمبر 118 کی تشریح میں مفتی نعیمی صاحب مزید لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بغیر وسیلہ پیغمبر، رب تک پہنچنے کی خواہش کرنا کفار کا کام ہے۔ جب رب ہم تک بغیر وسیلہ نبی نہیں پہنچتا، حالانکہ وہ غنی ہے تو ہم اس تک بغیر وسیلہ کیسے پہنچیں، حالانکہ ہم محتاج ہیں۔'' (تفسیر نور العرفان، ص27)

مفتی صاحب کا کوئی معتقد ہی بتائے کہ قرآنِ کریم کی اس آیت سے وہ کون سا وسیلہ ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ بات ہو رہی ہے دُعا میں کسی کی ذات کا وسیلہ دینے کی، جہاں تک دین اور شریعت کا تعلق ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نبی ہی کے ذریعہ دیا ہے، لیکن اسی شریعت میں ہماری ساری عبادات کے مفصل طریقے بیان کر دیئے ہیں۔ دُعا ایک عبادت بلکہ عبادات کا مغز ہے۔ کیا قرآن وسنت سے دُعا والی عبادت میں کسی کی ذات کے وسیلے کا ثبوت ملتا ہے؟ اگر دُعا میں کسی کی ذات کو بطور وسیلہ ذکر کرنے کا اسلام میں کہیں نام ونشان ملتا ہوتا تو مفتی صاحب کو اتنا تکلف نہ کرنا پڑتا۔ اسلافِ امت صحابہ وتابعین اور ائمہ دین میں سے کسی نے اس آیت سے وسیلہ بالذات کا استنباط نہیں کیا، نہ اسلاف میں سے کوئی اس کا قائل رہا۔ حیرانی تو اس پر ہے کہ جو لوگ قرآن وسنت کے مطلب ومفہوم کو سمجھ نہ پانے کا بہانہ کر کے اتباعِ رسول چھوڑ دیتے ہیں اور تقلید شخصی کا نظریہ اپنا لیتے ہیں، وہی لوگ مجتہد بن کر اپنی خرافات ثابت کرنے کے لیے قرآن وسنت کے نئے نئے مفاہیم کا استنباط کرتے ہیں!

اسی بے اصولی نے مفتی صاحب کے رویے میں تشدد پیدا کر دیا ہے، انہی کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ نبی کے توسل کا فرعون بھی قائل تھا۔ جو اس وسیلہ کا منکر ہے، وہ فرعون سے زیادہ گمراہ ہے۔'' (تفسیر نور العرفان، ص264)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کو کیا نام دیں کہ مفتی صاحب ایک ہی کتاب میں کسی جگہ لکھتے ہیں کہ پیغمبر کا وسیلہ نہ لینا کافروں کا کام ہے (مفتی صاحب کی گزشتہ عبارت اس بارے میں صریح ہے) اور اسی کتاب میں دوسری جگہ یہ فرما رہے ہیں کہ کافروں کا سردار فرعون نبی کے وسیلے کا قائل تھا۔ ایک ہی بات درست ہو سکتی ہے۔ اگر کفار نبی کے وسیلے کے منکر تھے، تو مفتی صاحب کے نزدیک فرعون کافر نہ رہا اور اگر فرعون کافر ہے، تو معلوم ہوا کہ نبی کی ذات کا وسیلہ پکڑنا کفار کا کام ہے۔

مفتی صاحب سورت آلِ عمران، آیت نمبر 193 کے تحت لکھتے ہیں:

"دوسرے یہ کہ اپنے ایمان کے وسیلہ سے دعا کرنی چاہیے۔ جب اپنے ایمان کا وسیلہ بنانا درست ہے، تو نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پکڑنا بھی بالکل صحیح ہے۔"

(تفسیر نور العرفان، ص 119)

ایمان تو عمل کا نام ہے۔ اپنے اعمال کے وسیلہ سے دُعا کرنا نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں مشروع اور جائز ہے۔ ایمان کو نبی اکرم ﷺ کی ذات پر قیاس کرنا مفتی صاحب کا غلط قیاس ہے۔ عبادات اسی طرح بجالائی جائیں گی، جس طرح شریعت نے رہنمائی فرمائی ہے۔ اپنی رائے اور عقل سے عبادات کے نئے نئے طریقے گھڑنا تو بدعت ہے۔ عبادت کا ایسا طریقہ جو شریعت نے نہیں بتایا، بدعت ہی کہلائے گا۔ پھر اگر ایمان کے وسیلہ کی طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہوتا، تو صحابہ کرام اور ائمہ دین ضرور ایسا کرتے۔ سچا دین صحابہ کرام اور ائمہ دین ہی کا تھا۔

سلف صالحین کا توسل اور مولانا انور شاہ کاشمیری کا بیان:

سلف صالحین کے نزدیک جو وسیلہ مشروع اور جائز ہے، اس کے متعلق مولانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انور شاہ کشمیری (1352ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ التَّوَسُّلَ بَيْنَ السَّلَفِ لَمْ يَكُنْ كَمَا هُوَ الْمَعْهُودُ بَيْنَنَا، فَإِنَّهُمْ إِذَا كَانُوا يُرِيدُونَ أَنْ يَّتَوَسَّلُوا بِأَحَدٍ، كَانُوا يَذْهَبُونَ بِمَنْ يَّتَوَسَّلُونَ بِهٖ أَيْضًا مَّعَهُمْ، لِيَدْعُوَ لَهُمْ.

''آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ اسلاف امت میں توسل کا وہ طریقہ موجود نہیں تھا، جو ہمارے ہاں رائج ہے۔ سلف کسی کا وسیلہ لینا چاہتے، تو اسے اپنے ساتھ لے جاتے تاکہ وہ ان کے لیے دُعا کر دے۔''

(فيض الباري: 434/3)

الحمد للہ! اہل حدیث، سلف کے عقیدہ ومنہج اور مذہب پر قائم ہیں۔ ہمارے نزدیک بھی کسی نیک شخص سے توسل کی یہی صورت درست ہے کہ اس سے دُعا کرائی جائے اور اسی وجہ سے ہم فوت شدگان سے توسل کے قائل نہیں۔ کتاب وسنت اور اجماعِ امت اس پر شاہد ہیں۔ مولانا کشمیری بھی اس بات کے معترف ہیں کہ سلف صرف نیک لوگوں کی دُعا کے وسیلہ کے قائل تھے۔

لیکن کشمیری صاحب ایک غلط رائے کی طرف جھکاؤ دکھا گئے ہیں، لکھتے ہیں:

أَمَّا التَّوَسُّلُ بِأَسْمَاءِ الصَّالِحِينَ كَمَا هُوَ الْمُتَعَارَفُ فِي زَمَانِنَا، بِحَيْثُ لَا يَكُونُ لِلْمُتَوَسِّلِينَ بِهِمْ عِلْمٌ بِتَوَسُّلِنَا، بَلْ لَا تُشْتَرَطُ فِيهِ حَيَاتُهُمْ أَيْضًا، وَإِنَّمَا يُتَوَسَّلُ بِذِكْرِ أَسْمَائِهِمْ فَحَسْبُ، زَعْمًا مِّنْهُمْ أَنَّ لَهُمْ وَجَاهَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَّقَبُولًا،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فَلَا يُضَيِّعُهُمْ بِذِكْرِ أَسْمَائِهِمْ، فَذٰلِكَ أَمْرٌ لَّا أُحِبُّ أَنْ أَقْتَحِمَ فِيهِ، فَلَا أَدَّعِي ثُبُوتَهٗ عَنِ السَّلَفِ وَلَا أُنْكِرُ.

''سلف صالحین کے ناموں کا وسیلہ دینا، جیسا کہ ہمارے زمانے میں رائج ہے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جن نیک لوگوں کا وسیلہ ہم دے رہے ہیں، ان کو ہمارے اس عمل کا علم تک نہیں ہوتا، بلکہ ان کا زندہ ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا۔ صرف ان کے نام کا وسیلہ دیا جاتا ہے اور عقیدہ یہ رکھا جاتا ہے کہ ان نیک لوگوں کو اللہ کے ہاں ایک مقام اور قبولیت حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ ان نیک لوگوں کا نام لینے پر انہیں نامراد نہیں کرے گا۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ میں اس میں ٹانگ اڑانا پسند نہیں کرتا۔ نہ میں اس وسیلے سے انکار کرتا ہوں نہ سلف سے اس کے ثابت ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔'' (فيض الباري : 424/3)

کشمیری صاحب کو اعتراف ہے کہ فوت شدہ بزرگوں کے وسیلے سے دُعا کرنا سلف صالحین سے ثابت نہیں۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ جو وسیلہ سلف سے ثابت نہیں، میں اس کا انکار بھی نہیں کرتا۔ کتنی حیرانی کی بات ہے کہ سلف سے عدمِ ثبوت کا اقرار کرنے کے باوجود کشمیری صاحب متاخرین متکلمین کا طریقِ وسیلہ چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ حالاں کہ انہوں نے اپنی مکمل بے بسی کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ اللہ ہمیں حق قبول کرنے اور باطل ترک کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔

صحیح بخاری میں مذکور صحابہ کرام کی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے توسل والی حدیث کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح میں کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں فعلی وسیلہ کا ذکر ہے، کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے: عباس! کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے بارش کی دُعا فرمائیے، تو وہ اُن کے لیے بارش کی دُعا کر دیتے تھے، اس حدیث سے قولی وسیلہ ثابت نہیں ہوتا، قولی وسیلہ مطلب نیک لوگوں کی دُعا میں شریک ہوئے بغیر صرف ان کے نام کا وسیلہ دے کر اللہ سے دُعا کرنا۔ میں کہتا ہوں کہ ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینے اعرابی صحابی کو یہ کلمات سکھائے: یا اللہ! میں تیرے نبیٔ رحمت کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں...... یا اللہ! اپنے نبی کی سفارش میرے حق میں قبول فرما...... اس حدیث سے قولی توسل بھی ثابت ہو گیا ہے، لہٰذا حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف سے اس کا انکار تکلف ہے۔''

(فيض الباري: 68/4)

کشمیری صاحب کے تضاد کا اندازہ کریں کہ وہ ایک طرف اس بات کے اقراری بھی ہیں کہ سلف صالحین سے نیک لوگوں کے ناموں کا وسیلہ ثابت نہیں، لیکن دوسری طرف حدیث سے اس وسیلے کو ثابت بھی کرنا چاہتے ہیں؟

کتاب وسنت کی کوئی ایسی نص نہیں جس پر سلف صالحین نے عمل نہ کیا ہو۔ اگر کسی حدیث سے دُعا میں اللہ تعالیٰ کو فوت شدہ نیک بزرگوں کے ناموں کا وسیلہ دینا ثابت ہوتا تو سلف صالحین اسی طرح بھرپور انداز سے اس پر عمل کرتے جس طرح وسیلے کی جائز صورتوں پر ان کا عمل کرنا ثابت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی بات جامع ترمذی والی حدیث سے کشمیری صاحب کے استنباط کی، تو اس حدیث سے فوت شدہ نیک لوگوں کے ناموں کا واسطہ دینا ثابت نہیں ہوتا۔ اس حدیث کے الفاظ ہی اس کی نفی کر رہے ہیں۔ اس حدیث میں صاف ذکر ہے کہ دعا کے وقت اللہ کے نبی ﷺ اس اعرابی صحابی کے پاس موجود تھے اور آپ ﷺ نے صحابی کے لیے دُعا بھی کی تھی۔ اسی لیے تو آپ نے اسے دُعا کے یہ الفاظ بھی سکھائے کہ یا اللہ! میرے حق میں اپنے نبی کی سفارش قبول فرما۔ اگر آپ ﷺ نے اس صحابی کے لیے دُعا کی ہی نہیں تھی، تو ان الفاظ کا کیا معنیٰ؟ معلوم ہوا کہ اس حدیث سے بھی زندہ نیک شخص کی دُعا کا وسیلہ ہی ثابت ہوتا ہے۔

کیا اب بھی ثابت نہیں ہوا کہ اہل حدیث سلف صالحین کے عقیدہ و منہج پر قائم ہیں؟ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مقلدین اپنے لیے عبادات کے نئے نئے طریقے ایجاد کرتے ہیں اور دعویٰ تقلید کے باوجود ان بدعی طریقوں کے ثبوت پر قرآن وحدیث سے دلائل تراشنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سلف کے پیروکار تھے، اسی لیے انہوں نے نیک لوگوں کے ناموں کے وسیلے کو ناجائز قرار دیا۔ اس میں ان کا کیا قصور؟ انہوں نے تو لکھا ہے:

حَدِيثُ الْأَعْمٰى، لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِيهِ، فَإِنَّهٗ صَرِيحٌ فِي أَنَّهٗ إِنَّمَا تَوَسَّل بِدُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَفَاعَتِهٖ[1].

''نابینا صحابی والی حدیث میں ان کی کوئی دلیل نہیں، کیونکہ یہ حدیث صاف طور پر بتا رہی ہے کہ صحابی نے نبی اکرم ﷺ کی دُعا اور شفاعت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسیلہ اختیار کیا تھا۔''(قاعدة جليلة في التوسّل والوسيلة، ص 64)

یہ تو تھی نابینا صحابی کی بات، جبکہ صحیح بخاری کی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے توسل والی حدیث کے بارے میں کشمیری صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ اس سے ان کا موجودہ طریقہ توسل ثابت نہیں ہوتا۔ ان کی ایک مزید عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بارش کے موقع پر دُعا کرتے تھے کہ یا اللہ! ہم پہلے تجھے اپنے نبی کا وسیلہ پیش کرتے تھے۔۔۔ ان الفاظ میں اس رائج طریقہ توسل کا ذکر نہیں، جس میں کسی غائب شخص کا وسیلہ دیا جاتا ہے جسے اس بات کا شعور بھی نہیں ہوتا کہ کوئی اس کا وسیلہ پکڑ رہا ہے۔ اس حدیث میں تو سلف صالحین کے طریقہ توسل کا اثبات ہے۔ سلف کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کسی مقربِ الٰہی شخص کو آگے کرتے اور عرض کرتے کہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں۔ پھر وہ اس سفارش کا حوالہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے۔ جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا۔ اگر اس حدیث میں بعد والے لوگوں کے وضع کردہ طریقہ توسل کا ذکر ہوتا تو پھر صحابہ کرام کو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ پڑتی اور ان کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ ہی کا وسیلہ کافی ہوتا یا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں ان کے نام کا وسیلہ دے دیا جاتا۔ (بعض) متاخرین کے نزدیک کسی نیک بزرگ کی ذات کا وسیلہ دینا جائز ہے، لیکن حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کی نفی کی ہے۔ میں اس بارے میں تردد کا شکار ہوں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''تجرید القدوری'' سے امام صاحب کی ایک عبارت ذکر کی ہے کہ اللہ کے ناموں کے علاوہ کسی اور نام سے اللہ پر اقسام جائز نہیں۔ یعنی انہوں نے اقسام کی نفی سے توسل کی نفی کی دلیل لی ہے۔ اگر توسل اور اقسام ایک ہی چیز ہیں تو پھر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بات حق ہے اور اگر توسل واقسام میں تفاوت ہے، تو پھر توسل جائز رہے گا۔''

(فیض الباري : 379/2)

صحابہ وتابعین اور ائمہ دین میں سے کسی نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو نیک لوگوں کی ذات یا ان کے ناموں کا وسیلہ نہیں دیا۔ یہ طریقہ کار تو بعد والوں کی ایجاد ہے۔ اب رہی اقسام علی اللہ بغیر اسمائہ کی بات کہ امام ابوحنیفہ نے اس کی نفی کی ہے اور اس نفی سے ذات کے توسل کی نفی ہوتی ہے، تو اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ حق بجانب ہیں۔ البتہ اس بحث کو سمجھنا اقسام علی اللہ کے سمجھنے پر موقوف ہے۔ آیئے ایک نظر اس پر بھی کرتے ہیں۔

اللہ پر قسم ڈالنا اور توسل:

علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (1421ھ) فرماتے ہیں:

''اقسام علی اللہ کا معنی یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بارے میں قسم اٹھائیں کہ وہ یہ کام کرے گا یا نہیں کرے گا، مثلاً اللہ کی قسم، اللہ ضرور ایسا کرے گا، یا اللہ کی قسم، اللہ ایسا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں قَسم کی کئی صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ آدمی اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دی گئی کسی خبر پر قسم اٹھائے جو نفی یا اثبات پر مبنی ہو۔ اس میں کوئی حرج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والی بات نہیں۔ اس سے تو معلوم ہوگا کہ اس شخص کو اللہ اور اس کے رسول کی بیان کردہ خبر پر پورا یقین ہے، مثلاً اللہ کی قسم، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ضرور مخلوق کے بارے میں اپنے نبی کی سفارش قبول کرے گا اور مثلاً اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو معاف نہیں فرمائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انسان مضبوط امید اور اپنے رب پر حسن ظن کی بنا پر قسم اٹھائے، تو یہ بھی جائز ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ربیع بنت نضر کے واقعہ میں اس قسم پر رضامندی کا اظہار کیا تھا۔ ہوا یوں کہ ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ دیا۔ انصار اس کے فیصلے کے لیے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے قصاص، یعنی دانت کے بدلے میں دانت توڑنے کا حکم صادر فرمایا، ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا کے گھر والوں نے دیت کی پیش کش کی لیکن انصار نے اسے مسترد کر دیا۔ اس پر انس بن نضر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم، ربیع کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا مقصد قصاص کے شرعی حکم کو ٹھکرانا ہرگز نہیں تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: انس! (انصار کے دیت پر راضی نہ ہونے کی بنا پر) اللہ تعالیٰ کی طرف سے قصاص فرض ہو گیا ہے، دانت کے بدلے دانت توڑا جائے گا، اس پر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم، ربیع کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ (صحيح البخاري : 2703)۔ مراد یہ تھی کہ ان کا پختہ عزم ہے کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ربیع کا دانت نہیں ٹوٹنے دیں گے، خواہ اس کے لیے کتنی بھی دولت (بطور دیت) صرف کرنا پڑے۔ اسی بنا پر انہوں نے قسم اٹھالی۔ جب انصار کو معلوم ہوا کہ ان کا ارادہ بہت پختہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں معافی ڈال دی اور انہوں نے معاف کر دیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے پوری کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ پر اپنی مضبوط امید اور حسن ظن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھائی کہ ربیع کا دانت نہیں ٹوٹے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کے دل میں درگزر ڈال دیا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے قصاص لینے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے معاف کر دیا اور دیت قبول کر لی۔ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کی تعریف، اس بات کی گواہی تھی کہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ اللہ کے مقرب بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کو پورا کرتے ہوئے ان کے لیے انصار کے دلوں کو نرم فرما دیا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا؟ یہ وہی شخص تھے، جنہوں نے فرمایا تھا کہ انہیں اُحد کے پار سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ اور جب وہ شہید ہوئے تو ان کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے اَسّی سے زائد زخم تھے۔ انہیں کوئی پہچان نہ پایا اور صرف ان کی بہن ربیع نے انہیں پہچانا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے اور ان کے ساتھ ہم سے بھی راضی ہو جائے۔ اس قسم کے جائز ہونے پر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتنے ہی پراگندہ اور دروازوں سے دھکے مار کر دُور کیے جانے والے لوگ ہیں، جو اللہ پر قسم اٹھا لیں، تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا ہے (صحیح مسلم :2662) اقسام علی اللہ کی تیسری صورت یہ ہے کہ آدمی کو تکبر، اللہ تعالیٰ کے فضل کو محدود کرنے کی خواہش اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدظنی ایسی قَسم اٹھانے پر آمادہ کرے۔ یہ قسم حرام ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والے کے اعمال غارت کر دے۔''

(القَوْل المُفيد على كتاب التّوحيد، ص 562-563)

علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (792ھ) اقسام علی اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''دنیا میں دُعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو نبی اکرم ﷺ یا کسی اور مخلوق کا واسطہ اور وسیلہ دینے کا مسئلہ تفصیل کا متقاضی ہے۔ دعا کرنے والا شخص بسا اوقات کہتا ہے کہ یا اللہ! اپنے نبی یا فلاں شخص کے طفیل میری دعا قبول کر لے، وہ کسی مخلوق کی قسم اللہ تعالیٰ پر ڈالتا ہے۔ یہ کام دو وجہ سے ممنوع ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ اس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی۔ دوسرے اس بنا پر کہ اس نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق بھی ہے۔ حالانکہ نہ غیر اللہ کی قسم جائز ہے نہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق ہے، سوائے اس حق کے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کیا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الروم:47) ''ہم پر مومنین کی مدد لازم ہے۔'' صحیح بخاری (۵۹۶۷) و مسلم (۳۰) میں ہے کہ آپ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے اس وقت جب وہ آپ کے پیچھے سوار تھے، فرمایا: معاذ! جانتے ہیں کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ پھر فرمایا: جانتے ہیں کہ جب بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور شرک نہ کریں تو اللہ تعالیٰ پر ان بندوں کا کیا حق ہے؟ عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ پر بندوں کا یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔۔۔ (قرآن وحدیث سے اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق تو ثابت ہو گیا) لیکن یہ ایسا حق ہے، جو اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات اور سچے وعدے کی بنا پر لازم ہوا ہے۔ ایسا نہیں کہ بندہ بذاتِ خود کسی چیز کا اللہ تعالیٰ پر حق رکھتا ہو جیسا کہ مخلوق کا مخلوق پر حق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بندوں کو تمام بھلائیوں سے نوازنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے ان سے وعدہ کر کے انہیں عذاب نہ دینے کا حق خود پر لازم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے موحد بندوں کو عذاب نہ کرنا ایسی بات نہیں کہ اس کی قسم اٹھائی جائے، اس کے ذریعے مانگا جائے، اس کے طفیل دعا کی جائے اور اس کا وسیلہ پکڑا جائے، کیونکہ دعا کی قبولیت کا سبب تو وہی چیز بنے گی، جسے اللہ تعالیٰ نے سبب بنایا ہے۔۔۔ اسی طرح سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں (3/21، سنن ابن ماجہ: 778، یاد رہے کہ یہ روایت عطیہ عوفی کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے) مرفوع حدیث ہے، جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نماز کے لیے پیدل چلنے والے شخص کی دعا یوں ذکر کی گئی ہے کہ یا اللہ! میں اپنے اس پیدل چلنے کے صدقے اور سوالیوں کے تجھ پر موجود حق کے طفیل سوال کرتا ہوں۔۔تو اس سے مراد سوالیوں کا وہ حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اوپر لازم کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے خود سوالیوں کی دعا قبول کرنے اور عبادت گزاروں کو ثواب عطا فرمانے کا حق تسلیم کیا ہے۔کسی عرب شاعر نے خوب کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کوئی حق نہیں۔اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی کاوش رائیگاں نہیں ہوتی۔اگر اللہ بندوں کو عذاب دے تو یہ اس کا عدل ہے اور اگر وہ انہیں نعمتوں سے نوازے تو یہ اس کا فضل ہے۔وہ کریم اور سمیع ہے۔۔۔اگر کوئی یہ سوال کرے کہ سوالیوں کے حق کے طفیل دعا کرنے اور نبی ﷺ اور دیگر صالحین کے طفیل دعا کرنے میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ کے الفاظ سے دعا کرنے والا کہتا ہے کہ یا اللہ! تو نے مانگنے والوں سے دعا کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ میں بھی سوالی ہوں لہٰذا تُو میری دُعا قبول فرما لے۔ بِحَقِّ فُلَانٍ کے الفاظ اس کے برعکس ہیں۔اگرچہ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدے کے مطابق بندوں کے لیے (نصرت وغیرہ کا) حق ہوتا ہے لیکن اس حق کا کسی بندے کی دعا کی قبولیت سے کیا تعلق؟ گویا یہ کہا جاتا ہے یا اللہ! فلاں شخص تیرا نیک بندہ ہے، لہٰذا میری دُعا قبول فرما لے۔ بھلا ان دونوں باتوں کی آپس میں کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناسبت ہے؟ دعا میں ایسا کرنا بے ڈھنگا پن اور زیادتی ہے،فرمانِ باری تعالیٰ ہے : ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ (الاعراف : 55) ''تم اپنے رب سے گڑگڑا کر اور مخفی انداز میں دُعا کرو۔ وہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' بحق فلاں اور اس طرح کے دیگر دعائیہ الفاظ بدعت ہیں۔ نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام ، تابعین عظام اور ائمہ دین میں سے کسی سے بھی ایسی دعا منقول نہیں۔ اس طرح کے الفاظ تو ان تعویذ گنڈوں میں ہوتے ہیں جنہیں جاہل قسم کے دم جھاڑ کرنے والے لوگ لکھتے ہیں۔ دعا تو افضل عبادت ہے اور عبادات کی بنیاد سنت اور اتباعِ رسول پر ہوتی ہے، خواہشاتِ نفس اور بدعات پر نہیں۔ اگر ایسا کرنے والے شخص کی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کے طفیل قسم ڈالی جائے تو یہ بھی ممنوع ہے،مخلوق کی قسم تو ویسے بھی جائز نہیں، خالق پر کیسے جائز ہو گی؟ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی، اس نے شرک کا ارتکاب کیا (سنن أبي داوٗد : ۳۲۵۱، سنن الترمذی : ۱۵۳۵،وقال حسن، وصحہ ابن حبان (۴۳۵۸) والحاکم (۲۹۷/۴) ووافقہ الذہبی، وسندہٗ صحیح) اسی لیے ابوحنیفہ اور ان کے دونوں شاگردوں (قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی) نے فلاں آدمی، انبیا ورسل، بیت اللہ، مشعر حرام وغیرہ کے طفیل دُعا مانگنے کو ناپسند کیا ہے۔ حتی کہ امام ابوحنیفہ اور محمد بن حسن نے تو عرش کو پیدا کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

والی قدرت کے واسطے سے دعا کرنا بھی مکروہ قرار دیا ہے، ابو یوسف نے اسے مکروہ نہیں جانا، کیونکہ انہیں اس بارے میں ایک روایت پہنچ گئی تھی۔(الدعوات الکبیر للبیهقی : 443 ، یہ جھوٹی روایت ہے، کیونکہ اس میں ایک تو عمر بن ہارون باتفاقِ محدثین ''متروک و کذاب'' ہے، دوسرے عامر بن خداش کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ اس میں کمزوری ہے۔(تاریخ الإسلام : 96/5) تیسرے اس میں ابن جریج ''مدلس'' ہیں۔ چوتھے اس کے بارے میں حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے من گھڑت ہونے میں کوئی شبہ نہیں(نصب الرّایة للزّیلعي : 273/4)) بسا اوقات دعا کرنے والا کہتا ہے کہ فلاں شخص کے تیرے دربار میں مقام و مرتبہ کے طفیل۔ ہم تجھے تیرے انبیا، رسل اور اولیا کا وسیلہ دیتے ہیں ۔۔۔ اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں شخص تیرے ہاں مقام و مرتبہ اور شرف رکھتا ہے، لہٰذا ہماری دُعا قبول فرما۔ یہ بھی ممنوع ہے، کیونکہ اگر وسیلے کا یہ طریقہ وہی ہوتا، جو صحابہ کرام، نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اختیار کرتے تھے، تو وہ اسے آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی اختیار کرتے۔ صحابہ کرام تو نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کی دُعا کا وسیلہ اختیار کرتے تھے، آپ سے دُعا کی درخواست کرتے تھے اور آپ کی دُعا پر آمین کہتے تھے۔ استسقا (بارش طلبی کی دعا) وغیرہ میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ لیکن جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو بارش طلب کرنے کے لیے باہر نکل کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یوں کہا: یا اللہ! پہلے ہم جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خشک سالی میں مبتلا ہوتے، تو اپنے نبی کا وسیلہ اختیار کرتے تھے، تو تُو ہم پر بارش برسا دیتا تھا، اب ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر آئے ہیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تجھ سے ہمارے لیے دُعا و سفارش کریں گے۔ آپ کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی قسم دی جائے یا ان کے مقام و مرتبے کے وسیلے سے مانگا جائے۔ اگر یہ طریقہ جائز ہوتا، تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و منزلت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی شان و منزلت سے بہت بہت زیادہ تھی۔۔۔ بسا اوقات دعا کرنے والا کہتا ہے کہ یا اللہ! میں تیرے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیا و رسل پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں، اس بنا پر تو میری دُعا قبول کر لے۔۔۔ تو یہ دعا اور وسیلے کا بہترین طریقہ ہے۔ رہی بات کسی شخص کے وسیلے یا اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کی تو یہ تفصیل طلب مسئلہ ہے۔ اس کا صحیح معنیٰ نہ سمجھ سکنے کی بنا پر بعض لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ اگر اس سے اس شخص کی دعا و سفارش کو وسیلہ بنانا مراد ہے تو وہ ایسے نیک شخص کی زندگی ہی میں ممکن ہے۔ یا اس سے مراد یہ ہو سکتی ہے کہ دُعا کرنے والا شخص جس نیک ہستی کا وسیلہ دے رہا ہے، اس سے محبت کرتا ہے اور اس کا مطیع و فرمانبردار ہے، بشرطیکہ وہ نیک ہستی محبت، اطاعت و فرمانبرداری کی مستحق بھی ہو (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں) مذکورہ صورتوں میں یہ توسل نیک شخص کی دعا و سفارش کا ہو گا یا دُعا کرنے والے کی محبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واطاعت (جو کہ اس کا نیک عمل ہے) کا ہوگا۔اس توسل میں دوسری قسم یہ ہوسکتی ہے کہ وسیلہ دینے والے کی مراد یہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کسی نیک ہستی کی قسم ڈالے یا اس کی ذات کا وسیلہ اختیار کرے۔یہی دوسری قسم ائمہ کرام کے ہاں مکروہ اور ممنوع ہے......۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 236-238)

علامہ برکوی حنفی (981ھ) دعا میں ممنوع توسل کے بارے میں اپنا اور اپنے ائمہ کا نظریہ یوں بیان کرتے ہیں:

''حاصل کلام یہ ہے کہ شیطان انسان کے خلاف خفیہ تدبیر کرتا ہے، وہ اسے باور کراتا ہے کہ قبر کے پاس دعا مستحسن ہے، بلکہ وہ اس کے ذہن میں ڈال دیتا ہے کہ قبر کے پاس دعا کرنا گھر، مسجد اور سحری کے اوقات میں دعا سے افضل ہے۔انسان کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو جاتی ہے تو شیطان اسے ایک درجہ اوپر لے جاتا ہے اور اسے یہ باور کراتا ہے کہ صاحب قبر سے دُعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کو اس کی قسم دینا بھی مستحسن ہے۔اس کی یہ تدبیر، پہلی سے بھی بڑھ کر گھمبیر ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ اس کو کسی مخلوق کی قسم دی جائے یا اس سے کسی مخلوق کے واسطے مانگا جائے۔ائمہ اسلام نے اس طریقے کو سخت بُرا جانا ہے۔ابوالحسن قدوری، علامہ کرخی کی کتاب کی شرح میں لکھتے ہیں: بشر بن ولید کا بیان ہے کہ میں نے ابو یوسف سے سنا کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: کسی انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ غیر اللہ کے واسطے اللہ کو پکارے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں یہ بھی مکروہ سمجھتا ہوں کہ کوئی اللہ تعالیٰ کو اس کا عرش پیدا کرنے والی قدرت کا وسیلہ دے، نیز انبیاء و رسل اور بیت اللہ کے وسیلے سے دعا کرنا بھی مکروہ ہے۔۔۔ ابوالحسن (قدوری) کا کہنا ہے کہ ائمہ احناف کے نزدیک غیر اللہ کے واسطے سے دُعا کرنا باطل ہے کیونکہ غیر اللہ کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق نہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق ہے.....ابن بلدجی نے شرح المختار میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے غیر اللہ کا واسطہ دے کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ یہ کہنا جائز نہیں کہ یا اللہ! میں تجھ سے تیرے فرشتوں یا تیرے انبیا وغیرہ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں۔ یہ بھی درست نہیں کہ کوئی کہے: یا اللہ! میں تیری عرش کو پیدا کرنے والی قدرت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ البتہ امام ابو یوسف سے اس کا جواز منقول ہے، کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے اس طرح دُعا فرمائی تھی۔((الدّعوات الكبير للبيهقي : 443) یہ جھوٹی روایت ہے، کیونکہ اس میں ایک تو عمر بن ہارون باتفاقِ محدثین ''متروک و کذاب'' ہے، دوسرے عامر بن خداش کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ اس میں کمزوری ہے(تاريخ الإسلام : 96/5) تیسرے اس میں ابن جریج ''مدلس'' ہیں۔ چوتھے اس کے بارے میں حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے من گھڑت ہونے میں کوئی شبہ نہیں(نَصب الرّاية للزّيلعي : 273/4)) نیز ان الفاظ کے استعمال سے تو انسان اوصافِ باری تعالیٰ کا وسیلہ اختیار کرتا ہے (اور وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائز ہے)۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے جن چیزوں کو مکروہ قرار دیا ہے، وہ محمد بن حسن کے نزدیک حرام ہیں اور امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک حرام کے زیادہ قریب ہیں اور ان میں حرمت کا پہلو غالب ہے۔۔۔ جب شیطان انسان کو یہ بات بھی باور کرا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو غیر اللہ کی قسم دی جا سکتی ہے اور اس طرح دُعا زیادہ تعظیم و احترام والی ہوتی ہے، نیز اس طریقے سے حاجت جلد پوری ہوتی ہے۔۔۔ تو اس کے بعد وہ انسان کو ایک اور درجہ اوپر لے جاتا ہے کہ غیر اللہ سے بھی دُعا کی جائے اور اس کے لیے نذر و نیاز کا اہتمام کیا جائے۔ پھر اس کے بعد ایک اور درجہ اوپر لے جا کر اسے بزرگوں کی قبروں پر جھکنے، ان پر قندیلیں اور شمعیں روشن کرنے، ان پر چادریں چڑھانے اور ان پر مسجدیں بنانے پر آمادہ کرتا ہے، نیز ان قبروں کے لیے سجود و طواف کر کے اور انہیں چوم کر، ان کا حج کر کے اور ان کے پاس جانور ذبح کر کے ان کی عبادت کراتا ہے۔ پھر اس سے ایک اور درجہ اوپر لے جا کر اسے آمادہ کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو ان قبروں کی عبادت کرنے اور انہیں میلہ گاہ بنانے کی دعوت دے اور انہیں بتائے کہ ان کے لیے دنیا و آخرت میں بڑے فائدے کا کام ہے۔''

(زیارۃ القُبور، ص 47-48)

الحاصل:

ان تمام عبارات اور حنفی ائمہ کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ جس طرح غیر اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسم اٹھانا ناجائز، حرام اور شرک ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو غیر اللہ کا واسطہ دینا یا اللہ تعالیٰ کو غیر اللہ کی قسم دینا بھی حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ سمیت تمام متقدمین ائمہ احناف اللہ تعالیٰ پر غیر اللہ کی قسم ڈالنے اور اللہ تعالیٰ کو غیر اللہ کا وسیلہ دینے کو مترادف خیال کرتے تھے اور دونوں کے ممنوع ہونے پر متفق تھے۔ لہٰذا جناب انور شاہ کشمیری صاحب کا اس سلسلے میں متردد ہونا اپنے ائمہ کی تعلیمات سے ناواقفیت کا نتیجہ تھا۔ ان کے معتقدین کو چاہیے کہ وہ ان تصریحات کی روشنی میں تردّد سے چھٹکارا حاصل کرتے ہوئے ممنوع توسل سے توبہ کر لیں۔

اہل حدیثوں کو مبارک ہو کہ وہ سلف کے منہج پر ہیں۔ عقیدہ وعمل میں ان سے سرمو منحرف نہیں۔ اسی وجہ سے انہیں مطعون کیا جاتا ہے۔ مخالفین انہیں ستاتے ہیں، طرح طرح کے نام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تا قیامت اس طائفہ منصورہ کو حق کے ساتھ غالب رکھے گا۔ ان شاء اللہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناجائز وسیلہ پر دلائل کا جائزہ

قرآن وسنت کی روشنی میں تین قسم کا وسیلہ جائز ہے، اس کے علاوہ ہر وسیلہ، مثلاً کسی مخلوق کی ذات یا فوت شدگان کا وسیلہ ناجائز وحرام ہے۔ بعض حضرات ناجائز وسیلہ ثابت کرنے کے لیے من گھڑت، جعلی اور ضعیف روایات پیش کرتے ہیں۔ ان روایات کا اصولِ محدثین کی روشنی میں تفصیلی تجزیہ پیش خدمت ہے۔

دلیل نمبر ①

عَنْ مَّالِكِ نِ الدَّارِ، قَالَ : وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ، قَالَ : أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأُتِيَ الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ، فَقِيلَ لَهٗ : ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ، وَقُلْ لَهٗ : عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ، فَأَتٰى عُمَرَ فَأَخْبَرَهٗ، فَبَكٰى عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ : يَا رَبِّ! لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ .

''مالک الدار غلے پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خزانچی تھے، ان سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی قبر پر حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لیے بارش طلب فرمائیں، امت قحط سالی کے باعث تباہ ہوگئی ہے۔ نبی کریم ﷺ اس صحابی کے خواب میں آئے ،فرمایا: عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہیں اور انہیں بتائیں کہ بارش ہوگی،عمر سے یہ بھی کہیں کہ وہ سمجھداری سے کام لیں۔وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: یا اللہ! میں کوتاہی نہیں کرتا،مگر اس بار عاجز آ گیا تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 356/6، تاريخ ابن أبي خيثمة : 70/2، الرقم : 1818، دلائل النُّبُوّة للبيهقي : 47/7، الاستيعاب لابن عبد البرّ : 1149/11، تاريخ ابن عساكر : 345/44، 489/56)

تبصرہ:

سند''ضعیف'' ہے۔

سلیمان بن مہران اعمش مدلّس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَقْبَلُ مِنْ مُّدَلِّسٍ حَدِيثًا حَتّٰى يَقُولَ فِيهِ : حَدَّثَنِي أَوْ سَمِعْتُ .

''ہم مدلّس سے اس وقت تک حدیث قبول نہیں کرتے، جب تک وہ سماع کی تصریح نہ کردے۔''

(الرّسالة، ص 380)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا يَكُونُ حُجَّةً فِيمَا دَلَّسَ .

''مدلس کی تدلیس والی روایت حجت نہیں ہوتی۔''

(الكامل لابن عدي : 34/1، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ سخاوی رحمہ اللہ (902ھ) کہتے ہیں:

مِمَّنْ ذَهَبَ إِلٰى هٰذَا التَّفْصِيلِ الشَّافِعِيُّ وَابْنُ مَعِينٍ وَابْنُ الْمَدِينِيِّ .

''جو ائمہ اس مؤقف کے حامل ہیں، ان میں امام شافعی، امام ابن معین اور امام علی بن مدینی رحمہم اللہ کے نام شامل ہیں۔'' (فتح المُغيث : 182/1)

حافظ علائی رحمہ اللہ (761ھ) لکھتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ الَّذِي عَلَيْهِ جُمْهُورُ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ وَالْأُصُولِ .

''جمہور ائمہ حدیث وفقہ اور ائمہ اصول کا مذہب ہی درست ہے۔''

(جامع التّحصيل، ص 111)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

قَالُوا : لَا يُقْبَلُ تَدْلِيسُ الْأَعْمَشِ .

''محدثین کہتے ہیں کہ اعمش کی تدلیس قبول نہیں۔'' (التّمهيد : 30/1)

علامہ عینی حنفی (855ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْأَعْمَشَ مُدَلِّسٌ، وَعَنْعَنَةُ الْمُدَلِّسِ لَا تُعْتَبَرُ إِلَّا إِذَا عُلِمَ سَمَاعُهُ .

''سلیمان بن مہران اعمش ''مدلس'' ہیں اور ''مدلس'' کی عن والی روایت اسی وقت قابل اعتبار ہوتی ہے، جب سماع کی تصریح مل جائے۔''

(عمدة القاري، تحت الحديث : 219)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (البدایۃ والنھایۃ: 167/5) اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: 495/2) کا اس روایت کی سند کو ''صحیح'' قرار دینا علمی تسامح ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ الْأَعْمَشُ بِالْيَقِينِ مِنْ أَبِي صَالِحٍ وَإِنَّمَا سَمِعَهُ مِنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ.

''یہ حدیث اعمش نے ابوصالح سے بالیقین نہیں سنی، بلکہ ایک شخص کے واسطے سے سنی ہے، جو ابوصالح سے بیان کرتا ہے۔''

(السّنن الکبریٰ: 430/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) خود اعمش کی تدلیس کے بارے میں لکھتے ہیں:

عِنْدِي أَنَّ إِسْنَادَ الْحَدِيثِ الَّذِي صَحَّحَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ مَعْلُولٌ، لِأَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ رِجَالِهِ ثِقَاتٍ أَنْ يَّكُونَ صَحِيحًا، لِأَنَّ الْأَعْمَشَ مُدَلِّسٌ، وَلَمْ يَذْكُرْ سَمَاعَهُ مِنْ عَطَاءٍ، وَعَطَاءٌ يَّحْتَمِلُ أَنْ يَّكُونَ هُوَ عَطَاءً الْخُرَاسَانِيَّ، فَيَكُونُ فِيهِ تَدْلِيسُ التَّسْوِيَةِ بِإِسْقَاطِ نَافِعٍ بَيْنَ عَطَاءٍ وَّابْنِ عُمَرَ.

''میرے خیال میں جس حدیث کو ابن قطان نے ''صحیح'' کہا ہے، وہ معلول (ضعیف) ہے، کیونکہ راویوں کے ثقہ ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ اس میں اعمش ''مدلس'' ہیں اور انہوں نے عطاء سے سماع کا ذکر نہیں کیا، یہ احتمال بھی ہے کہ اس سند میں مذکور عطاء، خراسانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں، یوں اعمش کی تدلیس تسویہ بن جائے گی، کیونکہ اس صورت میں انہوں نے عطاء اور ابن عمر کے درمیان نافع کا واسطہ بھی گرا دیا ہے۔''

(التّلخیص الحبیر : 19/3)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ : قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ : قَالَ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ : لَمْ يَسْمَعِ الْأَعْمَشُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، قَالَ أَبُو عُمَرَ : هٰذِهٖ شَهَادَةُ عَدْلَيْنِ إِمَامَيْنِ عَلَى الْأَعْمَشِ بِالتَّدْلِيسِ، وَأَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مَّنْ لَقِيَهٗ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ، وَرُبَّمَا كَانَ بَيْنَهُمَا رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ، فَلِمِثْلِ هٰذَا وَشِبْهِهٖ قَالَ ابْنُ مَعِينٍ وَّغَيْرُهٗ فِي الْأَعْمَشِ : إِنَّهٗ مُدَلِّسٌ .

''امام علی بن مدینی نے امام یحییٰ بن سعید قطان سے نقل کیا ہے کہ امام سفیان اور امام شعبہ نے فرمایا کہ اعمش نے یہ حدیث ابراہیم تیمی سے نہیں سنی۔ میں (ابن عبد البر) کہتا ہوں کہ اعمش کے ''مدلس'' ہونے پر یہ دو عادل اماموں کی گواہی ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمش ان لوگوں سے اَن سنی روایات بیان کرتے تھے، جن سے ان کی ملاقات تھی۔ بسا اوقات اعمش ایسے لوگوں سے ایک، دو واسطے گرا کر بھی روایت کر لیتے تھے۔ ان حقائق کی بنا پر ابن معین وغیرہ نے اعمش کو ''مدلس'' کہا ہے۔''

(التّمهيد لما في الموطّا من المَعاني والأسانيد : 32/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

تاریخ طبری (4/98) اور البدایہ والنہایہ لابن کثیر (71/1) میں ہے:

حَتّٰى أَقْبَلَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ إِلَيْكَ، يَقُولُ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ.

''بلال بن حارث مزنی آئے، انہوں نے اجازت طلب کی اور کہا: میں آپ کی طرف رسول اللہ ﷺ کا ایلچی ہوں، اللہ کے رسول ﷺ آپ سے فرماتے ہیں۔''

یہ جھوٹ ہے۔

① شعیب بن ابراہیم رفاعی کوفی ''مجہول'' ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شُعَيْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ هٰذَا، لَهٗ أَحَادِيثُ وَأَخْبَارٌ، وَهُوَ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْمَعْرُوفِ، وَمِقْدَارُ مَا يَرْوِي مِنَ الْحَدِيثِ وَالْأَخْبَارِ لَيْسَتْ بِالْكَثِيرَةِ، وَفِيهِ بَعْضُ النُّكْرَةِ، لِأَنَّ فِي أَخْبَارِهٖ وَأَحَادِيثِهٖ مَا فِيهِ تَحَامُلٌ عَلَى السَّلَفِ.

''شعیب بن ابراہیم نے کچھ احادیث اور روایات بیان کی ہیں۔ یہ فن حدیث میں معروف نہیں۔ اس نے کوئی زیادہ احادیث بیان نہیں کیں، اس کے باوجود ان میں نکارت ہے، ان روایات میں سلف صالحین کی اہانت ہے۔'' (الكامل في ضُعَفاء الرّجال: 7/5)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ جَهَالَةٌ . ''اس میں جہالت ہے۔'' (میزان الاعتدال: 275/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي ثِقَاتِ ابْنِ حِبَّانَ (309/8) : شُعَيْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، يَرْوِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ الْبَلْخِيِّ الْجُعْفِيِّ، رَوٰى عَنْهُ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ، قُلْتُ : فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ هُوَ، وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ غَيْرُهُ .

''ثقات ابن حبان میں ہے: شعیب بن ابراہیم کوفی ، محمد بن ابان بلخی جعفی سے روایت کرتا ہے اور اس سے یعقوب بن سفیان نے روایت کیا ہے۔ (میں کہتا ہوں) ممکن ہے کہ یہ وہی راوی ہو، لیکن ظاہراً کوئی اور لگتا ہے۔''

(لِسان المیزان: 145/3)

② سیف بن عمر باتفاقِ محدثین ضعیف، متروک، وضاع ہے۔

③ سہل بن یوسف بن سہل بن مالک انصاری ''مجہول'' ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَجْهُولُ الْحَالِ . ''مجہول الحال ہے۔'' (لسان المیزان: 122/3)

ابن عبدالبر رحمہ اللہ اس کی روایت کو موضوع و منکر قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ . ''مجہول الحال ہے۔'' (الاستیعاب: 667/2)

ثابت ہوا خواب دیکھنے والے شخص کو بلال مزنی رضی اللہ عنہ قرار دینا درست نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ②

عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِي طَالِبٍ :

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ

ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْأَرَامِلِ

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو میں نے ابوطالب کا شعر پڑھتے ہوئے سنا: گوری رنگت والے (صلی اللہ علیہ وسلم)، آپ کے چہرے کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے، یتیموں کے والی، بیواؤں کے سہارا ہیں۔''

(صحيح البخاري : 1008)

قَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ : حَدَّثَنَا سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ، رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي، فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيشَ كُلُّ مِيزَابٍ ؛

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الغَمَامُ بِوَجْهِهٖ

ثِمَالُ اليَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْأَرَامِلِ

''عمر بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے اپنے والد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کبھی میں شاعر کی اس بات کو یاد کرتا اور ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو تکتا کہ آپ کے گورے رُخِ زیبا کے ذریعے بارش طلب کی جاتی ہے، آپ یتیموں کے والی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیواؤں کے سہارا ہیں۔چنانچہ آپ ﷺ (منبر سے) اتر بھی نہ پاتے کہ سارے پرنالے بہنے لگتے۔''

(صحیح البخاري : 1009 مُعَلَّقًا، سنن ابن ماجه : 1272، السّنن الکبریٰ للبیهقي : 352/3، تغلیق التعلیق لابن حجر : 389/2)

تبصرہ:

① سند منکر (ضعیف) ہے۔عمر بن حمزہ ضعیف ہے، اس کا متابع عبد الرحمٰن بن عبداللہ بن دینار بھی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

② بشرط صحت روایت یہاں نبی کریم ﷺ کی دعا کا وسیلہ مراد ہے، جو کہ مشروع اور جائز ہے۔

شارحِ بخاری، علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (449ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُ عُمَرَ : أَللّٰهُمَّ! إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا، وَهُوَ مَعْنٰى قَوْلِ أَبِي طَالِبٍ : وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ .

''عمر رضی اللہ عنہ التجا کیا کرتے تھے: یا اللہ! ہم تیری طرف تیرے نبی (کی دعا) کا وسیلہ لاتے تھے۔ابو طالب کے اس قول کا یہی مطلب ہے کہ وہ سفید رنگت والے، جن کے چہرے کے ذریعے بارش طلب کی جاتی ہے۔''

(شرح صحیح البخاري : 9/3)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث اور اس حدیث کا معنی ومفہوم ایک ہی ہے۔ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں وسیلے سے مراد دعا والا وسیلہ ہے، لہٰذا اس حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھی بالکل یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔اس روایت میں واضح الفاظ موجود ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے پروردگار سے دعا کرتے رہتے اور جب تک بارش شروع نہ ہو جاتی، دعاختم نہ فرماتے۔ بھلا اس سے ذات کا وسیلہ کیسے ثابت ہوا؟

شارحِ بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ أَشَارَ إِلٰى قِصَّةٍ وَّقَعَتْ فِي الْإِسْلَامِ حَضَرَهَا هُوَ، لَا مُجَرَّدُ مَا دَلَّ عَلَيْهِ شِعْرُ أَبِي طَالِبٍ، وَقَدْ عُلِمَ مِنْ بَقِيَّةِ الْأَحَادِيثِ أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا اسْتَسْقٰى إِجَابَةً لِّسُؤَالِ مَنْ سَأَلَهٗ فِي ذٰلِكَ .

''اس حدیث میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے، جس کا مشاہدہ انہوں نے دورِ اسلام میں کیا، انہوں نے صرف ابوطالب کے شعر کے مفہوم پر اعتماد کرتے ہوئے یہ بات نہیں کہہ دی۔ باقی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بارش کے لیے یہ دعا کچھ لوگوں کے مطالبے پر فرمائی تھی۔''

(فتح الباري : 495/2)

علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ (1326ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَرِدْ فِي حَدِيثٍ ضَعِيفٍ، فَضْلًا عَنِ الْحَسَنِ أَوِ الصَّحِيحِ، أَنَّ النَّاسَ طَلَبُوا السُّقْيَا مِنَ اللّٰهِ فِي حَيَاتِهٖ مُتَوَسِّلِينَ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّفْعَلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا يُفْعَلُ فِي الِاسْتِسْقَاءِ الْمَشْرُوعِ، مِنْ طَلَبِ السُّقْيَا وَالدُّعَاءِ وَالصَّلَاةِ وَغَيْرِهِمَا، مِمَّا ثَبَتَ بِالْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ، وَمَنْ يَدَّعِي وُرُودَهُ فَعَلَيْهِ الْإِثْبَاتُ.

''حسن یا صحیح تو کُجا، کسی ضعیف حدیث میں بھی مذکور نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں صحابہ نے آپ ﷺ کا وسیلہ اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کی ہو اور آپ ﷺ نے صحیح احادیث سے ثابت وسیلے کے علاوہ کوئی طریقہ اختیار کیا ہو، ثابت وسیلہ کیا ہے، بارش کی دعا وغیرہ، جو کسی دوسرے وسیلے کا دعویٰ کرتا ہے، تو دلیل اس کے ذمہ ہے۔''

(صِيانة الإنسان عن وسوسة الشّيخ دحلان، ص 213)

تنبیہ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے مذکورہ شعر پڑھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت ایک فیصلہ فرما رہے تھے، آپ نے یہ شعر سن کر فرمایا: اللہ کی قسم! اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ہے۔

(مسند الإمام أحمد: 7/1، مصنّف ابن أبي شيبة: 20/12، طَبَقات ابن سعد: 198/3، مسند أبي بكر للمَروزي: 91/1)

سند ضعیف ہے، علی بن زید بن جدعان جمہور کے نزدیک ''ضعیف ومختلط'' ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (807ھ) کہتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ. ''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مَجمع الزّوائد : 206/8، 209)

حافظ عراقی رحمہ اللہ (826ھ) کہتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ. ''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''(طرح التّثريب :82/1)

علامہ بوصیری رحمہ اللہ (840ھ) لکھتے ہیں:

اَلْجُمْهُورُ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ.

''جمہور محدثین اسے ضعیف کہتے ہیں۔''(مِصباح الزّجاجة : 84)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (826ھ) کہتے ہیں:

اِدَّعٰى عَبْدُ الْحَقِّ أَنَّ الْأَكْثَرَ عَلٰى تَضْعِيفِ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ.

''عبدالحق کا کہنا ہے کہ اکثر محدثین علی بن زید کو ضعیف کہتے ہیں۔''

(البدر المنير : 434/4)

ابوالحسن ابراہیم بن عمر بقاعی رحمہ اللہ (885ھ) فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ. ''جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے۔''

(نظم الدُّرَر في تناسب الآيات والسُّوَر :12/181)

علی بن زید بن جدعان کو امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ابن عدی (الکامل :4/413)، امام ابو حاتم رازی اور امام ابو زرعہ رازی رحمہم اللہ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم :6/187) وغیرہم نے ضعیف و مجروح قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تقريب التّهذيب : 4734)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ③

امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ .

''رسولِ اکرم ﷺ تنگدست مہاجرین کے وسیلے سے فتح کی دعا کیا کرتے تھے۔''(المُعجم الكبير للطّبراني :292/1)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔

① سند منقطع ہے، امیہ بن عبداللہ تابعی ہیں، براہِ راست رسول اکرم ﷺ سے بیان کررہے ہیں۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تَصِحُّ عِنْدِي صُحْبَتُهٗ، وَالْحَدِيثُ مُرْسَلٌ .

''میرے مطابق ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں،لہٰذا روایت مرسل منقطع ہے۔''

(الاستيعاب في مَعرفة الأصحاب :38/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ وَّلَا رِوَايَةٌ .

''انہوں نے رسولِ اکرم ﷺ سے ملاقات اور روایت نہیں کی۔''

(الإصابة في تَمييز الصّحابة :133/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ترمذی رحمہ اللہ (279ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ إِذَا كَانَ مُرْسَلًا، فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْحَدِيثِ، قَدْ ضَعَّفَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ.

''مرسل حدیث اکثر محدثین کرام کے نزدیک صحیح (قابل حجت) نہیں ہوتی۔جمہور محدثین نے مرسل کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔''

(العِلَل الصّغير في آخر الجامع، ص 896-897)

② ابواسحاق سبیعی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

دلیل نمبر ④

ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

ابْغُونِي فِي ضُعَفَائِكُمْ، فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ.

''مجھے اپنے کمزوروں میں تلاش کرنا۔آپ کو تو رزق ہی کمزور و نادار لوگوں کی وجہ سے دیا جاتا ہے، انہی کی وجہ سے آپ کی مدد کی جاتی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 198/5، سنن أبي داوٗد : 2594، سنن النّسائي : 3181، سنن التّرمذي : 1702، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (104/2) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

تبصرہ:

کمزور اور نادار لوگ جو صالحین ہوں، ان کی نیکی اور دعا کی وجہ سے معاشرہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسودگی آتی ہے،ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

إِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ.

''اللہ تعالیٰ اس اُمت کی مدد ان کمزوروں کی دعا، نماز اور ان کے اخلاص کی وجہ سے کرتا ہے۔''

(سنن النّسائي : 3180، حلية الأولياء للأصبهاني : 26/5، وسندهٗ صحيحٌ)

اس سے گزشتہ ''ضعیف'' روایت کا معنی بھی سمجھا جا سکتا ہے، اتنی وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس حدیث سے فوت شدگان کا توسل ثابت کرے، تو اس کا یہ عمل دیانتِ علمی کے خلاف ہے۔ اس سے فوت شدگان کے توسّل کا جواز ثابت کرنا شرعی نصوص کی تحریف ہے۔ اس سے تو زندہ لوگوں کی دعا کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے اور اسے اہل سنت والجماعت اہل الحدیث جائز اور مشروع ہی سمجھتے ہیں۔

دلیل نمبر ⑤:

نبی کریم ﷺ طائف سے واپسی پر جِعرّانہ تشریف لائے۔ اس وقت قبیلہ ہوازن کے بچوں اور عورتوں میں سے چھ ہزار قیدی آپ کے ہمراہ تھے۔ اونٹوں اور بکریوں کا تو شمار ہی نہ تھا۔ ہوازن کا ایک وفد مشرف بہ اسلام ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہم پر احسان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: قیدیوں اور اموال میں سے ایک چیز پسند کر لیں۔ انہوں نے عرض کیا: ہمیں قیدی محبوب ہیں۔ فرمایا: جو قیدی میرے ہیں یا بنو عبدالمطلب کے ہیں، لے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لیں اور جو تقسیم ہو چکے ہیں، ان کے لیے یہ طریقہ اختیار کریں:

إِذَا مَا أَنَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ بِالنَّاسِ فَقُومُوا، فَقُولُوا : إِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِرَسُولِ اللّٰهِ إِلَى الْمُسْلِمِينَ، وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ فِي أَبْنَائِنَا وَنِسَائِنَا، فَسَأُعْطِيكُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ وَأَسْأَلُ لَكُمْ .

''جب میں ظہر کی نماز پڑھا دوں، تو کھڑے ہو کر کہنا : ہم اللہ کے رسول ﷺ سے درخواست کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے ہماری شفاعت (سفارش) فرمائیں اور مسلمان رسول اللہ ﷺ سے ہمارے بیٹوں اور عورتوں کے حق میں سفارش کریں،،تو میں آپ کو اس وقت عطا کر دوں گا اور آپ کی سفارش کروں گا۔انہوں نے ایسا ہی کیا۔اکثر صحابہ نے عرض کی: جو کچھ ہمارے پاس ہے، وہ آپ کا ہے۔باقی صحابہ سے آپ نے وعدہ فرمایا کہ ہر قیدی کے بدلے مالِ غنیمت سے چھ اونٹنیاں دی جائیں گی۔اس طرح ہوازن کو تمام قیدی واپس مل گئے۔''

(سيرة ابن هشام : 306/2، وسندهٗ حسنٌ)

تبصرہ:

زندہ انسان سے سفارش کروائی جا سکتی ہے، اس سے اہل سنت والجماعت انکاری نہیں۔اس سے فوت شدگان کی شخصیات کا توسّل کیسے ثابت ہوا؟ یہ تو ہماری دلیل ہے، جو نادان دوست خود ہی پیش کیے جاتے ہیں۔

دلیل نمبر ⑥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عثمان بن حُنَیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی، نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض گزار ہوئے: آقا! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے شفا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر آپ چاہیں تو دعا کر دیتا ہوں اور اگر چاہیں تو صبر کر لیں، وہ آپ کے لیے بہتر ہوگا۔ عرض کیا: آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اچھی طرح سنوار کر وضو کرنے اور پھر دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا کرنے کا حکم دیا:

أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّي مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّكَ أَنْ يَّكْشِفَ لِي عَنْ بَصَرِي، أَللّٰهُمَّ! شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِي فِي نَفْسِي.

''اللہ! میں تجھ سے نبی رحمت محمد ﷺ کی دعا کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، اے محمد ﷺ! میں آپ کی دعا کے وسیلے سے اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میری نظر لوٹا دے، یا اللہ! تو میرے بارے میں اپنے نبی کی اور میری سفارش قبول فرما۔''

واپس آئے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی تھی۔''

(مسند أحمد : 4/138، سنن الترمذي : 3578، عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 659، سنن ابن ماجه : 1385، مسند عبد بن حميد : 379، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح غریب'' اور امام ابن خزیمہ (1219) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابو اسحاق نے کہا ہے کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔امام حاکم (313/1) نے اس حدیث کو شیخین کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے ۔امام بیہقی رحمہ اللہ (دلائل النبوّۃ:167/6) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

تبصرہ :

بعض نے اس حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے وسیلہ کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کا یہ استدلال باطل، کیونکہ حدیث میں مذکور ہے کہ اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی تھی۔ جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں دعا کر دیتا ہوں، اگر دعا نہ کرائیں اور بیماری پر صبر کریں تو بہتر ہے، لیکن صحابی مذکور نے آپ کی دعا کو ترجیح دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا وسفارش فرما دی۔انہیں اچھی طرح وضو کا حکم دیا، پھر دو رکعت نماز کا کہا اور انہیں دعا کے الفاظ بھی سکھا دیئے، انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ اپنے حق میں دعا بھی کر دی اور کہا: یا اللہ! تو میرے بارے میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور خود میری دعا وسفارش قبول فرما۔

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے وسیلہ کا ذکر تک نہیں بلکہ آپ کی حیاتِ طیبہ میں آپ کی دعا وسفارش کا وسیلہ پیش کرنے کا ذکر ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الْأَعْمٰى لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِيهِ، فَإِنَّهٗ صَرِيْحٌ فِي أَنَّهٗ إِنَّمَا تَوَسَّلَ بِدُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَفَاعَتِهٖ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”نابینا صحابی والی حدیث میں ان کی کوئی دلیل نہیں، کیونکہ اس میں یہ بات بڑی واضح ہے کہ صحابی نے نبی اکرم ﷺ کی دعا اور سفارش کا وسیلہ اختیار کیا تھا۔“(قاعدة جليلة في التوسّل والوسيلة، ص 64)

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں یا وفات کے بعد کسی صحابی یا تابعی سے آپ کی ذات کا وسیلہ پیش کرنا قطعاً ثابت نہیں۔ اس طرح کے کام کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اس عمل پر کتاب و سنت سے دلیل پیش کریں۔

فائدہ:

ایک روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نابینا صحابی کو یہ دُعا سکھائی:

أَللّٰهُمَّ! فَشَفِّعْنِي فِي نَفْسِي، وَشَفِّعْ نَبِيِّي فِي رَدِّ بَصَرِي.

”اللہ! میری اور میرے نبی کی سفارش قبول فرما کر میری بصارت لوٹا دے۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنْ كَانَتْ حَاجَةٌ، فَافْعَلْ مِثْلَ ذٰلِكَ.

”حاجت ہو، تو اسی طرح کریں۔“

(تاريخ ابن أبي خيثمة (قاعدة جليلة في التوسّل والوسيلة لابن تيميّة، ص 102)، مسند الإمام أحمد: 138/4، مختصرًا، وسندهٗ حسنٌ)

یہ روایت بالکل صریح ہے کہ نابینا صحابی کو نبی اکرم ﷺ نے اپنی دعا و سفارش کا وسیلہ اختیار کرنے کی ہدایت کی تھی، نہ کہ اپنی ذات کا۔ مراد یہ تھی کہ اگر کوئی اور پریشانی ہو تو میرے پاس آئیں اور دعا کرانے کے بعد اللہ تعالیٰ کو میری دعا کا وسیلہ دیں۔ اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ اسے قبول فرمالے گا۔ یہ سلسلہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی تک محدود تھا، کیونکہ آپ زندگی میں ہی حاجت مندوں کے لیے دعا فرماتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کو آپ کا وسیلہ پیش نہیں کیا۔

دلیل نمبر ⑦

ایک شخص سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی ضرورت لے کر آتا تھا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (مشغولیت کی وجہ سے) اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے، اس کی ضرورت میں غور نہ فرماتے۔ وہ سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: لوٹا لائیں، وضو کریں، پھر مسجد جا کر دو رکعت نماز پڑھیں، پھر کہیں:

اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي أَتَوَجَّهُ إِلٰى رَبِّي، فَيَقْضِي حَاجَتِي.

''یا اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور نبی رحمت محمد ﷺ کی دعا کا وسیلہ اختیار کرتا ہوں۔ اے محمد! میں اللہ سے آپ کی دعا کا وسیلہ پیش کرتا ہوں، وہ میری ضرورت پوری کر دے۔''

پھر اپنی ضرورت اللہ کے سامنے رکھیں، اس کے بعد میرے پاس آ جائیں تا کہ میں آپ کے ساتھ چلوں۔ اس شخص کی ضرورت پوری ہوئی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بیان کیا کہ یہی دعا نابینا صحابی کو نبی ﷺ نے سکھائی، تو ان کی بینائی لوٹ آئی۔“

(التّاريخ الكبير للبخاري : 210/6، العِلَل لابن أبي حاتم : 190/2، المُعجم الكبير : 30/9، ح : 8311، المُعجم الصّغير : 183/1، الدعاء للطّبراني : 1282/1، ح : 1050، معرفة الصّحابة لأبي نُعَيم : 4/1959-1960، ح : 4928)

تبصرہ:

سند ”ضعیف“ ہے، عبداللہ بن وہب مصری یہ روایت اپنے استاذ شبیب بن سعید حبطی (ثقہ) سے کر رہے ہیں اور خود شبیب بن سعید اپنے استاذ روح بن القاسم سے کر رہے ہیں۔ امام الجرح والتعدیل ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِشَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ، نُسْخَةُ الزُّهْرِيِّ عِنْدَهٗ، عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَهِيَ أَحَادِيثُ مُسْتَقِيمَةٌ، وَحَدَّثَ عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ بِأَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ .

”شبیب کے پاس امام زہری رحمہ اللہ کی روایات پر مشتمل ایک نسخہ ہے، جسے وہ بواسطہ یونس، زہری سے بیان کرتے ہیں اور وہ مستقیم احادیث ہیں۔ تاہم ابنِ وہب نے اس سے منکر احادیث بیان کی ہیں۔“

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال لابن عدي : 31/4)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِحَدِيثِهٖ مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِهٖ أَحْمَدَ عَنْهُ، لَا مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِ وَهْبٍ .

”اس کے بیٹے احمد کی اس سے بیان کردہ روایات صحیح ہیں، البتہ ابن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وہب سے مروی روایات میں خرابی ہے۔''

(تقريب التّهذيب : 2739)

نیز فرماتے ہیں:

رَوٰى عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ، فَكَأَنَّهٗ لَمَّا قَدِمَ مِصْرَ، حَدَّثَ مِنْ حِفْظِهٖ، فَغَلِطَ .

''اس سے ابن وہب نے منکر احادیث بیان کی ہیں، لگتا ہے مصر آنے کے بعد حافظے سے روایات بیان کرنے لگا تھا اور غلطیاں کرنے لگا۔''

(هُدَى السّاري، ص 409)

یہ روایت بھی شبیب بن سعید سے عبداللہ بن وہب مصری بیان کر رہے ہیں۔ یہ جرح مُفَسَّر ہے، لہٰذا روایت ''ضعیف'' اور ''منکر'' ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شبیب بن سعید جب مصر گیا، تو وہاں اس نے اپنے حافظہ سے احادیث بیان کیں، جن میں وہ غلطی اور وہم کا شکار ہو گیا۔

اعتراض:

شبیب بن سعید ابو سعید بصری کی روایت صحیح بخاری میں بھی ہے۔

جواب:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِهٖ (أَحْمَدَ) عَنْ يُّونُسَ (بْنِ يَزِيدِ الْأَيْلِيِّ) أَحَادِيثَ، لَمْ يَخَرِّجْ مِنْ رِّوَايَتِهٖ عَنْ غَيْرِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُونُسَ، وَلَا مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْهُ شَيْئًا .

''امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے بیٹے احمد سے وہ روایات لی ہیں، جو وہ اپنے والد سے یونس بن یزید ایلی کے واسطے سے بیان کرتا ہے۔ امام صاحب نے شبیب کی وہ روایات بیان نہیں کیں، جو وہ یونس کے علاوہ کسی اور سے بیان کرتا ہے، نہ ہی ابن وہب سے ان کی کوئی روایت بخاری میں ہے۔'' (هُدَى السّاري، ص 409)

حاصل کلام یہ ہے کہ شبیب بن سعید سے ان کے شاگرد عبداللہ بن وہب مصری بیان کریں، تو روایت ''منکر'' اور ''ضعیف'' ہوتی ہے۔ زیر بحث روایت بھی عبداللہ بن وہب مصری بیان کر رہے ہیں، اس لیے یہ ''منکر'' اور ''ضعیف'' ہے۔

فائدہ ①:

ثابت ہوا کہ شبیب بن سعید سے ابن وہب کے علاوہ ان کا بیٹا احمد بن شبیب بیان کریں اور خود شبیب، یونس بن یزید عن الزہری سے بیان کریں، تو روایت صحیح ہو گی، ورنہ ضعیف، جیسا کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ کے قول سے ثابت ہوتا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔

فائدہ ②:

''مشیخۃ یعقوب بن سفیان فسوی'' (۱۱۳) والی سند بھی ''ضعیف'' ہے، وہاں شبیب، روح بن قاسم سے بیان کر رہے ہیں، نہ کہ یونس بن یزید عن الزہری سے ...... یہ سند بھی ''ضعیف'' اور ''منکر'' ٹھہری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ ①

دلائل النبوۃ بیہقی (167/6) میں عبد اللہ بن وہب مصری کی متابعت احمد بن شبیب نے کر رکھی ہے، لیکن اس کی سند میں ابو محمد بن عبد العزیز بن عبد الرحمٰن ریالی موجود ہے، جس کے حالات نہیں مل سکے۔ لہٰذا یہ متابعت مفید نہیں۔ اسی طرح دلائل النبوۃ بیہقی (167/6) کی ایک اور روایت میں اسماعیل بن شبیب کی متابعت موجود ہے، لیکن وہ خود مجہول ہے۔ یوں یہ متابعت بھی کسی کام کی نہیں۔

تنبیہ ②:

عون بن عمارہ بصری نے شبیب بن سعید کی متابعت کر رکھی ہے۔

(المستدرك للحاكم :526/1، معرفة الصّحابة لأبي نُعَيم الأصبهاني : 4929)

لیکن عون بن عمارہ بصری خود ''ضعیف'' ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجر : 5224)

لہٰذا یہ متابعت مفید نہیں۔ دوسرے یہ کہ عون بن عمارہ والی روایت میں زیرِ بحث الفاظ نہیں ہیں۔

دلیل نمبر ⑧

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع ملی، تو روتے ہوئے آئے اور چہرہ انور سے کپڑا اٹھا کر عرض کیا:

لَوْلَا أَنَّ مَوْتَكَ كَانَ اخْتِيَارًا مِّنْكَ، لَجُدْنَا لِحُزْنِكَ بِالنُّفُوسِ، اذْكُرْنَا يَا مُحَمَّدُ! عِنْدَ رَبِّكَ، وَلْنَكُنْ مِنْ بَالِكَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یارسول اللہ! اگر آپ کی موت آپ کے اختیار سے نہ ہوئی ہوتی، تو ہم آپ کی جدائی کے غم میں جانیں کھو دیتے۔ محمد (ﷺ)! ہمیں اپنے ربّ کے ہاں یاد کیجیے گا اور ہمارا خیال رکھیے گا۔''

(تخريج أحاديث الإحياء للعِراقي :1855/1)

تبصرہ:

اس کی سند نہیں ملی، البتہ حافظ عراقی نے اسے امام ابن ابی الدنیا کی کتاب العزاء کی طرف منسوب کر کے سند کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ (۱۹۸ھ) نے فرمایا:

أُنْظُرُوا إِلَى الْإِسْنَادِ، فَإِنْ صَحَّ الْإِسْنَادُ، وَإِلَّا فَلَا تَغْتَرَّ بِالْحَدِيثِ إِذَا لَمْ يَصِحَّ الْإِسْنَادُ .

''سند دیکھیں۔ اگر صحیح ہو، تو بہتر، جب تک سند ثابت نہ ہو، متن دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں۔''

(الجامع لأخلاق الرّاوي للخطيب :1301، وسندهٗ صحيحٌ)

دلیل نمبر ⑨:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ : يَا عِبَادَ اللّٰهِ! احْبِسُوا عَلَيَّ، يَا عِبَادَ اللّٰهِ! احْبِسُوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا، سَيَحْبِسُهُ عَلَيْكُمْ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

”سواری جنگل بیابان میں بھاگ جائے،تو یوں آواز دیں: اللہ کے بندو! میری سواری پکڑ دو، اللہ کے بندو! میری سواری پکڑ دو، اللہ کے بہت سے بندے (فرشتے) زمین میں ہوتے ہیں، وہ سواری پکڑ دیں گے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 217/10، ح : 10518، واللّفظ لهٗ، مسند أبي يعلٰى : 177/9، ح : 5269، عمل اليوم واللّيلة لابن السّنّي : 509)

تبصرہ:

سند سخت ترین ”ضعیف“ ہے۔

① معروف بن حسان ضعیف وغیر معروف ہے۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے اسے ”مجہول“ قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 323/8)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ”منکر الحدیث“ کہا ہے۔

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 325/6)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔(مَجمع الزّوائد : 132/10)

اس کی توثیق میں ادنیٰ کلمہ بھی ثابت نہیں۔

② قتادہ بن دعامہ ”مدلس“ ہیں۔ سماع کی تصریح نہیں کی۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ حُجَّةٌ بِالْإِجْمَاعِ إِذَا بَيَّنَ السَّمَاعَ، فَإِنَّهٗ مُدَلِّسٌ مَّعْرُوفٌ بِذٰلِكَ .

”قتادہ سماع کی صراحت کریں، تو بالاجماع حجت ہیں۔ وہ معروف ”مدلس“ ہیں۔“(سِيَر أعلام النّبلاء : 270/5)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

③ سعید بن ابی عروبہ ''مدلس'' اور ''مختلط'' ہیں۔

④ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ غَرِيبٌ أَخْرَجَهُ ابْنُ السُّنِّيِّ وَالطَّبَرَانِيُّ، وَفِي السَّنَدِ انْقِطَاعٌ بَيْنَ ابْنِ بُرَيْدَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ.

''یہ غریب حدیث ہے، اسے ابن السنی اور طبرانی نے بیان کیا ہے، سند میں ابنِ بریدہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔''

(شرح الأذكار لابن علان : 150/5)

ابن السنی کی سند میں ابنِ بریدہ اور سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان عَنْ أَبِيهِ کا واسطہ ہے، یہ ناسخ کی غلطی ہے، حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس سند کو منقطع قرار دیا ہے، دوسرے یہ کہ یہی سند مسند ابی یعلی کی بھی ہے، لیکن مسند ابی یعلی میں بھی یہ واسطہ مذکور نہیں، لہٰذا اس کا منقطع ہونا واضح ہے۔

علامہ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَنَدُهُ ضَعِيفٌ لِّضُعْفِ مَعْرُوفِ ابْنِ حَسَّانٍ.

''اس کی سند معروف بن حسان کی وجہ سے ضعیف ہے۔''

(اتّحاف الخِيَرة المَهَرة : 500/7)

حافظ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سَنَدُهُ ضَعِيفٌ، لٰكِنْ قَالَ النَّوَوِيُّ : إِنَّهُ جَرَّبَهُ هُوَ وَبَعْضُ أَكَابِرِ شُيُوخِهٖ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس کی سند تو ''ضعیف'' ہے، لیکن حافظ نووی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ انہوں نے اوران کے بعض اکابر نے اس کا تجربہ کیا ہے۔''

(الابتِهاج بأذكار المسافر والحاجّ، ص 39)

حافظ سخاوی کے جواب میں محدث البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْعِبَادَاتُ لَا تُؤْخَذُ مِنَ التَّجَارِبِ، سِيَّمَا مَا كَانَ مِنْهَا فِي أَمْرٍ غَيْبِيٍّ كَهٰذَا الْحَدِيثِ، فَلَا يَجُوزُ الْمَيْلُ إِلٰى تَصْحِيحِهٖ، كَيْفَ وَقَدْ تَمَسَّكَ بِهٖ بَعْضُهُمْ فِي جَوَازِ الْاِسْتِغَاثَةِ بِالْمَوْتٰى عِنْدَ الشَّدَائِدِ، وَهُوَ شِرْكٌ خَالِصٌ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

''عبادات تجربات سے اخذ نہیں کی جاتیں، خصوصاً ایسی عبادات جو کسی غیبی امر سے متعلق ہوں، جیسے یہ حدیث ہے، لہٰذا تجربے کو بنیاد بنا کر اسے صحیح قرار دینے کا میلان ظاہر کرنا جائز نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے، جبکہ بعض لوگوں نے اس سے مصیبتوں کے وقت مردوں سے مدد مانگنے پر بھی استدلال کیا ہے۔ یہ خالص شرک ہے، اللہ محفوظ فرمائے!''

(سِلسِلة الأحاديث الضّعيفة: 2/108-109، ح: 655)

مذکورہ روایت کا ایک شاہد بھی ہے۔

ابان بن صالح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُه بِفُلَاةٍ مِّنَ الْأَرْضِ، لَا يَرٰى بِهَا أَحَدٌ، فَلْيَقُلْ: أَعِينُوْنِي عِبَادَ اللّٰهِ! فَإِنَّهٗ سَيُعَان.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”جانور یا اونٹ صحرا میں بھاگ جائے اور دکھائی نہ دے رہا ہو، تو یوں کہیں: اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ تو جلد ہی اس کی مدد کی جائے گی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 132/7)

سند ”ضعیف“ ہے۔

① ابان بن صالح صغار تابعین میں سے ہیں اور براہ راست نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا روایت معضل (منقطع) ہے۔

② محمد بن اسحاق ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں مل سکی۔

دلیل نمبر ⑩

عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا، وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ : يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ، وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ .

”کوئی چیز گم ہو جائے یا مدد کی ضرورت ہو اور آپ ایسی جگہ میں ہوں، جہاں کوئی مددگار نہ ہو، تو کہیے: اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں، جنہیں ہم دیکھ نہیں سکتے۔ یہ تجربہ ہے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 17/117-118)

تبصرہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روایت ''ضعیف'' ہے۔

① حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِنَّ زَيْدَ بْنَ عَلِيٍّ لَمْ يُدْرِكْ عُتْبَةَ .

''زید بن علی نے عتبہ کا زمانہ نہیں پایا۔'' (مَجمع الزّوائد : 10/132)

❀ حافظ مناوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سَنَدُهُ مُنْقَطِعٌ . ''سند منقطع ہے۔'' (فیض القدیر :1/307)

② شریک بن عبد اللہ قاضی کی تدلیس اور اختلاط بھی ہے۔ ان کے بیٹے عبد الرحمٰن بن شریک کا ان سے اختلاط سے قبل احادیث روایت کرنا ثابت نہیں۔

معجم کبیر کے مطبوعہ نسخہ میں عبد الرحمٰن بن سہل ہے، یہ تصحیف ہے۔ درست عبد الرحمٰن بن شریک ہے، کیونکہ احمد بن یحییٰ صوفی کے شیوخ میں عبد الرحمٰن بن شریک ہے، نہ کہ ابن سہل۔

تنبیہ:

مذکورہ دونوں احادیث بلحاظِ سند ''ضعیف'' ہیں۔ البتہ عباد اللہ سے مراد فرشتے لیے جائیں، تو صحیح حدیث سے ان کی تائید ہو جائے گی۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ مَلائِكَةً فِي الْأَرْضِ سِوَى الْحَفَظَةِ، يَكْتُبُونَ مَا سَقَطَ مِنْ وَّرَقِ الشَّجَرِ، فَإِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ عَرْجَةٌ بِأَرْضٍ فَلاةٍ، فَلْيُنَادِ : أَعِينُوا عِبَادَ اللّٰهِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''زمین میں حفاظت والے فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں، جو درختوں کے گرنے والے پتے لکھتے ہیں۔ ویرانے میں چلتے ہوئے پاؤں میں موچ آجائے، تو کہیں: اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔''

(كَشْف الأستار عن زوائد البزّار : 3128/1، وسندهٗ حسنٌ)

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُه ثِقَاتٌ . ''اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔'' (مَجمع الزّوائد : 32/10)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنُ الْإِسْنَادِ، غَرِيبٌ جِدًّا .

''سند حسن ہے، لیکن یہ انوکھی روایت ہے۔''

(مختصر زوائد البزّار : 120/2، شرح ابن علان على الأذكار : 151/5)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں اللہ کے بندوں سے مراد فرشتے ہیں۔ ان کے ساتھ مسلمان جنوں اور ان اولیاء وصالحین کو ملانا جنہیں غیبی لوگ کہا جاتا ہے، جائز نہیں، خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت ہو گئے ہوں۔ ان جنوں اور انسانوں سے مدد طلب کرنا واضح شرک ہے کیونکہ وہ پکارنے والے کی پکار نہیں سن سکتے۔ اگر سن بھی لیں تو جواب دینے یا حاجت روائی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات اس پر شاہد ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قِطْمِيرٍ، إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَ كُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾ (فاطر: 13-14) ”جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کھجور کی گٹھلی کے باریک غلاف برابر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔ انہیں پکارو، تو وہ پکار نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں، تو مراد پوری نہیں کر سکتے اور روز قیامت تمہارے شرک سے لاعلمی ظاہر کریں گے، آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا۔“

(سِلسِلة الأحاديث الضّعيفة: 2/111، ح: 655)

اس حدیث میں ماتحت الاسباب مدد کا بیان ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے خود بیان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے وہاں ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نیک بندوں کی اعانت پر مامور کر رکھا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اہل سنت والجماعت اس پکار کو شرک کہتے ہیں جس میں کسی غائب یا فوت شدہ کو پکارا جائے یا کسی زندہ سے وہ چیز مانگی جائے جس پر وہ سرے سے قدرت ہی نہیں رکھتا۔ اسے مافوق الاسباب استعانت کہا جاتا ہے جو کہ ممنوع وحرام اور شرک ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَلَلْتُ الطَّرِيقَ فِي حَجَّةٍ وَّكُنْتُ مَاشِيًا، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: يَا عِبَادَ اللّٰهِ! دُلُّونَا عَلَى الطَّرِيقِ، فَلَمْ أَزَلْ أَقُولُ ذٰلِكَ، حَتّٰى وَقَعْتُ الطَّرِيقَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”حج کے سفر میں مجھے راستہ بھول گیا۔ میں پیدل تھا، میں کہنے لگا: اللہ کے بندو! مجھے راستہ بتاؤ۔ میں مسلسل کہتا رہا اور درست راستے پر آ گیا۔“

(مَسائل الإمام أحمد لابنه عبد اللّٰه، ص 245)

علامۃ الہند نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ (1307ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ وَقَعَ لِي مِثْلُ ذٰلِكَ فِي بَعْضِ الْأَسْفَارِ وَذَهَبَ السَّيْلُ بِالدَّابَّةِ فَقُلْتُ يَا عِبَادَ اللّٰهِ! أَعِيْنُوْنِیْ فَوَقَفْتُ فِي الْحَالِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .

”اس طرح کے واقعات بعض اسفار میں خود میرے ساتھ پیش آئے، سیلاب میری سواری بہا کر لے گیا، اسی دوران میں نے پکارا: اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو میں سنبھل گیا، الحمد للہ۔“

(رِحلة الصّديق إلى البلد العَتيق ص 37)

امام طبرانی رحمہ اللہ اور حافظ نووی رحمہ اللہ نے بعض اکابر شیوخ کا عباد اللہ کے بارے جو تجربہ بیان کیا ہے، ظن غالب ہے کہ وہ فرشتوں ہی کے بارے میں ہوگا۔

دلیل نمبر ⑪

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوخانے میں تین مرتبہ: لَبَّيْكَ کہا اور تین مرتبہ نُصِرْتَ ”آپ کی مدد کی گئی“ کہا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے آپ کو تین مرتبہ لَبَّيْكَ اور تین مرتبہ نُصِرْتَ فرماتے ہوئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سنا ہے، گویا آپ کسی انسان سے گفتگو کر رہے ہوں۔کیا وضو خانے میں کوئی آپ کے ساتھ تھا؟ فرمایا: یہ بنو کعب کا رجز خواں مجھے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی مدد کی ہے۔تین دن بعد آپ نے صحابہ کرام کو صبح کی نماز پڑھائی تو میں نے سنا کہ رجز خواں یہ اشعار پیش کر رہا تھا۔۔۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 433/23، ح 1052، المُعجم الصّغير للطّبراني : 167/2، ح 968، المُخَلِّصِيَّات : 1331، دلائل النُّبُوّة لأبي نُعَيم : 59)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔محمد بن نضلہ کے حالات نہیں مل سکے۔

امام شافعی رحمہ اللہ (204ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَقْبَلُ خَبَرَ مَنْ جَهِلْنَاهُ، وَكَذٰلِكَ لَا نَقْبَلُ خَبَرَ مَنْ لَّمْ نَعْرِفْهُ بِالصِّدْقِ وَعَمَلِ الْخَيْرِ .

''ہم مجہول (العین) کی روایت قبول نہیں کرتے۔اسی طرح اس (مجہول الحال) کی روایت بھی نا قابل قبول ہے، جس کی سچائی اور نیکی معلوم نہیں۔''

(اختلاف الحديث، ص 45)

یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ ''حسن الحدیث'' ہے، البتہ اس کے حفظ میں کلام ضرور ہے۔واللہ اعلم!

دوسرے یہ کہ اس روایت میں وسیلہ بالذوات والاموات کا کوئی ذکر نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ⑫:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط سالی واقع ہوئی۔ اس سال کو عام الرمادہ کہتے ہیں۔ بنومزینہ نے اپنے ایک آدمی (بلال) سے کہا کہ ہم مرے جا رہے ہیں، کوئی بکری ذبح کیجیے۔ اس نے کہا: بکریوں میں کچھ نہیں رہا۔ اصرار بڑھا تو انہوں نے بکری ذبح کر دی۔ اس کی کھال اتاری تو نیچے سے سرخ ہڈی نکلی۔ یہ دیکھ کر اس نے یَا مُحَمَّدَا کہا۔ رات ہوئی، تو اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: زندگی مبارک ہو۔ عمر کے پاس جائیں، اسے میری طرف سے سلام کہیں اور یہ بھی کہیں کہ عمر! آپ تو وعدوں کو خوب نبھانے والے ہیں، میرا وعدہ یاد کریں۔ عمر! سمجھداری سے کام لیں۔ قبیلہ بنومزینہ کا یہ شخص بیدار ہونے پر عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور دربان سے کہا: قاصد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کریں۔ دربان نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو آپ گھبرا گئے اور فرمایا: اسے بلائیں۔ جب بلایا گیا، تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا، منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو اسلام کی توفیق بخشی! کیا مجھ میں کوتاہی دیکھی ہے؟ لوگ کہنے لگے: نہیں، لیکن ہوا کیا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بلال کا خواب سنایا۔ لوگ سمجھ گئے، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نہ سمجھ سکے۔ لوگوں نے انہیں بتایا کہ آپ نے نماز استسقاء کی ادائیگی میں تاخیر کی ہے۔ ہمارے ساتھ نماز استسقاء ادا کریں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان سے لوگوں کو جمع کیا، کھڑے ہو کر مختصر خطبہ دیا، پھر مختصر دو رکعتیں ادا کیں، پھر بارش کے لیے دُعا فرمائی......۔

(تاریخ الطّبري : 99/4، البِداية والنّهاية لابن كثير : 91/7)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ:

موضوع ہے۔

① سیف بن عمر کوفی بالاتفاق ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② مبشر بن فضیل ''مجہول'' ہے۔

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَجْهُولٌ بِالنَّقْلِ، إِسْنَادُهُ لَا يَصِحُّ .

''یہ شخص روایتِ حدیث میں مجہول ہے، اس کی سند ثابت نہیں۔''

(الضّعفاء الکبیر : 236/4)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُدْرٰی مَنْ هُوَ؟ ''نہ معلوم کون ہے؟'' (میزان الاعتدال : 434/3)

③ جبیر بن صخر کی توثیق مطلوب ہے۔

④ شعیب بن ابراہیم کوفی ''مجہول'' ہے۔

دوسرے یہ کہ اس روایت کو اکثر احناف ہی اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں، حالانکہ ان کی پیش کردہ اس من گھڑت روایت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نماز استسقاء پڑھنے کا حکم دیا گیا بلکہ اسے دانائی وحکمت بتایا گیا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس حکم نبوی کے مطابق باجماعت نماز استسقاء کی ادائیگی بھی کی، جبکہ امام ابوحنیفہ نماز استسقاء کو مسنون نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ میں امام ابوحنیفہ کا قول یوں نقل کیا گیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ صَلَاةٌ مَّسْنُونَةٌ فِي جَمَاعَةٍ ......
وَرَسُولُ اللّٰهِ اسْتَسْقٰی، وَلَمْ تُرْوَ عَنْهُ الصَّلَاةُ.

''استسقا میں باجماعت نماز سنتِ نبوی نہیں...رسول اللہ ﷺ نے بارش طلب کی تھی، لیکن آپ سے اس موقع پر نماز پڑھنا مروی نہیں۔''

(الهِداية، كتاب الصّلاة، باب الاستسقاء: 176/1)

حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے باجماعت نماز استسقاء کی احادیث معروف ہیں۔ کتب حدیث میں کثرت کے ساتھ رسولِ کریم ﷺ کی نماز استسقاء اور اس کے طریقے کے بارے میں احادیث آئی ہیں۔صرف صحاحِ ستہ سے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں: (صحيح البخاري: 1012، صحيح مسلم: 894، سنن أبي داوٗد: 1161، سنن التّرمذي: 556، سنن النّسائي: 1505، سنن ابن ماجه: 1267)

فوت شدگان سے توسل والے من گھڑت روایت نے حنفی بھائیوں کو بھلا کیا فائدہ دیا؟ صرف یہ کہ باجماعت نماز استسقاء گلے پڑ گئی!!!

دلیل نمبر ⑬

جنگِ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی، جبکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ مقابلہ شدید تھا۔نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان مجاہدین کے پاؤں اُکھڑنے لگے، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار تھے۔انہوں نے یہ حالت دیکھی تو:

نَادٰی بِشِعَارِهِمْ يَوْمَئِذٍ، وَكَانَ شِعَارُهُمْ يَوْمَئِذٍ: يَا مُحَمَّدَاهْ!

''انہوں نے مسلمانوں کا نعرہ بلند کیا، اس دن مسلمانوں کا نعرہ یَا مُحَمَّدَاہْ تھا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تاريخ الطّبري : 181/2، البِداية والنّهاية لابن كثير : 324/6)

تبصرہ :

روایت من گھڑت موضوع ہے۔

① سیف بن عمر کوفی بالاتفاق ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② شعیب بن ابراہیم کوفی ''مجہول'' ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ أَحَادِيثُ وَأَخْبَارٌ، وَهُوَ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْمَعْرُوفِ وَمِقْدَارُ مَا يَرْوِي مِنَ الْحَدِيثِ وَالْأَخْبَارِ لَيْسَتْ بِالْكَثِيرَةِ وَفِيهِ بَعْضُ النَّكِرَةِ لِأَنَّ فِي أَخْبَارِهٖ وَأَحَادِيثِهٖ مَا فِيهِ تَحَامُلٌ عَلَى السَّلَفِ .

''اس کی کچھ احادیث اور اخبار ہیں، یہ معروف راوی نہیں ہے۔اس کی احادیث اور خبروں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے، ان میں بھی کچھ نکارت پائی جاتی ہے، کیونکہ اس کی اخبار اور احادیث میں سلف پر طعن موجود ہے۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 7/5)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ جِهَالَةٌ . ''یہ مجہول ہے۔''

(المُغني في الضّعفاء :298/1)

③ ضحاک بن یربوع کی توثیق نہیں ملی۔

④ یربوع کیسا ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ رجل من سحیم کا اتہ پتہ نہیں۔

دلیل نمبر⑭

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار افراد کے ہمراہ حلب کا جائزہ لینے روانہ کیا۔ جب وہ حلب کے قریب پہنچے تو یوقنا پانچ ہزار افراد کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ مسلمان جم کر لڑنے لگے۔ اتنے میں پیچھے چھپے ہوئے پانچ ہزار افراد کے لشکر نے حملہ کر دیا۔ اس خطرناک صورتِ حال نے مسلمانوں کو بے حد پریشان کر دیا۔ سیدنا کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھاتے ہوئے بلند آواز سے پکارا:

يَامُحَمَّدُ، يَا مُحَمَّدُ، يَا نَصْرَ اللّٰهِ، إِنْزِلْ!

''اے محمد! اے محمد! اے اللہ کی مدد، اتر آ۔''

(فُتُوح الشّام لمحمّد بن عمر الواقدي : 196/1)

تبصرہ:

سخت ''ضعیف'' ہے، محمد بن عمر واقدی جمہور کے نزدیک متروک و کذاب ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 255/3)

علامہ ابنِ ملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البدر المُنير : 324/5)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔(تقريب التّهذيب : 6175)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُتُبُ الْوَاقِدِيِّ كِذْبٌ . ''واقدی کی کتابیں جھوٹ کا پلندا ہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 21/8، وسندهٗ صحيحٌ)

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ عِنْدِي مِمَّنْ يَّضَعُ الْحَدِيثَ .

''میرے نزدیک جھوٹی احادیث گھڑنے والا ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 21/8، وسندهٗ صحيحٌ)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''کذاب'' قرار دیا ہے۔

(الضّعفاء الكبير للعُقَيلي : 108/4، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بخاری، امام ابو زرعہ رازی، امام نسائی اور امام عقیلی رحمہم اللہ نے ''متروک الحدیث'' کہا ہے، امام یحییٰ بن معین اور جمہور نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي أَحَادِيثَ غَيْرَ مَحْفُوظَةٍ وَّالْبَلَاءُ مِنْهُ، وَمُتُونُ أَخْبَارِ الْوَاقِدِيِّ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ، وَهُوَ بَيِّنُ الضَّعْفِ .

''غیر محفوظ احادیث بیان کرتا ہے اور یہ مصیبت اسی کی طرف سے ہے۔ واقدی کی احادیث کے متون غیر محفوظ ہیں۔اس کے ضعیف ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔''(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 243/6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْوَاقِدِيُّ عِنْدَ أَئِمَّةِ أَهْلِ النَّقْلِ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ.

''واقدی ائمہ محدثین کے ہاں سخت ضعیف ہے۔''(تاریخ بغداد :37/1)

دلیل نمبر ⑮

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بہن نے کہا: اے بہت ہی تعریف کیے ہوئے! امداد، امداد۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اور آسمانی فرشتے درود بھیجیں۔ حسین میدان میں ہیں، خون میں نہائے ہوئے، اعضاء کٹے ہوئے۔ یا محمد! امداد۔ آپ کی بیٹیاں حراست میں ہیں، آپ کی اولاد شہید کر دی گئی ہے، بادِ صبا ان پر مٹی اڑا رہی ہے۔

(البِداية والنّهاية لابن كثير : 193/8)

تبصرہ :

سند باطل اور جھوٹی ہے۔

① سفیان بن عیینہ کی تدلیس ہے۔ سماع کی تصریح نہیں ملی۔

② مخبر (سند میں خبر دینے والا) نامعلوم ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کسی ''مجہول'' اور ''کذاب'' رافضی کی کارستانی ہے۔

دلیل نمبر ⑯

ہیثم بن عدی کہتے ہیں کہ بنو عامر نے بصرہ میں اپنے جانور کھیتی میں چرائے۔ انہیں طلب کرنے کے لیے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھیجے گئے۔ بنو عامر نے بلند آواز سے اپنی قوم آلِ عامر کو بلایا، تو نابغہ جعدی اپنے رشتہ داروں کی ایک جماعت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ نکلے۔ انہیں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے پوچھا: تم کیوں نکلے ہو؟ کہا: میں نے اپنی قوم کی پکار سنی تھی، سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں تازیانے لگائے۔ اس پر نابغہ جعدی نے کہا:

فَإِنْ تَكُ لِابْنِ عَفَّانَ أَمِينًا ۔۔۔ فَلَمْ يَبْعَثْ بِكَ الْبَرَّ الْأَمِينَا

وَيَا قَبْرَ النَّبِيِّ وَصَاحِبَيْهِ ۔۔۔ أَلَا يَا غَوْثَنَا لَوْ تَسْمَعُونَا

''اگر تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا امین ہے، تو انہوں نے تجھے احسان کرنے والا امین بنا کر نہیں بھیجا۔ اے نبی اور آپ کے دو صاحبوں کی قبر! اے ہمارے فریاد رس! کاش آپ ہماری فریاد سن لیں۔''

(الاستيعاب في مَعرفة الأصحاب لابن عبد البرّ : 586/3)

تبصرہ:

جھوٹ کا پلندا ہے، ہیثم بن عدی بالاتفاق ''کذاب و متروک الحدیث'' ہے۔

دلیل نمبر ⑰:

عبدالرحمٰن بن سعد بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَخَدِرَتْ رِجْلُه، فَقُلْتُ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! مَا لِرِجْلِكَ؟ قَالَ : اجْتَمَعَ عَصَبُهَا مِنْ هَاهُنَا، فَقُلْتُ : ادْعُ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ فَانْبَسَطَتْ.

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ آپ کا پاؤں سُن ہو گیا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں نے عرض کی: ابوعبدالرحمٰن! آپ کے پاوں کو کیا ہوا؟ فرمایا: یہاں سے میرے پٹھے کھنچ گئے ہیں۔عرض کیا: اپنی محبوب ہستی کو یاد کریں۔آپ نے یا محمد! کہا۔اسی وقت پٹھے کھل گئے۔''

(الأدب المُفرد للبخاري : 924، مسند عليّ بن الجَعد : 2539، عمل اليوم واللّيلة لابن السنّي : 173، طَبَقَات ابن سعد : 154/4، تاريخ ابن مَعِين : 2953)

تبصرہ :

سند ''ضعیف'' ہے۔اس کا دارومدار ابواسحاق سبیعی پر ہے، جو ''مدلس'' ہیں۔ مسلم اصول ہے کہ ثقہ ''مدلس'' جب بخاری و مسلم کے علاوہ عن یا قال سے بیان کرے،تو روایت ضعیف ہوتی ہے،تا آنکہ وہ سماع کی تصریح کرے۔

الادب المفرد کی سند میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

عمل الیوم واللیلۃ (169) میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کی ابوبکر بن عیاش (171)، اسرائیل بن یونس (173) اورزہیر بن معاویہ نے متابعت کر رکھی ہے، لیکن کسی روایت میں ابواسحاق نے سماع کی تصریح نہیں کی۔لہٰذا یہ روایت ابواسحاق سبیعی کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

غریب الحدیث لابی اسحاق حربی (673/2) میں ابواسحاق سے شعبہ روایت کر رہے ہیں،تدلیس کا شبہ رفع ہوا،لیکن اس سند میں ابواسحاق کا استاذ مبہم ونامعلوم ہے۔

معلوم نہیں کہ عقیدہ میں خبر واحد کو حجت نہ ماننے والے اس ضعیف روایت سے دلیل کیسے پکڑتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ :

امامِ بریلویت احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

''حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نامِ پاک لے کر ندا کرنی ہمارے نزدیک بھی صحیح نہیں ہے۔'' (روحوں کی دنیا، ص245)

جاء الحق از احمد یار خان نعیمی بریلوی (173/1) اور شانِ حبیب الرحمٰن از نعیمی (ص136) میں بھی یہی لکھا ہے۔

دلیل نمبر ⑱

مجاہد رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

خَدِرَتْ رِجْلُ رَجُلٍ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : اُذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ، فَقَالَ : مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبَ خِدْرُهُ .

''ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے کسی شخص کی ٹانگ سن ہوگئی، تو انہوں نے فرمایا: اپنے محبوب کو یاد کریں، اس نے کہا: محمد! ۔ تو وہ صحت یاب ہوگیا۔''

(عمل اليوم والليلة لابن السّنّي : 170)

تبصرہ:

موضوع (من گھڑت) ہے۔ غیاث بن ابراہیم نخعی بالاتفاق کذاب (پرلے درجے کا جھوٹا)، خبیث اور وضاع (جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا) ہے۔

دلیل نمبر ⑲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو اپنے گھر سے نماز کے لیے نکلے اور یہ دعا پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کے لیے ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ، وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَايَ هٰذَا .

''یا اللہ! تجھ سے دعا کرنے والوں کا تجھ پر جو حق ہے اور میرے چلنے کا بھی جو حق ہے، میں اسی حق کے طفیل تجھ سے دعا کرتا ہوں۔''

(مسند الإمام أحمد : 21/3، سنن ابن ماجه : 778)

تبصرہ:

سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے۔

حافظ منذری رحمہ اللہ (656ھ) فرماتے ہیں:

بِإِسْنَادٍ فِيهِ مَقَالٌ . ''اس کی سند میں کلام ہے۔''

(التّرغيب والتّرهيب : 2487)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ هُوَ مِنْ رِّوَايَةِ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ بِإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ أَيْضًا .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”یہ حدیث عطیہ عوفی نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے اور عطیہ باتفاقِ اہل علم ضعیف ہے۔اس کی ایک اور سند بھی ہے،لیکن وہ بھی ضعیف ہے۔“(قاعدة جليلة في التوسّل والوسيلة، ص 215)

علامہ مغلطائی حنفی رحمہ اللہ (762ھ) کہتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُه ضَعِيفٌ .

”اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔“(شرح ابن ماجه :1294/1)

علامہ بوصیری رحمہ اللہ (840ھ) کہتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ . ”اس کی سند ضعیف ہے۔“

(اتّحاف الخيرة المهرة : 32/2، ح : 979)

لہٰذا حافظ عراقی رحمہ اللہ (تخريج أحاديث الإحياء :384/1) کا اس کی سند کو ”حسن“ کہنا اور بعض کا اس حدیث کو حسن قرار دینا درست نہیں۔

عطیہ بن سعد عوفی جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ ہے، نیز ”مدلس“ بھی ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ . ”جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔“

(تهذيب الأسماء واللُّغات :48/1)

حافظ عراقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ”جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(طرح التّثريب : 42/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْأَکْثَرُ عَلٰی تَضْعِیفِہٖ . ''اکثر محدثین ضعیف قرار دیتے ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 412/10)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْجُمْھُورُ عَلٰی تَضْعِیفِہٖ . ''جمہور ضعیف کہتے ہیں۔''

(البدر المنير : 463/7)

علامہ عینی حنفی (855ھ) لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْھُورُ . ''جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے۔''

(عمدة القاري : 250/6)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ (1310ھ) لکھتے ہیں:

عَطِیَّةُ، ضَعَّفَهُ الْجُمْھُورُ . ''عطیہ کو جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(عَون المَعبود على سنن أبي داوٗد : 336/3)

امام ہشیم بن بشیر واسطی کے بارے میں ہے:

کَانَ ھُشَیْمٌ یَّتَکَلَّمُ فِیهِ . ''آپ عطیہ پر جرح کرتے تھے۔''

(التّاريخ الصّغير للبخاري : 303/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِیفُ الْحَدِیثِ . ''اس کی بیان کردہ حدیث ضعیف ہوتی ہے۔''

(العِلَل ومعرفة الرّجال : 1306)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے اسے لَیِّن کہا ہے۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، يُكْتَبُ حَدِيثُه .

''ضعیف الحدیث ہے۔اس کی حدیث (متابعات وشواہد میں) لکھی جائے گی۔''(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 383/6)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔(سنن الدّارقطني : 39/4)

''مضطرب الحدیث'' بھی کہا ہے۔(العِلَل : 291/4)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَحْيٰى يَتَكَلَّمُ فِي عَطِيَّةَ .

''امام یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ عطیہ پر جرح کرتے تھے۔''

(التّاريخ الكبير : 83/4)

نیز فرماتے ہیں:

كَانَ يَحْيٰى لَا يَرْوِي عَنْ عَطِيَّةَ .

''یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ عطیہ بن سعد عوفی سے روایت نہیں کرتے تھے۔''

(التّاريخ الكبير : 122/5)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ، إِلَّا أَنَّهٗ يَكْتَبُ حَدِيثُهٗ .

''ضعیف ہے، البتہ اس کی روایت (متابعت میں) لکھی جائے گی۔''

" محكم دلائل سے مزين متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبه "

www.KitaboSunnat.com

(الكامل لابن عدي : 369/5، وسندهٗ حسنٌ)

امام صاحب سے یہ بھی مروی ہے:

لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ .

''اس (سے متابعت وشواہد میں روایت لینے) میں کوئی حرج نہیں۔''

(التّاريخ لابن طهمان : 256)

امام نسائی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمتروكين :481)

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ نے ان الفاظ کے ساتھ جرح کی ہے:

لَا يَحِلُّ الِاحْتِجَاجُ بِهٖ، وَلَا كِتَابَةُ حَدِيثِهٖ، إِلَّا عَلٰى جِهَةِ التَّعَجُّبِ .

''اس کی حدیث سے حجت لینا جائز نہیں، اسے صرف بطور تعجب لکھنا درست ہے۔'' (كتاب المَجروحين : 176/2)

حافظ جوزجانی رحمہ اللہ نے ''مائل'' قرار دیا ہے۔(أحوال الرّجال : 42)

یعنی ان کے نزدیک عطیہ غالی رافضی تھا۔

امام ابنِ عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مَعَ ضُعْفِهٖ يُكْتَبُ حَدِيثُه، وَكَانَ يُعَدُّ مِنْ شِيعَةِ الْكُوفَةِ .

''ضعیف ہونے کے باوجود اس کی حدیث (متابعات وشواہد) میں لکھی جائے گی۔اس کا شمار کوفہ کے شیعوں میں ہوتا ہے۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 370/5)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔(السّنن الكبرٰى : 369/7)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ جِدًّا . ''سخت ضعیف ہے۔''(المحلّٰی :86/11)

حافظ نووی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔(خلاصة الأحكام :572/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' لکھا ہے۔

(میزان الاعتدال : 80/3)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ ''ضعیف'' قرار دیتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر : 89/6)

لہٰذا حافظ ابنِ سعد (الطبقات :304/6) کا اسے ''ثقہ'' کہنا جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں۔

پہلے اکثر محدثین ''ضعیف'' کہتے تھے، بعد میں عطیہ بن سعد عوفی کے ''ضعیف'' ہونے پر اجماع ہو گیا تھا، جیسا کہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ .

''اس کے ''ضعیف'' ہونے پر اتفاق ہے۔''(المحلّٰی : 309/10)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا عَطِيَّةُ، فَاجْتَمَعُوا عَلٰى تَضْعِيفِهٖ .

''عطیہ کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اجماع ہو گیا ہے۔''

(الموضوعات :386/1)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هُوَ ضَعِيفٌ بِإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

(قاعدة جليلة في التوسّل والوسيلة، ص 233)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُجْمَعٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔'' (المُغني في الضّعفاء : 62/2)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِإِجْمَاعِهِمْ .

''عطیہ باجماعِ اہل علم ضعیف ہے۔''(البدر المنير : 313/5)

نوٹ: عطیہ عوفی مُدَلِّس بھی تھا، بلکہ تدلیس کی بُری قسم میں ملوث تھا۔ یہ اپنے استاذ محمد بن سائب کلبی (متہم بالکذب) کا نام ذکر نہیں کرتا تھا اور اس کی کنیت ابوسعید ذکر کر کے باور کرانے کی کوشش کرتا تھا کہ اس سے مراد سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحِفْظِ، مَشْهُورٌ بِالتَّدْلِيسِ الْقَبِيحِ .

''اس کا حافظہ کمزور تھا اور بُری تدلیس میں معروف تھا۔''

(طَبَقَات المدلّسين، ص 50)

تنبیہ ①

محمد زاہد کوثری حنفی (1371ھ) نے لکھا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يَنْفَرِدْ عَطِيَّةُ عَنِ الْخُدْرِيِّ، بَلْ تَابَعَهُ أَبُو الصِّدِّيقِ عَنهُ فِي رِوَايَةِ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ ذَكْوَانَ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ ابْنِ حِبَّانَ، وَإِنْ أَعَلَّهُ ابْنُ الْفَرَجِ فِي عِلَلِهِ.

''عطیہ عوفی، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے میں اکیلا نہیں، بلکہ اس کی متابعت ابوصدیق نے عبدالحکم بن ذکوان کی روایت میں کی ہے اور وہ ثقہ ہے۔ اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے، اگرچہ ابن الفرج نے اسے اپنی علل میں ذکر کیا ہے۔''(مقالات الكوثري : 394)

لیکن:

① کوثری صاحب کی نقل کا اعتبار نہیں۔

② کوثری صاحب نے کوئی سند ذکر نہیں کی۔ ہمیں کہیں باسند یہ متابعت نہیں ملی۔

③ راوی عبدالحکم بن ذکوان نہیں، بلکہ عبدالحکم بن عبداللہ قسملی ہے، کیونکہ ابو الصدیق ناجی کے شاگردوں میں قسملی ہی ہے، ابن ذکوان نہیں۔ اگر ابن ذکوان بھی ہو، تو وہ ''مجہول'' ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْرِفُهُ. ''میں اسے نہیں جانتا۔''(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 36/6)

اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات (131/5) میں ذکر کیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے قول پر اعتماد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے اسے مقبول (مجہول الحال) ہی لکھا ہے۔(تقريب التّهذيب : 3748)

جہاں تک عبد الحکم بن عبد اللہ قسملی کا تعلق ہے، تو وہ بھی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُحْتَجُّ بِهٖ . ''یہ قابل حجت نہیں۔''(سنن الدّارقطني :104/1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' قرار دیا ہے۔(التّاريخ الكبير : 168/2)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامَّةُ أَحَادِيثِهٖ مِمَّا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ، وَبَعْضُ مُتُونِ مَا يَرْوِيهِ مَشَاهِيرُ، إِلَّا أَنَّهٗ بِالْإِسْنَادِ الَّذِي يَذْكُرُه عَبْدُ الْحَكَمِ لَعَلَّهٗ لَا يَرْوِي ذَاكَ .

''اس کی عام احادیث پر متابعت نہیں کی جاتی۔ اس کی روایت کردہ احادیث کے بعض متون مشہور ہیں، لیکن وہ ان سندوں کے ساتھ ہیں، جنہیں عبدالحکم ذکر کرتا ہے۔شاید اس نے وہ روایت نہیں کیے۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 334/5)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَّرْوِي عَنْ أَنَسٍ مَّا لَيْسَ مِنْ حَدِيثِهٖ، وَلَا أَعْلَمُ لَهٗ مَعَهٗ مُشَافَهَةً، لَا يَحِلُّ كِتَابَةُ حَدِيثِهٖ إِلَّا عَلٰى جِهَةِ التَّعَجُّبِ .

''یہ ان لوگوں میں سے تھا، جو انس رضی اللہ عنہ سے منسوب جھوٹی روایات بیان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔اس کی انس رضی اللہ عنہ سے بالمشافہ ملاقات مجھے معلوم نہیں۔اس کی حدیث لکھنا جائز نہیں، البتہ بطور تعجب (ونقد) لکھی جا سکتی ہے۔''

(كتاب المَجروحين : 143/2)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، قُلْتُ : يُكْتَبُ حَدِيثُه؟

قَالَ : زَحْفًا .

''منکر الحدیث اور ضعیف الحدیث ہے۔ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا: کیا اس کی حدیث لکھی جائے؟ فرمایا: بطور مجبوری اس کی روایت پر تعجب کرتے ہوئے لکھی جا سکتی ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 6/35-36)

نیز امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو عبدالحکم بن ذکوان بہتر لگتا ہے یا عبدالحکم قسملی ؟ تو فرمایا:

هٰذَا أَسْتَرُ مِنْهُ .

''ابن ذکوان کے مقابلے میں اس کا ضعف وعیب اتنا واضح نہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 36/6)

امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰى عَنْ أَنَسٍ نُّسْخَةً مُّنْكَرَةً، لَا شَيْءَ .

''اس نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ایک منکر نسخہ روایت کیا ہے، یہ بالکل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نا قابل اعتبار ہے۔'' (الضّعفاء : 34)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔ (تقریب التّهذيب : 3749)

لہٰذا عطیہ بن سعد عوفی کی کوئی معتبر متابعت ثابت نہیں۔ وہ اسے بیان کرنے میں منفرد ہے۔

دوسرے یہ کہ زاہد کوثری صاحب نے عطیہ کے استاذ ابوسعید کو صحابی رسول سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ قرار دیا ہے، حالانکہ یہ صریح جہالت یا تدلیس ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عطیہ اپنے استاذ محمد بن سائب کلبی کذاب کو ابوسعید کے الفاظ سے ذکر کرتا تھا۔

تنبیہ ②

عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی (85) اور الغرائب الملتقطۃ لابن حجر (221/2) میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی روایت کی سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے۔ اس میں وازع بن نافع عقیلی متروک، کذاب و وضاع ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ، وَأَنَّهٗ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے اور یہ منکر الحدیث ہے۔''

(الأذكار النّافعة : 85)

علامہ محمد بن عبدالہادی سندھی حنفی (1138ھ) کہتے ہیں:

قَوْلُهٗ : بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ، أَيْ مُتَوَسِّلًا إِلَيْكَ فِي قَضَاءِ الْحَاجَةِ وَإِمْضَاءِ الْمَسْأَلَةِ، بِمَا لِلسَّائِلِينَ عِنْدَكَ مِنَ الْفَضْلِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الَّذِي يَسْتَحِقُّونَهٗ عَلَيْكَ بِمُقْتَضٰى فَضْلِكَ وَوَعْدِكَ وَجُودِكَ وَإِحْسَانِكَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ الْوُجُوبُ الْمُتَنَازَعُ فِيهِ عَلَيْهِ تَعَالٰى، لٰكِنْ لِّإِيهَامِهِ الْوُجُوبَ بِالنَّظَرِ إِلَى الْأَفْهَامِ الْقَاصِرَةِ، يَحْتَرِزُ عَنْهُ عُلَمَاؤُنَا الْحَنَفِيَّةُ، وَيَرَوْنَ إِطْلَاقَهٗ لَا يَخْلُو عَنْ كَرَاهَةٍ .

''اس روایت میں جو سوالیوں کے حق کا وسیلہ دینے کا ذکر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ! میں اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے تجھے تیرے اس فضل کا واسطہ دیتا ہوں، جس کا تُو نے انہیں اپنے رحم وکرم اوراحسان ووعدہ کے پیش نظر مستحق بنایا ہے۔ان الفاظ سے اقسام علی اللہ کی متنازع صورت لازم نہیں آتی۔ البتہ کند ذہن لوگوں کو ان الفاظ میں اقسام علی اللہ بخلقہٖ کا وہم ہوتا ہے۔اسی لیے علمائے احناف اس سے احتراز کرتے ہیں۔ان کے خیال میں ان الفاظ کا مطلق استعمال کراہت (تحریمی) سے خالی نہیں۔''

(حاشية السّندي على سنن ابن ماجه :1/261-262، تحت الحديث : 778)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُوَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ لِوَجْهَيْنِ : أَحَدُهُمَا : لِأَنَّ فِيهِ السُّوَالَ لِلّٰهِ تَعَالٰى بِحَقِّ السَّائِلِينَ، وَبِحَقِّ الْمَاشِينَ فِي طَاعَتِهٖ، وَحَقُّ السَّائِلِينَ أَنْ يُّجِيبَهُمْ، وَحَقُّ الْمَاشِينَ أَنْ يُّثِيبَهُمْ، وَهٰذَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَقٌّ أَوْجَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَلَيْسَ لِلْمَخْلُوقِ أَنْ يُّوجِبَ عَلَى الْخَالِقِ تَعَالٰى شَيْئًا .

”اگر یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کی فرمودہ ہو، تو اس سے مشروع وسیلہ ہی مراد ہے، اس کی دو وجوہات ہیں؛ ایک تو اس طرح کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے اس کے سوالیوں اور اس کی اطاعت میں چلنے والوں کے حق کے وسیلے سے سوال کا ذکر ہے۔ سوالیوں کا حق یہ ہے کہ اللہ ان کے مطالبات پورے کرے اور چلنے والوں کا حق یہ ہے کہ اللہ انہیں اجر وثواب سے نوازے۔ یہ حق اللہ نے خود اپنے اوپر لازم کیا ہے۔ مخلوق اپنے خالق پر کوئی چیز لازم نہیں کرسکتی۔“

(قاعدة جليلة في التوسّل والوسيلة، ص 215)

اس ضعیف روایت میں مذکور وسیلہ اپنے نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا وسیلہ ہے، جو کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بھی مشروع اور جائز ہے۔ اس میں وسیلہ بالذوات والاموات کا کوئی ذکر نہیں۔

دلیل نمبر ⑳:

نبی کریم ﷺ نے فاطمہ بنتِ اسد کی قبر پر یوں دعا کی:

بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي .

”میرے طفیل اور مجھ سے پہلے انبیا کے طفیل۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 351/24، المُعجم الأوسط للطّبراني : 191،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حلية الأولياء لأبي نُعَيم : 121/3)

تبصرہ:

روایت ''ضعیف'' اور ''منکر'' ہے۔

① روح بن صلاح جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 146/3)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ ضَعِيفًا فِي الْحَدِيثِ . ''حدیث میں ضعیف تھا۔''

(المُؤْتَلِف والمُختَلِف : 1377/3)

ابن ماکولا رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعَّفُوهُ . ''(جمہور) محدثین نے ''ضعیف'' کہا ہے۔''

(الإكمال : 15/5)

ابن یونس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رُوِيَتْ عَنْهُ مَنَاكِيرُ . ''اس سے منکر روایات بیان کی گئی ہیں۔''

(لسان الميزان لابن حجر : 467/2)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''ضعیف ومتروک'' راویوں میں ذکر کیا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمتروكين :282/1)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فِيهِ ضُعْفٌ . ''اس میں ضعف ہے۔'' (مَجمع الزّوائد : 257/9)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات :244/8) اور امام حاکم رحمہ اللہ (سوالات السجزی:98) کی توثیق تساہل پر محمول ہے۔

علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ (1252ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ عُلِمَ بِذٰلِكَ أَنَّ فِي سَنَدِهٖ رَوْح بْنَ صَلَاحٍ الْمِصْرِيَّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ ضَعَّفَهُ ابْنُ عَدِيٍّ، وَهُوَ دَاخِلٌ فِي الْقِسْمِ الْمُعْتَدِلِ مِنْ أَقْسَامِ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الرِّجَالِ، كَمَا فِي فَتْحِ الْمُغِيثِ لِلسَّخَاوِيِّ، وَلَا اعْتِدَادَ بِذِكْرِ ابْنِ حِبَّانَ لَهٗ فِي الثِّقَاتِ، فَإِنَّ قَاعِدَتَهٗ مَعْرُوفَةٌ مِّنَ الِاحْتِجَاجِ بِمَنْ لَّا يُعْرَفُ كَمَا فِي الْمِيزَانِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ، وَكَذٰلِكَ لَا اعْتِدَادَ بِتَوْثِيقِ الْحَاكِمِ وَتَصْحِيحِهٖ، فَإِنَّهٗ دَاخِلٌ فِي الْقِسْمِ الْمُتَسَمِّحِ.

''معلوم ہوا کہ اس کی سند میں رَوح بن صلاح مصری ہے جو کہ ضعیف ہے۔ اسے امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن عدی رحمہ اللہ کا شمار معتدل ائمہ جرح وتعدیل میں ہوتا ہے، جیسا کہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے فتح المغیث میں ذکر کیا ہے، ابن حبان رحمہ اللہ کا اسے ثقات میں ذکر کرنے کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ ان کا غیر معروف راویوں کی توثیق کا قاعدہ معروف ہے، جیسا کہ میزان الاعتدال کے حوالے سے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح امام حاکم رحمہ اللہ کی (منفرد) توثیق وتصحیح بھی قابل اعتبار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتی۔ان کا شمار متساہلین میں ہوتا ہے۔‘‘

(صِيانة الإنسان، ص 132)

② سفیان ثوری ’’مدلس‘‘ ہیں ’’عن‘‘ سے روایت کررہے ہیں۔

بھلا ’’منکر‘‘ اور ’’مدلس‘‘ روایات سے عقیدے کے مسائل ثابت کرنا اہل سنت والجماعت کا طریقہ ومسلک ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهٗ يُشْرَعُ التَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا بِالرَّجُلِ الصَّالِحِ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَلَا فِي مَغِيبِهٖ، وَلَا اسْتَحَبُّوا ذٰلِكَ فِي الِاسْتِسْقَاءِ وَلَا فِي الِاسْتِنْصَارِ وَلَا غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَدْعِيَةِ، وَالدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ، وَالْعِبَادَةُ مَبْنَاهَا عَلَى السُّنَّةِ وَالِاتِّبَاعِ، لَا عَلَى الْهَوٰى وَالِابْتِدَاعِ .

’’کسی ایک عالم نے بھی وفات کے بعد یا غیر موجودگی میں نبی اکرم ﷺ یا کسی نیک شخص کے وسیلے کو مشروع قرار نہیں دیا، نہ اہل علم نے بارش ونصرت طلبی وغیرہ کی دعاؤں میں ایسا مستحب سمجھا۔ دُعا عبادات کا مغز ہے اور عبادت کی اساس سنتِ رسول و اتباعِ شریعت پر ہوتی ہے، خواہشاتِ نفس اور بدعت پر نہیں۔‘‘

(مختصر الفتاوى المصرية، ص 196-197)

دلیل نمبر ㉑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام جو دعائیں پڑھتے تھے، ان میں یہ الفاظ بھی تھے:

أَسْأَلُكَ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ، بِكُلِّ حَقٍّ هُوَ لَكَ، وَبِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ، أَنْ تَقْبَلَنِي فِي هٰذِهِ الْغَدَاةِ، أَوْ فِي هَذِهِ الْعَشِيَّةِ، وَأَنْ تُجِيرَنِي مِنَ النَّارِ بِقُدْرَتِك .

''یا اللہ! میں تجھ سے تیرے چہرے کے اس نور کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس سے زمین و آسمان روشن ہو گئے ہیں۔ تیرے ہر حق کے واسطے سے سوال کرتا ہوں اور سوال کرنے والوں کا تجھ پر جو حق ہے، اس کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تو اس صبح یا اس شام میری دعا قبول فرما لے اور اپنی قدرت سے مجھے آگ سے بچا لے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 264/8، الدّعاء للطّبراني : 940/2)

تبصرہ :

سند باطل (جھوٹی) ہے۔

① ابوالمہند فضال بن جبیر ضعیف ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ، مُجْمَعٌ عَلٰى ضُعْفِهٖ .

''باتفاقِ محدثین کرام ضعیف ہے۔''(مَجمع الزّوائد : 117/10)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن عدی رحمہ اللہ اس کی بیان کردہ روایات کے بارے میں فرماتے ہیں:

لِفَضَالٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَدْرُ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ، كُلُّهَا غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ .

''فضال، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے تقریباً دس احادیث روایت کرتا ہے، یہ ساری کی ساری منکر ہیں۔''(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 21/6)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَا لَيْسَ مِنْ حَدِيثِهٖ، لَا يَحِلُّ الِاحْتِجَاجُ بِهٖ بِحَالٍ .

''یہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ایسی روایات بیان کرتا ہے، جو انہوں نے بیان نہیں کیں۔ اس سے کسی بھی صورت حجت پکڑنا جائز نہیں۔''

(كتاب المَجروحين : 304/2)

نیز فرماتے ہیں:

''فضال کی ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت جھوٹی ہوتی ہے۔''

(كتاب المَجروحين : 304/2)

فضال کی بیان کردہ مذکورہ روایت بھی چونکہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہے، لہٰذا اس کے جھوٹی اور باطل ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔

② ہشام بن ہشام کوفی کی توثیق نہیں ملی۔

دلیل نمبر ㉒

محمد بن سائب کلبی کہتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِجْتَمَعَ الطَّرْمَاحُ وَهِشَامٌ الْمُرَادِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحِمْيَرِيُّ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَأَخْرَجَ بَدْرَةً فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ شُعَرَاءِ الْعَرَبِ! قُولُوا قَوْلَكُمْ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَلَا تَقُولُوا إِلَّا الْحَقَّ، وَأَنَا نَفِيٌّ مِّنْ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ إِنْ أَعْطَيْتُ هٰذِهِ الْبَدْرَةَ إِلَّا مَنْ قَالَ الْحَقَّ فِي عَلِيٍّ، فَقَامَ الطَّرْمَاحُ، فَتَكَلَّمَ وَقَالَ فِي عَلِيٍّ وَّوَقَعَ فِيهِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اجْلِسْ، فَقَدْ عَرَفَ اللّٰهُ نِيَّتَكَ وَرَآى مَكَانَكَ، ثُمَّ قَامَ هِشَامٌ الْمُرَادِيُّ، فَقَالَ أَيْضًا وَّوَقَعَ فِيهِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اجْلِسْ مَعَ صَاحِبِكَ، فَقَدْ عَرَفَ اللّٰهُ مَكَانَكُمَا، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْحِمْيَرِيِّ، وَكَانَ خَاصًّا بِهٖ: تَكَلَّمْ وَلَا تَقُلْ إِلَّا الْحَقَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ! قَدْ آلَيْتَ، اَلَّا تُعْطِيَ هٰذِهِ الْبَدْرَةَ إِلَّا قَائِلَ الْحَقِّ فِي عَلِيٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَنَا نَفِيٌّ مِّنْ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ إِنْ أَعْطَيتُهَا مِنْهُمْ إِلَّا مَنْ قَالَ الْحَقَّ فِي عَلِيٍّ، فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَتَكَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: بِحَقِّ مُحَمَّدٍ، قُولُوا بِحَقٍّ، فَإِنَّ الْإِفْكَ مِنْ شِيَمِ اللِّئَامِ.

”طرماح، ہشام مرادی اور محمد بن عبد اللہ حمیری، سیدنا معاویہ بن ابی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس جمع ہوئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہیرے جواہرات کی ایک تھیلی نکال کر ان کے سامنے رکھ دی، پھر کہا: اے شعرائے عرب! تم سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں حق پر مبنی اشعار کہو۔ میں اپنے باپ صخر بن حرب کا بیٹا نہیں، اگر یہ تھیلی اسے نہ دوں، جو تم میں سے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حق بات کہے گا۔ طرماح کھڑا ہوا اور اشعار میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی توہین کی، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، اللہ تمہاری نیت اور حیثیت کو جانتا ہے۔ پھر ہشام مرادی کھڑا ہوا، اس نے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گستاخی میں اشعار کہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم بھی اپنے ساتھی کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ اللہ تم دونوں کی حیثیت جانتا ہے۔ پھر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن عبد اللہ حمیری سے، جو ان کے خاص آدمی تھے، کہا: بولو اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف حق کہو۔ پھر فرمایا: معاویہ! کیا آپ نے قسم اٹھائی ہے کہ آپ یہ تھیلی صرف اسی کو دیں گے، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حق گوئی کرے گا؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں اپنے باپ صخر بن حرب کا بیٹا نہیں، اگر میں یہ تھیلی اسے نہ دوں، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حق بات کہے۔ محمد بن عبد اللہ کھڑا ہوا اور اشعار پڑھے، پھر کہا: محمد کے واسطے، تم حق کہو، کیونکہ جھوٹ بولنا تو کمینوں کی عادت ہے۔“

(بِحار الأنوار لمُلّا الباقر المجلسي الرّافضي: 259/33)

تبصرہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ ہے۔

① محمد بن سائب کلبی کے بارے میں امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلٰی تَرْكِ حَدِيثِهٖ، لَا يُشْتَغَلُ بِهٖ، هُوَ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ .

''اہل علم کا اس کی حدیث کو ترک کرنے پر اجماع ہے۔اس کی حدیث کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔اس کی بیان کردہ حدیث کا اعتبار نہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 271/7)

قرہ بن خالد سدوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانُوا يَرَوْنَ الْكَلْبِيَّ يَزْرُفُ، يَعنِي يَكْذِبُ .

''محدثین کہتے تھے کہ کلبی جھوٹ بولتا ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 271/7، وسندهٗ حسنٌ)

سلیمان بن طرخان تیمی نے ''کذاب'' قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 270/7، وسندهٗ حسنٌ)

② اس کے بیٹے ہشام بن محمد کلبی کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تَرَكُوهُ، وَهُوَ أَخْبَارِيٌّ .

''محدثین نے اسے چھوڑ دیا تھا، یہ مؤرخ تھا۔'' (المُغني في الضّعفاء : 711/2)

③ محمد بن زکریا بن دینار غلابی کے بارے امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيثَ . ''یہ اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیتا تھا۔''

(سؤالات الحاكم : 206)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تُكُلِّمَ فِيهِ . ''اس پر جرح ہے۔'' (ميزان الاعتدال للذهبي : 550/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 166/3، ت : عمار بن عمر)

''متہم بالکذب'' بھی کہا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 325/1، ت : بشر بن مهران)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ صَاحِبَ حِكَايَاتٍ وَّأَخْبَارٍ، يُعْتَبَرُ حَدِيثُهُ إِذَا رَوٰى عَنِ الثِّقَاتِ، لِأَنَّهُ فِي رِوَايَتِهٖ عَنِ الْمَجَاهِيلِ بَعْضُ الْمَنَاكِيرِ .

''یہ حکایات اور قصے کہانیاں بیان کرتا ہے۔اس کی حدیث اس وقت معتبر ہوتی ہے، جب وہ ثقہ راویوں سے بیان کرے، کیونکہ اس کی مجہول راویوں سے بیان کردہ روایات میں بعض مناکیر ہیں۔''

(الثّقات : 154/9)

④ عبداللہ بن ضحاک مرادی نامعلوم و مجہول ہے، لہٰذا اس روایت پر جرح مفسر ہوگئی ہے۔

اس میں مزید خرابیاں بھی ہیں۔ یہ جھوٹی روایت ہے۔

دلیل نمبر ㉓ :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تَوَسَّلُوا بِجَاهِي، فَإِنَّ جَاهِي عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمٌ .

’’میرے مقام ومرتبے کے وسیلے سے دعا کیا کریں، اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا مقام بہت بلند ہے۔‘‘

یہ الفاظ بھی ہیں:

إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوهُ بِجَاهِي، فَإِنَّ جَاهِي عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمٌ .

’’اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں، تو میرے مقام کے وسیلے سے مانگا کریں، میرا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند ہے۔‘‘

تبصرہ :

بے اصل و بے ثبوت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

رَوٰى بَعْضُ الْجُهَّالِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ : إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوهُ بِجَاهِي، فَإِنَّ جَاهِي عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمٌ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ كَذِبٌ، لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِّنْ كُتُبِ الْمُسْلِمِينَ الَّتِي يَعْتَمِدُ عَلَيْهَا أَهْلُ الْحَدِيثِ، وَلَا ذَكَرَهٗ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ، مَعَ أَنَّ جَاهَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى أَعْظَمُ مِنْ جَاهِ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ .

’’بعض جاہل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب یہ روایت بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں، تو میرے مقام و مرتبہ کے وسیلے سے مانگا کریں، میرا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند ہے۔'' یہ روایت جھوٹی ہے۔ مسلمانوں کی کسی کتاب میں اس کا وجود نہیں، جس پر محدثین اعتماد کرتے تھے۔ محدثین میں سے کسی نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا۔ یہ تو برحق ہے کہ آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام انبیا و رسل سے بڑھ کر ہے، (لیکن اس مقام و مرتبے کو وسیلہ بنانا مشروع نہیں)۔''

(قاعدة جليلة في التوسّل والوسيلة، ص 252)

علامہ آلوسی صاحب (۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَلَا هُوَ شَيْءٌ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ.

''اس روایت کو اہل علم میں سے کسی نے روایت نہیں کیا، کتب حدیث میں اس کا وجود نہیں۔''

(تفسير الألوسي: 296/3)

علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ (1326ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَلَا هُوَ فِي شَيْءٍ مِّنْ كُتُبِ الْحَدِيثِ.

''اسے اہل علم نے روایت نہیں کیا، نہ ہی کتب حدیث میں اس کا وجود ہے۔''

(صِيانة الإنسان، ص 188)

دلیل نمبر ۲۴

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ قرآنِ کریم سیکھتے تھے، لیکن جلدی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

بھول جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ دُعا سکھائی:

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيِّكَ، وَإِبْرَاهِيمَ خَلِيلِكَ، وَمُوسٰى نَجِيِّكَ، وَعِيسٰى رُوحِكَ وَكَلِمَتِكَ، وِبِتَوْرَاةِ مُوسٰى، وَإِنْجِيلِ عِيسٰى، وَزَبُورِ دَاودَ، وَفُرْقَانِ مُحَمَّدٍ، وَبِكُلِّ وَحْيٍ أَوْحَيْتَهٗ، وَقَضَاءٍ قَضَيْتَهٗ .

”اللہ! میں تجھ سے ان سب کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ تیرے نبی محمد ﷺ، تیرے خلیل ابراہیم علیہ السلام، تیری ہم کلامی کا شرف حاصل کرنے والے موسیٰ علیہ السلام، تیری روح وکلمہ عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کی تورات، عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل، داود علیہ السلام کی زبور، محمد ﷺ کے قرآن، تیری ہر وحی اور تیری تمام قضا وقدر کے وسیلے سے۔“

(جامع الأصول لابن الأثير : 302/4، ح : 2302، قاعدة جليلة لابن تيمية، ص 164-165، اللّآلي المَصنوعة للسّيوطي : 2/298-299)

تبصرہ:

جھوٹ کا پلندا ہے، جو عبدالملک بن ہارون نے ترتیب دیا ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ”کذاب“ ہے۔

(تاريخ ابن مَعين : 376/2)

علامہ جوزجانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

دَجَّالٌ كَذَّابٌ . ”بہت بڑا دھوکے باز اور سخت جھوٹا ہے۔“

(أحوال الرّجال، ص 68)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' قرار دیا ہے۔

(الضّعفاء الصّغير : 218)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''ضعیف الحدیث'' کہا ہے۔

(العِلَل ومَعرفة الرّجال : 2648)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ أَحَادِيثُ غَرَائِبُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ الصَّحَابَةِ، مِمَّا لَا يُتَابِعُهٗ عَلَيْهِ أَحَدٌ .

''اپنے باپ دادے کے واسطے سے صحابہ کرام سے منسوب منکر روایات بیان کرتا ہے۔ان روایات پر کوئی ثقہ اس کی موافقت نہیں کرتا۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 529/6)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَّضَعُ الْحَدِيثَ، لَا يَحِلُّ كِتَابَةُ حَدِيثِهٖ إِلَّا عَلٰى جِهَةِ الِاعْتِبَارِ .

''احادیث گھڑنے والوں میں سے تھا۔اس کی حدیث کو صرف جانچ پرکھ کے طور پر لکھنا جائز ہے۔''(كتاب المَجروحين : 133/2)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰى عَنْ أَبِيهِ أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً .

''اس نے اپنے باپ سے جھوٹی روایات بیان کی ہیں۔''

(المَدخل إلى كتاب الإكليل : 129)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن عراق کنانی رحمہ اللہ نے عبدالملک بن ہارون کو ''دجال'' کہا ہے۔

(تَنزيه الشّريعة المَرفوعة عن الأخبار الشّنيعة الموضوعة : 322/2)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عَبْدُ الْمَلِكِ دَجَّالٌ، مَّعَ مَا فِي السَّنَدِ مِنَ الْإِعْضَالِ.

''عبدالملک سخت جھوٹا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ سند سخت منقطع بھی ہے۔''

(اللّآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة : 299/2)

حافظ عراقی رحمہ اللہ (806ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مُنْقَطِعٌ بَيْنَ هَارُونَ وَأَبِي بَكْرٍ.

''اس روایت کی سند میں ہارون اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔''

(المُغني عن حمل الأسفار :374/1)

دلیل نمبر ㉕

عمر بن خطاب اور علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب آپ کو شیطان یا سلطان پریشان کرے،تو یہ دعا پڑھیں:

يَا مَنْ يَكْفِي مِنْ كُلِّ أَحَدٍ، وَلَا يَكْفِي مِنْهُ أَحَدٌ، يَا أَحَدَ مَنْ لَا أَحَدَ لَهٗ، يَا سَنَدَ مَنْ لَا سَنَدَ لَهٗ، انْقَطَعَ الرَّجَاءُ إِلَّا مِنْكَ، فُكَّنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ، وَأَعِنِّي عَلٰى مَا أَنَا عَلَيْهِ مِمَّا قَدْ نَزَلَ بِي بِجَاهِ وَجْهِكَ الْكَرِيمِ، وَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْكَ، آمِين.

''اے وہ ذات کہ جو سب سے کافی ہے،کوئی اس سے کافی نہیں ہو سکتا!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے اکیلے کہ جس کا کوئی شریک وسہیم نہیں! بے سہاروں کے سہارے! میرے امیدوں کا مرکز تیرے سوا کوئی نہیں، مجھے غم سے نجات عطا فرما، میرے حالات پر میری مدد فرما، تجھے تیرے عزت والے چہرے اور اس حق کا واسطہ، جو تجھ پر محمد کریم ﷺ کا ہے، آمین۔''

(الغَرائب المُلتقَطَة لابن حجر :703/1، الجامع الكبير للسّيوطي :65/1)

تبصرہ :

جھوٹی روایت ہے۔

① علی بن نصر بن عبدالعزیز رازی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

② ابوعبداللہ جرجانی کون ہے؟ معلوم نہیں۔

③ شقیق بن ابراہیم راوی معتبر نہیں۔

اس میں اور بھی خرابیاں ہیں۔

دلیل نمبر ㉖

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُّوعِيَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حِفْظَ الْقُرْآنِ وَحِفْظَ أَصْنَافِ الْعِلْمِ، فَلْيَكْتُبْ هٰذَا الدُّعَاءَ فِي إِنَاءٍ نَّظِيفٍ أَوْ فِي صَحْفَةِ قَوَارِيرَ بِعَسَلٍ وَّزَعْفَرَانٍ وَّمَاءِ مَطَرٍ، وَيَشْرَبُهُ عَلَى الرِّيقِ، وَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلْيَكُنْ إِفْطَارُه عَلَيْهِ، فَإِنَّهٗ يَحْفَظُهَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَيَدْعُو بِهٖ فِي أَدْبَارِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَوَاتِهِ الْمَكْتُوبَةِ : اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ مَسْئُولٌ لَّمْ يُسْأَلْ مِثْلُكَ وَلَا يُسْأَلُ، أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ رَّسُولِكَ وَنَبِيِّكَ، وَإِبْرَاهِيمَ خَلِيلِكَ وَصَفِيِّكَ، وَمُوسٰى كَلِيمِكَ وَنَجِيِّكَ، وَعِيسٰى كَلِمَتِكَ وَرُوحِكَ، وَأَسْأَلُكَ بِصُحُفِ إِبْرَاهِيمَ، وَتَوْرَاةِ مُوسٰى، وَزَبُورِ دَاوُدَ، وَإِنْجِيلِ عِيسٰى، وَفُرْقَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَسْأَلُكَ بِكُلِّ وَحْيٍ أَوْحَيْتَه، وَبِكُلِّ حَقٍّ قَضَيْتَه، وَبِكُلِّ سَائِلٍ أَعْطَيْتَهٗ .

''جو شخص قرآنِ کریم اور علومِ دینیہ کو یاد کرنا چاہے، وہ درجِ ذیل دُعا ایک صاف برتن یا چاندی کی پلیٹ میں شہد، زعفران اور بارش کے پانی سے لکھے۔ پھر تین دن اسے نہار منہ پیے۔ وہ فرض نمازوں کے بعد بھی اس دعا کو پڑھے۔ ان شاء اللہ! اسے سب کچھ یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے: یا اللہ! میں تجھ سے اس لیے سوال کرتا ہوں کہ تیرے جیسی کوئی ذات نہیں، جس سے مانگا گیا ہو یا مانگا جائے گا۔ میں تجھ سے تیرے نبی اور رسول محمد ﷺ کے وسیلے، تیرے خلیل اور دوست ابراہیم علیہ السلام کے واسطے، تیرے کلیم و نجی موسیٰ علیہ السلام کے طفیل، تیرے کلمے اور روح عیسیٰ علیہ السلام کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، نیز میں ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں ، موسیٰ علیہ السلام کی تورات، داود علیہ السلام کی زبور، عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل، محمد ﷺ کے قرآن، تیری ہر وحی، تیری تمام قضا وقدر اور ہر اس سائل کے وسیلے سے مانگتا ہوں، جسے تو نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عطا کیا ہے۔‘‘(الدّعاء للطّبراني : 1422/3، ح : 1334)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔اس کو گھڑنے والا موسیٰ بن عبدالرحمٰن صنعانی ہے۔

① امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَجَّالٌ يَّضَعُ الْحَدِيثَ، وَضَعَ عَلَى ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كِتَابًا فِي التَّفْسِيرِ .

’’یہ سخت جھوٹا ہے، احادیث اپنی طرف سے گھڑنا اس کا مشغلہ تھا، اس نے عطاءعن ابن عباس کی سند سے تفسیر کی ایک کتاب خود گھڑ کر امام ابن جریج سے منسوب کی تھی۔‘‘(كتاب المَجروحين : 242/2)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ’’منکر الحدیث‘‘ کہا ہے۔

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 349/6)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَالِكٌ . ’’سخت ضعیف ہے۔‘‘(المُغني في الضّعفاء : 6507)

تنبیہ ①

یہ روایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(الموضوعات لابن الجوزي : 131/3، اللآلي المصنوعة للسّيوطي : 298/2)

لیکن من گھڑت ہے۔

① اسے گھڑنے کا ارتکاب عمر بن صبح نے کیا ہے۔اسے امام دارقطنی رحمہ اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے متروک الحدیث اور امام ابو حاتم رازی (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم:6/117)
وامام ابن عدی (الکامل:5/24) نے ''منکر الحدیث'' قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَّضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى الثِّقَاتِ، لَا يَحِلُّ كِتَابَةُ حَدِيثِهٖ إِلَّا عَلٰى جِهَةِ التَّعَجُّبِ لِأَهْلِ الصَّنَاعَةِ فَقَطْ .

''ثقہ راویوں سے منسوب اپنی طرف سے احادیث گھڑتا تھا۔ اس کی حدیث کو صرف ماہرین فن ہی لکھ سکتے ہیں اور وہ بھی صرف بطور تعجب۔''

(كتاب المَجروحين : 2/88)

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

رَوٰى عَنْ قَتَادَةَ وَمُقَاتِلٍ الْمَوْضُوعَاتِ .

''اس نے قتادہ اور مقاتل کی طرف جھوٹی روایات منسوب کی ہیں۔''

(الضّعفاء :151)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰى عَنْ قَتَادَةَ وَمُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً .

''اس نے قتادہ اور مقاتل بن حیان کی طرف منسوب کر کے جھوٹی احادیث گھڑی ہوئی ہیں۔'' (المَدخل إلى الصّحيح : 113)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَّوْضُوعٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ، وَالْمُتَّهَمُ بِهٖ عُمَرُ بْنُ الصُّبْحِ .

''یہ حدیث رسولِ اکرم ﷺ کی طرف جھوٹی منسوب کی گئی ہے اور یہ کارروائی عمر بن صبح کی ہے۔'' (الموضوعات : 831/3)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَوْضُوعٌ، وَاتُّهِمَ بِهٖ عُمَرُ بْنُ صُبحٍ .

''یہ من گھڑت روایت عمر بن صبح کی گھڑنت ہے۔''

(اللّآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة : 298/2)

② یزید بن عمر بن عبد العزیز کی توثیق بھی نہیں مل سکی۔

تنبیہ ②

یہ روایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔

(الجامع لأخلاق الرّاوي وآداب السّامع للخطيب : 261/2، ت : 1793، أخبار لحفظ القرآن الكريم لابن عساكر : 3)

لیکن سند سخت ''ضعیف'' ہے۔ موسیٰ بن ابراہیم مروزی ''متروک'' ہے۔

اسے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(تاريخ بغداد للخطيب البغدادي : 40/13، وسندهٗ حسنٌ)

امام عُقَیلی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔ (الضّعفاء الكبير : 166/4)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کے بارے میں فرمایا ہے:

مِنْ بَلَايَاهُ . ''یہ موسیٰ بن ابراہیم کی ایک گھڑنت ہے۔''

(ميزان الاعتدال : 199/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے ''کذاب'' قرار دیا ہے۔

(اللّآلي المصنوعة : 298/2)

اس کی توثیق ثابت نہیں۔

دلیل نمبر ۲۷

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ دَاوُدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَسْأَلُكَ بِحَقِّ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ، فَقَالَ : أَمَّا إِبْرَاهِيمُ، فَأُلْقِيَ فِي النَّارِ فَصَبَرَ مِنْ أَجْلِي، وَتِلْكَ بَلِيَّةٌ لَمْ تَنَلْكَ، وَأَمَّا إِسْحَاقُ، فَبَذَلَ نَفْسَهُ لِلذَّبْحِ فَصَبَرَ مِنْ أَجْلِي، وَتِلْكَ بَلِيَّةٌ لَمْ تَنَلْكَ، وَأَمَّا يَعْقُوبُ، فَغَابَ يُوسُفُ عَنْهُ، وَتِلْكَ بَلِيَّةٌ لَمْ تَنَلْكَ .

''داود علیہ السلام نے کہا: اللہ! میں تجھ سے اپنے آبا واجداد، یعنی ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہ السلام کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا، تو انہوں نے میری خاطر صبر کیا اور آزمائش سے تم دو چار نہیں ہوئے، اسحاق نے اپنے آپ کو ذبح کے لیے پیش کر دیا اور میری خاطر صبر کیا اور یہ مصیبت تجھے نہیں پہنچی۔ یعقوب سے ان کے فرزند یوسف گم ہو گئے۔ اس تکلیف سے تم نہیں گزرے۔''

(مسند البزّار : 1307)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ:

اس روایت میں اسماعیل علیہ السلام کی بجائے اسحاق علیہ السلام کو ذبیح قرار دیا گیا ہے، جبکہ قرآن وسنت کی روشنی میں مسلمان سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح قرار دیتے ہیں۔ یہ تو تھی متن کی بات، رہی اس روایت کی سند، تو کئی وجوہ سے سخت ''ضعیف'' ہے۔

① ابوسعید حسن بن دینار ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيءٍ . ''بالکل قابل اعتبار نہیں۔''

(تاريخ ابن مَعين برواية الدّوري : 4157)

امام ابوخیثمہ رحمہ اللہ نے ''ضعیف الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 12/3، وسندهٗ صحيحٌ)

امام فلاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَنَّهٗ لَا يُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ دِينَارٍ .

''محدثین کا اتفاق ہے کہ حسن بن دینار سے کوئی روایت قبول نہ کی جائے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 12/3، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، كَذَّابٌ، وَتَرَكَ أَبُو زُرْعَةَ حَدِيثَ الْحَسَنِ بْنِ دِينَارٍ .

''متروک الحدیث اور سخت جھوٹا ہے۔ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے حسن بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینار کی حدیث ترک کر دی تھی۔''(الجرح والتّعديل : 12/3)

امام دار قطنی رحمہ اللہ ''متروک الحدیث'' قرار دیتے ہیں۔

(سنن الدّارقطني :162/1)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَرَكَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَوَكِيعٌ، وَأَمَّا أَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ وَيَحيَى بْنُ مَعِينٍ فَكَانَا يُكَذِّبَانِهِ .

''امام عبداللہ بن مبارک اور امام وکیع رحمہما اللہ نے اسے ترک کر دیا تھا، جبکہ امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین رحمہما اللہ نے جھوٹا قرار دیا ہے۔''

(كتاب المَجروحين :226/1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ إِلَى الضُّعْفِ أَقْرَبُ مِنْهُ إِلَى الصِّدْقِ .

''سچائی کی بہ نسبت کمزوری کے زیادہ قریب تھا۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 303/2)

امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ .

''یہ حدیث میں قوی نہیں۔''(مسند البزّار : 1307)

اس کے علاوہ بھی حسن بن دینار پر بہت سی جروح ثابت ہیں۔

② علی بن زید بن جدعان جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ہیثمی (مجمع الزوائد: 209/8)، علامہ بوصیری (مصباح الزجاجۃ: 84)، حافظ عراقی (طرح التثریب: 7712)، حافظ ابن ملقن (البدر المنیر: 434/4) اور علامہ بقاعی رحمہ اللہ (نظم الدرر: 525/4) نے جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' کہا ہے۔

③ امام حسن بصری رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں ملی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ سَنَدُه، فَفِي إِسْنَادِهٖ ضَعِيفَانِ، وَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ دِينَارٍ الْبَصْرِيُّ مَتْرُوكٌ، وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

''اس روایت کی سند صحیح نہیں، کیونکہ اس میں دو راوی ضعیف ہیں۔ ایک حسن بن دینار بصری ہے، جو متروک الحدیث ہے اور دوسرا علی بن زید بن جدعان ہے، جو منکر الحدیث ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر: 355/5)

تنبیہ ①

احنف بن قیس رحمہ اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ داود علیہ السلام نے فریاد کی:

أَىْ رَبِّ! إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَسْأَلُونَكَ بِإِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ، فَاجْعَلْنِي يَا رَبِّ لَهُمْ رَابِعًا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ يَّا دَاوُدُ! إِنَّ إِبْرَاهِيمَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ فِي سَبَبِي فَصَبَرَ، وَتِلْكَ بَلِيَّةٌ لَّمْ تَنَلْكَ، وَإِنَّ إِسْحَاقَ بَذَلَ نَفْسَهٗ لِيُذْبَحَ فَصَبَرَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مِنْ أَجْلِي، فَتِلْكَ بَلِيَّةٌ لَّمْ تَنَلْكَ، وَإِنَّ يَعْقُوبَ أَخَذْتُ حَبِيبَهٗ حَتّٰى ابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ فَصَبَرَ، وَتِلْكَ بَلِيَّةٌ لَّمْ تَنَلْكَ .

''میرے رب! بنی اسرائیل تجھ سے ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کے وسیلے سے مانگتے ہیں۔تو مجھے بھی ان تینوں کے ساتھ شامل کر دے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: داود! ابراہیم تو آگ میں ڈالے گئے تھے اور انہوں نے میری خاطر صبر کیا تھا، یہ آزمائش تجھے تو نہیں پہنچی، اسحٰق نے اپنے آپ کو ذبح ہونے کے لیے پیش کر دیا تھا اور اس پر ڈٹ گئے، یہ آزمائش آپ سے تو نہیں ہوئی، یعقوب کا محبوب (بیٹا یوسف) میں نے چھین لیا تھا، حتی کہ غم میں ان کی آنکھیں رو رو کر سفید ہو گئی تھیں، انہوں نے صبر کیا، یہ آزمائش تیرے پاس تو نہیں آئی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :554/11)

سند ''ضعیف'' ہے:

① مرسل ہے، احنف بن قیس تابعی بلا واسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں۔

② علی بن زید بن جدعان کے بارے میں مفصل بحث ابھی گزری ہے۔

③ امام حسن بصری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مُرْسَلٌ، وَفِيهِ نَكَارَةٌ، بِأَنَّ الصَّحِيحَ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ هُوَ الذَّبِيحُ، وَلٰكِنْ عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ لَهٗ مَنَاكِيرُ وَغَرَائِبُ كَثِيرَةٌ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مرسل ہونے کے ساتھ ساتھ منکر بھی ہے، کیونکہ ذبیح سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہی تھے۔ علی بن زید بن جدعان اس طرح کی منکر اور عجیب وغریب روایات بیان کرتا رہتا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 599/3)

تنبیہ ②

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ دَاوُدُ : رَبِّ! أَسْمَعُ النَّاسَ يَقُولُونَ : رَبَّ إِسْحَاقَ، قَالَ : إِنَّ إِسْحَاقَ جَادَ لِي بِنَفْسِهٖ .

''اللہ کے نبی داود علیہ السلام نے عرض کیا: میرے رب! کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں کہ اے اسحق کے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسحق نے میری خاطر اپنی جان پیش کر دی تھی۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 556/2)

سند ضعیف ہے۔

① علی بن زید بن جدعان ''ضعیف'' ہے۔

② حسن بصری ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

لہٰذا امام حاکم رحمہ اللہ کا اسے ''صحیح'' کہنا درست نہیں۔

تنبیہ ③

مبارک بن فضالہ اسے حسن بصری رحمہ اللہ سے مرفوعاً اور موقوفاً بیان کرتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(مسند البزّار : 1308)

لیکن سند ''ضعیف'' ہے۔

① مبارک بن فضالہ اگرچہ جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ثقہ'' ہیں، جیسا کہ حافظ بوصیری لکھتے ہیں:

وَثَّقَهُ الْجُمْهُورُ . ''جمہور نے ثقہ کہا ہے۔''(زوائد ابن ماجه : 520)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَلْأَكْثَرُ عَلٰى تَوْثِيقِهٖ . ''اکثر محدثین ثقہ کہتے ہیں۔''

(مجمع الزّوائد :54/1)

مگر یہ ''مدلس'' تھے،

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ، يُدَلِّسُ وَيُسَوِّي .

''ہیں تو سچے، لیکن تدلیس کرتے ہیں اور وہ بھی تدلیس تسویہ (تدلیس کی سب سے سخت قسم)۔''(تقریب التّهذيب :6464)

سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا سند ''ضعیف'' ہے۔

یاد رہے کہ مبارک بن فضالہ سے تدلیس تسویہ کا ارتکاب ثابت نہیں۔

② حسن بصری رحمہ اللہ کی تدلیس ہے۔

③ اس میں وسیلہ بالذات والاموات کا کوئی ثبوت نہیں۔

دلیل نمبر ۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ حذاء کا بیان ہے:

قَالَ يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِصَلَاحِ آبَائِي؛ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِكَ، وَإِسْحَاقَ ذَبِيحِكَ، وَيَعْقُوبَ إِسْرَائِيلِكَ .

''یوسف علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! میں تیرے دربار میں اپنے آبا واجداد ابراہیم خلیل، اسحاق ذبیح اور یعقوب اسرائیل کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم : 9/10)

تبصرہ:

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① حسین بن عبداللہ بن شاکر سمرقندی کو دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(سؤالات الحاكم : 89)

البتہ ابوسعد ادریسی نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے، لیکن ہمارا رجحان امام دارقطنی رحمہ اللہ کے قول کی طرف ہے، کیونکہ ادریسی متاخر ہیں۔

② قصہ گو عبداللہ حذاء کون ہے؟ اس کے حالاتِ زندگی اور توثیق معلوم نہیں، نیز عبداللہ حذاء کا سیدنا یوسف علیہ السلام سے کیا واسطہ تھا؟

دلیل نمبر ۲۹

امام اصمعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

وَقَفَ أَعْرَابِيٌّ مُّقَابِلَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ : اللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا حَبِيبُكَ، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَالشَّيْطَانُ عَدُوُّكَ، فَإِنْ غَفَرْتَ لِي سُرَّ حَبِيبُكَ، وَفَازَ عَبْدُكَ، وَغَضِبَ عَدُوُّكَ، وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لِي غَضِبَ حَبِيبُكَ، وَرَضِيَ عَدُوُّكَ، وَهَلَكَ عَبْدُكَ، وَأَنْتَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ تُغْضِبَ حَبِيبَكَ، وَتُرْضِيَ عَدُوَّكَ، وَتُهْلِكَ عَبْدَكَ، اللّٰهُمّ! إِنَّ الْعَرَبَ الْكِرَامَ إِذَا مَاتَ فِيهِمْ سَيِّدٌ أَعْتَقُوا عَلٰى قَبْرِهٖ، وَإِنَّ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ، فَأَعْتِقْنِي عَلٰى قَبْرِهٖ، قَالَ الْأَصْمَعِيُّ : فَقُلْتُ : يَا أَخَا الْعَرَبِ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ، وَأَعْتَقَكَ بِحُسْنِ هٰذَا السُّوَالِ .

''ایک بدوی نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا: یا اللہ! یہ تیرا حبیب ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور شیطان تیرا دشمن ہے۔اگر تُو مجھے معاف فرما دے،تو تیرا حبیب راضی ہو جائے گا، تیرا بندہ کامیاب ہو جائے گا اور تیرا دشمن غصے میں آئے گا۔اگر تُو نے مجھے معاف نہ کیا،تو تیرا حبیب غصے میں آئے گا، تیرا دشمن راضی ہو جائے گا اور تیرا بندہ ہلاک ہو جائے گا۔تُو اس بات سے بلند ہے کہ اپنے حبیب کو غصہ دلائے، اپنے دشمن کو راضی کرے اور اپنے بندے کو ہلاک کرے۔اللہ! معزز عربوں کی یہ عادت ہے کہ جب ان میں سے کوئی سردار فوت ہو جاتا ہے،تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کرتے ہیں۔یہ جہانوں کے سردار ہیں،لہٰذا ان کی قبر پر مجھے آزاد کر دے۔اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے اس بدوی سے کہا: اے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عربی! تیرے اندازِ سوال کی بنا پر تجھے معاف اور آزاد کر دیا گیا ہے۔"

(وَفاء الوَفاء بأخبار دار المصطفٰی للسَمهودي : 4/214)

تبصرہ :

سفید جھوٹ ہے۔ امام اصمعی رحمہ اللہ تک سند مذکور نہیں۔ بعض امتیوں سے منقول بے سروپا روایات دین نہیں بن سکتیں۔

دلیل نمبر ۳۰

اصمعی رحمہ اللہ کے دادا کا بیان ہے:

إِنَّ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ غَزَا بِلَادَ الرُّوْمِ فَمَاتَ بِالْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ فَقُبِرَ مَعَ سُوْرِ الْمَدِيْنَةِ وَبُنِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَصْبَحُوْا أَشْرَفَ عَلَيْهِمُ الرُّوْمُ فَقَالُوْا : يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ قَدْ كَانَ لَكُمُ اللَّيْلَةَ شَأْنٌ فَقَالُوا : مَاتَ رَجُلٌ مِنْ أَكَابِرِ أَصْحَابِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللّٰهُ لَئِنْ نُبِشَ لَأُضْرِبَ بِنَاقُوْسٍ فِي بِلَادِ الْعَرَبِ فَكَانَ الرُّوْمُ إِذَا أُمْحِلُوْا كَشَفُوْا عَنْ قَبْرِهِ فَأُمْطِرُوْا .

"سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جن کا نام زید بن خالد تھا، کسی رومی شہر کے جہاد میں شریک ہوئے، قسطنطنیہ میں فوت ہوئے، شہر کی فصیل کے ساتھ ہی ان کی قبر بنا دی گئی، نیز اس پر عمارت بنا لی گئی، صبح رومی مسلمانوں کے پاس آ کر کہنے لگے: عربوں کی جماعت! ایسا لگتا ہے کہ رات تمہارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے؟ مسلمانوں نے کہا: ہاں! آج رات ہمارے نبی کریم ﷺ کے کبار صحابہ کرام میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا ہے، اللہ کی قسم! اب اگر ان کی قبر کو کھولا گیا، تو عرب شہروں میں دوبارہ جنگ کا نقارہ بج اُٹھے گا، چنانچہ جب بھی رومی قحط سالی کا شکار ہوتے، وہ ان کی قبر کو کھولتے تو ان پر بارش برس پڑتی۔''

(المَجالسة وجَواهر العلم للدّينوري : 1257، تاريخ ابن عَساكر : 61/16)

تبصرہ:

جھوٹ کا پلندا ہے۔

① امام اصمعی رحمہ اللہ کا دادا عبدالملک بن علی بن اصمع نامعلوم ہے۔

② امام اصمعی رحمہ اللہ کا والد قریب بن عبدالملک مجہول الحال ہے۔

حافظ ازدی رحمہ اللہ (ضعیف) نے اسے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(ميزان الاعتدال للذّهبي : 389/3)

③ احمد بن علی مقری کا تعین اور تعارف وتوثیق درکار ہے۔

④ حسن بن اسماعیل بن محمد ضراب کو دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(لسان الميزان لابن حجر :2831)

⑤ اس میں ایک اور علت بھی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

يُذْكَرُ أَنَّ قَبْرَ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ كَذٰلِكَ، وَلَا قُدْوَةَ بِهِمْ، فَقَدْ كَانَ مِنْ قُبُوْرِ أَصْحَابِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَمْصَارِ عَدَدٌ كَثِيْرٌ، وَعِنْدَهُمُ التَّابِعُوْنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ، وَمَا اسْتَغَاثُوا عِنْدَ قَبْرِ صَاحِبٍ قَطُّ، وَلَا اسْتَسْقَوْا عِنْدَ قَبْرِهٖ وَلَا بِهٖ، وَلَا اسْتَنْصَرُوْا عِنْدَهٗ وَلَا بِهٖ، وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ أَنَّ مِثْلَ هٰذَا مِمَّا تَتَوَفَّرَ الْهِمَمُ وَالدَّوَاعِيُّ عَلٰى نَقْلِهٖ، بَلْ عَلٰى نَقْلِ مَا هُوَ دُوْنَهٗ عِنْدَ الْقُبُوْرِ، وَلَا يَتَحَرَّوْنَ الدُّعَاءَ عِنْدَهَا أَصْلًا، بَلْ كَانُوا يَنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ يَفْعَلُهٗ مِنْ جُهَّالِهِمْ.

”ابوایوب رضی اللہ عنہ کی قبر کے متعلق جو اہل قسطنطنیہ کا عمل ذکر کیا جاتا ہے، وہ اقتدا کے لائق نہیں، کیونکہ تابعین اور ان کے بعد والے ائمہ کرام کی موجودگی میں بہت سارے شہروں میں صحابہ کرام کی قبریں موجود تھی، لیکن انہوں نے کبھی کسی صاحب قبر کے پاس فریادرسی نہیں کی، نہ ہی ان کی قبروں کے پاس اور ان کے وسیلے بارش اور مدد طلب کی، حالانکہ واضح ہے کہ ان کے پاس ایسی چیزیں نقل کرنے کے اسباب ووسائل وافر موجود تھے، بلکہ انہوں نے تو قبروں کے پاس ان سے چھوٹے اعمال کو نقل کیا ہے،لہٰذا انہوں نے کبھی بھی قبر کے پاس دُعا کا قصد نہیں کیا، بلکہ وہ تو ان کاموں سے روکتے تھے، جو جاہل کرتے پھر رہے ہیں۔“

(اقتضاء الصّراط المستقيم :339/1)

دلیل نمبر ۳۱

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مجاہد بن جبر رحمہ اللہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں:

كَانُوْا إِذَا قُحِطُوْا كَشَفُوْا عَنْ قَبْرِهٖ فَمُطِرُوا .

''رومی قحط سالی کا شکار ہوتے، تو وہ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی قبر کھولتے، ان پر بارش برسا دی جاتی۔''

(مُعجم الصّحابة للبَغَوي : 222/2)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ضعیف اور متروک ہے۔

② اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ ضعیف ہے۔

(التّقريب لابن حجر : 390)

دلیل نمبر ۳۲

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَلَغَنِي عَنْ قَبْرِ أَبِي أَيُّوْبَ أَنَّ الرُّوْمَ يَسْتَصْحُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَسْقَوْنَ .

''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رومی ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر کے وسیلے صحت اور بارش طلب کرتے ہیں۔''

(الاستيعاب لابن عبد البر : 1606/4)

تبصرہ:

مالک رحمہ اللہ کو یہ بات کس نے پہنچائی؟ معلوم نہیں، لہٰذا یہ قول ناقابل التفات ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

دلیل نمبر ۳۲

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَبْرُ أَبِي أَيُّوبَ قُرْبَ سُوْرِهَا مَعْلُوْمٌ إِلَى الْيَوْمِ مُعَظَّمٌ يُسْتَسْقَوْنَ بِهٖ فَيُسْقَوْنَ.

”سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی قبر (قسطنطنیہ) شہر کی فصیل کے قریب ہے، آج تک وہیں موجود ہے، اس کی تعظیم کی جاتی ہے، اس کے وسیلہ سے بارش طلب کی جائے، تو بارش برستی ہے۔“

(الاستيعاب في مَعرفة الأصحاب: 426/2)

تبصرہ:

اس پر کوئی دلیل نہیں کہ بارش کی دُعا اس قبر کی برکت سے قبول ہوئی، اتفاقاً ایسے ہوجاتا ہے، اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ قبر کی وجہ سے یا صاحب قبر کے سبب دُعا قبول ہوئی ہے۔

فائدہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اَلدُّعَاءُ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ، وَفِي سَائِرِ الْبِقَاعِ، لٰكِنْ سَبَبُ الْإِجَابَةِ حُضُورُ الدَّاعِي، وَخُشُوعُهٗ وَابْتِهَالُهٗ، وَبِلَا رَيْبٍ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ، وَفِي الْمَسْجِدِ، وَفِي السَّحَرِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، يَتَحَصَّلُ ذٰلِكَ لِلدَّاعِي كَثِيراً، وَكُلُّ مُضْطَرٍّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَدُعَاؤُهٗ مُجَابٌ .

''انبیا، اولیا کی قبروں اور باقی تمام مقدس مقامات پر دُعا قبول ہو جاتی ہے، لیکن قبولیت دُعا کا سبب دعا کرنے والے کا خشوع وگریہ وزاری ہوتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ مبارک مقامات، مسجد، سحری اور دیگر اوقات میں دعا کرنے والے کو بہت کچھ حاصل ہو جاتا ہے اور ہر پریشان حال کی دُعا قبول ہو جاتی ہے۔'' (سِيَر أعلام النّبلاء : 77/17)

دعا کی قبولیت کا سبب انبیا اور صلحا کی قبریں نہیں، بلکہ وہ خشوع وخضوع ہے، جو دعا کرنے والا اختیار کرتا ہے۔

اگر اولیا کی قبروں پر دعا قبول ہوتی، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور خیر القرون کے مسلمان ایسا ضرور کرتے، اگر وہ قبر نبی پر دُعا نہیں مانگتے تھے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قبورِ انبیا واولیا پر دعا کے قبول ہونے پر کوئی دلیل شرعی نہیں۔ عقائد واعمال میں سلف صالحین پر اکتفا کرنا چاہیے، باقی جن اہل علم نے یہ لکھا ہے کہ فلاں کی قبر سے تبرک وتوسل حاصل کیا جاتا ہے، تو یہ عام گمراہ یا جاہل عوام کی عادت کا ذکر ہے، جس پر کوئی دلیل نہیں، اگر بعض متأخرین اہل علم کا ایسا نظریہ ہو بھی ...... تو یہ حجت نہیں، کیونکہ یہ خیر القرون کے سلف صالحین کے مخالف ہے۔

دلیل نمبر ٣٤

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَقَفَ حَاتِمُ الْأَصَمُّ عَلٰی قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

: يَا رَبِّ، إِنَّا زُرْنَا قَبْرَ نَبِيِّكَ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِيْنَ، فَنُوْدِيَ : يَا هٰذَا مَا أَذِنَّا لَكَ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ حَبِيْبِنَا إِلَّا وَقَدْ قَبِلْنَاكَ فَارْجِعْ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ مِنَ الزُّوَّارِ مَغْفُوْرًا لَّكُمْ .

''حاتم اصم نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر کھڑے ہو کر کہا: اے رب! ہم تیرے نبی کی قبر کی زیارت کے لیے آئے ہیں، ہمیں نامراد نہ لوٹانا، آواز آئی: اے فلاں! ہم نے تمہیں اپنے حبیب کی قبر کی زیارت کی اجازت دی ہے، تو ہم نے اسے قبول بھی کر لیا ہے، تم اور تمہارے ساتھی پلٹ جاؤ، تمہاری بخشش کر دی گئی ہے۔''

(المَواهب اللَّدُنِيّة للقَسطلاني : 597/3)

تبصرہ:

اس کی سند معلوم نہ ہو سکی۔ بے سند روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔

دلیل نمبر ۳۵

عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب (80ھ) کہتے ہیں:

كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ عَلِيًّا شَيْئًا، فَامْتَنَعَ، قُلْتُ لَهٗ : بِحَقِّ جَعْفَرٍ، فَيُعْطِينِي .

''میں جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی چیز مانگتا اور وہ نہ دیتے، تو میں ان سے کہتا: جعفر کے واسطے! اس پر وہ مجھے دے دیتے۔''

(تاریخ ابن مَعین بروایة ابن محرز : 168/1، کتاب الولاة للکندي : 21،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المَعرفة والتّاريخ للفَسَوي (توضيح المشتبه : 1 / 230)، صحيح ابن السّكن (الإصابة لابن حجر : 237/1)، الاستيعاب لابن عبد البرّ : 244/1، تاريخ ابن عساكر : 389/56)

تبصرہ:

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔ مجالد بن سعید جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُجَالِدٌ، حَدِيثُهٗ عَنْ أَصْحَابِهٖ كَأَنَّهٗ حُلْمٌ .

''مجالد کی اپنے اصحاب سے روایت بے اصل ہوتی ہے۔''

(كتاب المَجروحين لابن حبان : 11/3، وسندهٗ حسنٌ)

نیز فرماتے ہیں:

حَدِيثُ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ كَأَنَّهٗ حُلْمٌ .

''مجالد کی شعبی سے روایت بے اصل ہوتی ہے۔''

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه : 750)

مذکورہ روایت بھی امام شعبی رحمہ اللہ سے ہے، لہٰذا جرح مفسر ہے اور روایت ''ضعیف'' ہے۔

نیز امام شافعی (المجروحین لابن حبان :11/3، وسندہ حسن)، حافظ ابن سعد (الطبقات الکبریٰ :349/6)، حافظ جوزجانی (احوال الرجال :126)، امام نسائی (کتاب الضعفاء والمتروکین، ص233)، (بعض علماء نے امام نسائی رحمہ اللہ سے اس کا ''ثقہ'' ہونا بھی ذکر کیا ہے، لیکن اس کا ثبوت نہیں ملا)، امام دارقطنی (کتاب الضعفاء

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والمتر وکین: 532)، امام یحییٰ بن معین (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 362/8، وسندہ صحیح)، امام یحییٰ بن سعید (ایضًا، وسندہ صحیح)، امام ابوحاتم رازی (ایضًا)، امام عبد الرحمٰن بن مہدی (الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: 421/6، وسندہ صحیح)، امام ابن عدی (ایضًا: 423/6) اور امام ترمذی رحمہم اللہ (السنن: 648) وغیرہ نے ''ضعیف'' اور غَیْرُ مُحْتَجٍّ بِہٖ کہا ہے۔

حافظ ابن عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ، وَقَدِ اخْتَلَطَ أَخِيرًا .

''جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے، آخری عمر میں سٹھیا گیا تھا۔''

(طَرح التّثريب في شرح التّقريب: 381/2)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد: 33/5، 190)

علامہ عینی حنفی کہتے ہیں:

مُجَالِدٌ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''مجالد کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(عُمدة القاري: 240/6، تحت الحديث: 934)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(نيل الأوطار: 205/3، وفي نسخة: 273/2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دوسرے یہ کہ بالفرض اسے صحیح مان لیا جائے، تو اس کا وہ معنی نہیں، جو بعض لوگوں نے سمجھ لیا ہے، یعنی اس سے مراد یہ نہیں کہ عبداللہ بن جعفر اپنے چچا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی قسم دیتے تھے، بلکہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ ظَنَّ أَنَّ هٰذَا مِنْ بَابِ الْإِقْسَامِ عَلَيْهِ بِجَعْفَرٍ، أَوْ مِنْ بَابِ قَوْلِهِمْ : أَسْأَلُكَ بِحَقِّ أَنْبِيَائِكَ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ، بَلْ جَعْفَرٌ هُوَ أَخُو عَلِيٍّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ هُوَ ابْنُهٗ، وَلَهٗ عَلَيْهِ حَقُّ الصِّلَةِ، فَصِلَةُ عَبْدِ اللّٰهِ صِلَةٌ لِّأَبِيهِ جَعْفَرٍ، كَمَا فِي الْحَدِيثِ : إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ أَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُّوَلِّيَ، وَقَوْلُهٗ : إِنَّ مِنْ بِرِّهِمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا الدُّعَاءُ لَهُمَا، وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ رَحِمِكَ الَّتِي لَا رَحِمَ لَكَ إِلَّا مِنْ قِبَلِهِمَا، وَلَوْ كَانَ هٰذَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي ظَنُّوهُ لَكَانَ سُؤَالُه لِعَلِيٍّ بِحَقِّ النَّبِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ وَنَحْوِهِمَا، أَوْلٰى مِنْ سُؤَالِهٖ بِحَقِّ جَعْفَرٍ، فَكَانَ عَلِيٌّ إِلٰى تَعْظِيمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَحَبَّتِهٖ وَإِجَابَةِ السَّائِلِ بِهٖ أَسْرَعَ مِنْهُ إِلٰى إِجَابَةِ السَّائِلِ بِغَيْرِهٖ، لٰكِنْ بَيْنَ الْمَعْنَيَيْنِ فَرْقٌ.

''بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے انہیں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی قسم دی ہے یا ان کا یہ فعل انبیائے کرام کے بحق مانگنے کے مترادف ہے، حالانکہ ایسا بالکل نہیں۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں اور عبداللہ ان کے بیٹے ہیں۔ ان کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر اپنے والد کی وجہ سے حق رشتہ داری تھا، جیسا کہ حدیث میں ہے: ''سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے والد کی وفات کے بعد اس کے تعلق داروں سے حسن سلوک کرے۔'' نیز فرمایا: ''والدین کے ساتھ نیکی کی ایک صورت یہ ہے کہ ان کے لیے دُعا کی جائے، ان کے لیے مغفرت طلب کی جائے، ان کی وفات کے بعد ان سے کیے گئے وعدے پورے کیے جائیں اور اپنے والدین کی طرف سے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے۔'' (سنن ابی داؤد: ۵۱۴۲، سنن ابن ماجہ: ۳۶۶۴، وصحیح ابن حبان (۴۱۸) والحاکم (۴/ ۱۵۴) ووافقہ الذہبی، وسندہ حسن) اگر اس سے مراد وہ وسیلہ یا واسطہ ہوتا، جو ان لوگوں نے سمجھا ہے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم خلیل علیہ السلام وغیرہ کے واسطے سے مانگنا بحق جعفر مانگنے سے زیادہ فائدہ مند ہوتا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تعظیم اور محبت کی وجہ سے سوالی کی مراد بحق جعفر مانگنے کی نسبت جلد پوری کر دیتے۔ لیکن ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم: 2/329-330)

دلیل نمبر ۳۶

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ عَجَبًا، كُنَّا بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ أَنَا، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَمُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ، فَقَالَ الْقَوْمُ بَعْدَ أَنْ فَرَغُوا مِنْ حَدِيثِهِمْ: لِيَقُمْ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ فَلْيَأْخُذْ بِالرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ، وَيَسْأَلِ اللّٰهَ حَاجَتَهُ، فَإِنَّهُ يُعْطَى مِنْ سَاعَتِهِ، قُمْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ! فَإِنَّكَ أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْهِجْرَةِ، فَقَامَ فَأَخَذَ بِالرُّكْنِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! إِنَّكَ عَظِيمٌ، تُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيمٍ، أَسْأَلُكَ بِحُرْمَةِ وَجْهِكَ، وَحُرْمَةِ عَرْشِكَ، وَحُرْمَةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَلَّا تُمِيتَنِي مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى تُوَلِّيَنِي الْحِجَازَ، وَيُسَلَّمَ عَلَيَّ بِالْخِلَافَةِ، وَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ، فَقَالُوا: قُمْ يَا مُصْعَبَ بْنَ الزُّبَيْرِ! فَقَامَ حَتّٰى أَخَذَ بِالرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! إِنَّكَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَإِلَيْكَ مَصِيرُ كُلِّ شَيْءٍ، أَسْأَلُكَ بِقُدْرَتِكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، أَلَّا تُمِيتَنِي مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى تُوَلِّيَنِي الْعِرَاقَ، وَتُزَوِّجَنِي سُكَيْنَةَ بِنْتَ الْحُسَيْنِ، وَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ، فَقَالُوا: قُمْ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ! فَقَامَ حَتّٰى أَخَذَ بِالرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السَّبْعِ، وَرَبَّ الْأَرَضِينَ ذَاتِ النَّبْتِ بَعْدَ الْقَفْرِ، أَسْأَلُكَ بِمَا سَأَلَكَ عِبَادُكَ الْمُطِيعُونَ لِأَمْرِكَ، وَأَسْأَلُكَ بِحُرْمَةِ وَجْهِكَ، وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّكَ عَلٰى جَمِيعِ خَلْقِكَ، وَبِحَقِّ الطَّائِفِينَ حَوْلَ بَيْتِكَ، أَلَّا تُمِيتَنِي مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى تُوَلِّيَنِي شَرْقَ الدُّنْيَا وَغَرْبَهَا، وَلَا يُنَازِعَنِي أَحَدٌ إِلَّا أَتَيْتُ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ، فَقَالُوا: قُمْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ! فَقَامَ حَتّٰى أَخَذَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! إِنَّكَ رَحْمٰنٌ رَّحِيمٌ، أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي سَبَقَتْ غَضَبَكَ، وَأَسْأَلُكَ بِقُدْرَتِكَ عَلٰى جَمِيعِ خَلْقِكَ، أَلَّا تُمِيتَنِي مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى تُوجِبَ لِيَ الْجَنَّةَ، قَالَ الشَّعْبِيُّ: فَمَا ذَهَبَتْ عَيْنَايَ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى رَأَيْتُ كُلَّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ قَدْ أُعْطِيَ مَا سَأَلَ، وَبُشِّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بِالْجَنَّةِ، وَزُيِّنَتْ لَهٗ.

”میرے ساتھ ایک بہت عجیب واقعہ پیش آیا۔ایک دن میں،سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما،سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ،مصعب بن زبیر اور عبدالملک بن مروان خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھے تھے۔سب لوگ اپنی باتوں سے فارغ ہوئے،تو کہنے لگے:ہر شخص کھڑا ہو اور رکنِ یمانی پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرے،اسی وقت اس کی دعا قبول ہوگی۔پھر کہنے لگے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن زبیر! آپ کھڑے ہوں، کیونکہ آپ ہجرت کے بعد سب سے پہلے پیدا ہونے مسلمان تھے، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور رکن یمانی پکڑ کر عرض کی: اللہ! تو بہت بڑا ہے، ہر بڑے معاملے میں تجھ ہی سے امید لگائی جاتی ہے۔ میں تجھ سے تیرے چہرے، تیرے عرش اور تیرے نبی کی حرمت کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اس وقت تک موت نہ دینا، جب تک میں حجاز کا حکمران نہ بن جاؤں اور مجھے خلیفہ نہ مان لیا جائے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ لوگوں نے کہا: مصعب بن زبیر! اب آپ جائیں۔ وہ گئے اور رکن یمانی پکڑ کر یوں عرض گزار ہوئے: اللہ! تو ہر چیز کا مالک ہے۔ ہر چیز تیری ہی طرف لوٹ کر جانے والی ہے۔ میں ہر چیز پر تیری قدرت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک موت نہ آئے، جب تک میں عراق کا حکمران نہ بن جاؤں اور سُکَینہ بنت حسین سے میری شادی نہ ہو جائے۔ وہ آئے اور بیٹھ گئے۔ پھر لوگوں نے عبدالملک بن مروان سے کہا۔ وہ کھڑے ہوئے اور رکن یمانی تھام کر کہا: اللہ! تو ساتوں آسمانوں اور ان ساتوں زمینوں کا مالک ہے، جو پہلے بنجر تھیں اور پھر سرسبز و شاداب ہو گئیں۔ میں تجھ سے اسی طرح سوال کرتا ہوں، جس طرح تیرے فرمانبردار بندوں نے سوال کیا تھا۔ میں تجھ سے تیرے چہرے کی حرمت کے وسیلے، تمام مخلوقات پر تیرے حق کے طفیل اور تیرے گھر کا طواف کرنے والے لوگوں کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موت نہ دینا، جب تک میں زمین کے مشرق و مغرب کا حکمران نہ بن جاؤں اور جو بھی مجھ سے مقابلہ کرے اس کا سر قلم کر دوں۔ وہ آئے اور بیٹھ گئے۔ لوگوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: وہ کھڑے ہوئے اور رکن یمانی پکڑ کر عرض کرنے لگے: میرے اللہ! تو رحمٰن و رحیم ہے۔ میں تیری اس رحمت کے طفیل سوال کرتا ہوں، جو تیرے غصے پر غالب ہے، نیز میں تمام مخلوق پر تیری قدرت کے طفیل مطالبہ کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک موت نہ آئے، جب تک تُو مجھ پر جنت واجب نہ کر دے۔ شعبی کہتے ہیں: میں نے مرنے سے پہلے ہر شخص کی دعا قبول ہوتے ہوئے دیکھ لی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی جنت کی بشارت دے دی گئی اور ان کے لیے جنت آراستہ کر دی گئی۔''

(مُجَابوا الدّعوة لابن أبي الدّنيا، ص 120-121، المُنتَظم لابن الجوزي : 134/6-135، تاریخ ابن عساکر :171/31)

تبصرہ:

موضوع اور من گھڑت ہے۔ اسے گھڑنے والا اسماعیل بن ابان غنوی ہے۔

① امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَتَبْنَا عَنْهُ ...... ثُمَّ حَدَّثَ أَحَادِيثَ ...... مَوْضُوعَةً ...... فَتَرَكْنَاهُ .

''ہم نے اس سے کچھ احادیث لکھی تھیں، پھر اس نے جھوٹی احادیث بیان کیں، تو ہم نے اسے ترک کر دیا۔''

(العِلَل ومعرفة الرّجال لأحمد برواية ابنه عبد اللّٰه : 211/3، ت : 4912)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(الكامل لابن عدي : 502/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''متروک الحدیث'' کہا ہے۔(كتاب الضّعفاء : 16)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، كَانَ كَذَّابًا .

''متروک الحدیث اور سخت جھوٹا تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 160/2)

امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے ''متروک الحدیث'' قرار دیا ہے۔(أَيْضًا)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔(سنن الدّارقطني : 329/1)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَضَعُ عَلَى الثِّقَاتِ .

''ثقہ راویوں سے منسوب کر کے روایات گھڑتا تھا۔''

(كتاب المَجروحين : 128/1)

علامہ جوزجانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ظَهَرَ مِنْهُ عَلَيَّ الْكَذِبُ . ''میں نے اس کا جھوٹ پکڑ لیا ہے۔''

(أحوال الرّجال : 84)

② سفیان ثوری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

دلیل نمبر ۳۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اذان سننے کے بعد یہ الفاظ کہے، تو روزِ قیامت اسے میری شفاعت نصیب ہوگی:

بِحَقِّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ، إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ.

''یا اللہ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے طفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما، جس کا تُو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بلاشبہ تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 4654، المُعجم الصّغير للطّبراني : 670، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 410/1، الدّعوات الكبير للبيهقي : 49، وسندهٗ صحيحٌ)

تبصرہ :

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (795ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا اللَّفْظُ لَا إِشْكَالَ فِيهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ جَعَلَ لِهٰذِهِ الدَّعْوَةِ وَلِلصَّلَاةِ حَقًّا كَتَبَهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ، وَلَا يُخْلِفُهٗ عَمَّنْ قَامَ بِهِمَا مِنْ عِبَادِهٖ، فَرَجَعَ الْأَمْرُ إِلَى السُّوَالِ بِصِفَاتِ اللّٰهِ وَكَلِمَاتِهٖ.

''ان الفاظ میں کوئی اشکال نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس دعوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نماز کے بدلے (اپنے نبی کی شفاعت عطا کرنے کا) حق اپنے اوپر لازم کیا ہے۔ جو شخص ان دونوں چیزوں کا اہتمام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنا وعدہ ضرور وفا کرتا ہے۔ یوں آخر کار معاملہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے کلمات (کے وسیلے) کا ہی ہے۔''

(فتح الباري لابن رجب : 271/5)

علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ (1326ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُرَادَ بِهٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ نَوْعُ الْأَذَانِ، لَا أَذَانُ مُؤَذِّنٍ مَّخْصُوصٍ، كَمَا أَنَّ الْمُرَادَ مُطْلَقُ الصَّلَاةِ، لَا صَلَاةُ مُصَلٍّ مُّعَيَّنٍ، فَغَايَةُ مَا يَثْبُتُ مِنْهُ التَّوَسُّلُ بِمُطْلَقِ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ مِنْ غَيْرِ إِضَافَتِهَا إِلٰى أَشْخَاصٍ مُعَيَّنِينَ، وَهُوَ بِمَعْزِلٍ عَنِ الْمَطْلُوبِ.

''اس دعوتِ کاملہ سے مراد نوعِ اذان ہے، کسی مخصوص مؤذّن کی اذان مراد نہیں۔ اسی طرح نماز سے یہاں مطلق نماز مراد ہے، کسی خاص نمازی کی نماز نہیں۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ اس حدیث سے ثابت ہو گا کہ معین اشخاص کی طرف نسبت کیے بغیر نیک اعمال کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور یہ صورت ان کے مقصود کے خلاف ہے۔''

(صِيانة الإنسان، ص 203)

دلیل نمبر ۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک ضعیف اور باطل روایت ہے:

إِنِّي لَأَتَبَرَّكُ بِأَبِي حَنِيفَةَ، وَأَجِيءُ إِلٰى قَبْرِهٖ فِي كُلِّ يَوْمٍ، يَعْنِي زَائِرًا، فَإِذَا عَرَضَتْ لِي حَاجَةٌ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَجِئْتُ إِلٰى قَبْرِهٖ، وَسَأَلْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى الْحَاجَةَ عِنْدَه، فَمَا تَبْعُدُ عَنِّي حَتّٰى تُقْضٰى.

''میں امام ابو حنیفہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر ہر روز زیارت کے لیے آتا ہوں۔ جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے، تو میں دو رکعتیں ادا کرتا ہوں اور ان کی قبر کی طرف جاتا ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کا سوال کرتا ہوں، جلد ہی وہ ضرورت پوری کردی جاتی ہے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 135/1)

تبصرہ:

جھوٹی اور باطل روایت ہے۔

عمر بن اسحاق بن ابراہیم کا کتبِ رجال میں ذکر نہیں۔

اس کے باوجود محمد زاہد کوثری صاحب نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(مقالات الکوثري: 380)

جس سند کے راوی کا کتبِ رجال میں ذکر ہی نہ ہو، وہ صحیح کیسے ہوسکتی ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) لکھتے ہیں:

''ایسی جھوٹی روایت ہے، جس کا جھوٹا ہونا ہر اس شخص کو معلوم ہو جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہے، جوفن روایت سے ادنیٰ معرفت رکھتا ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ جب بغداد تشریف لائے، تو وہاں قطعاً کوئی ایسی قبر موجود نہیں تھی، جس پر دعا کے لیے حاضر ہوا جاتا ہو۔ یہ چیز امام شافعی رحمہ اللہ کے دور میں معروف ہی نہیں تھی، امام شافعی رحمہ اللہ نے حجاز، یمن، شام، عراق اور مصر میں انبیائے کرام اور صحابہ وتابعین کی قبریں دیکھی تھیں۔ یہ ہستیاں تو امام شافعی اور تمام مسلمانوں کے ہاں امام ابوحنیفہ اوران جیسے دوسرے علما سے افضل تھیں۔ کیا وجہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے سوائے امام ابوحنیفہ کے کسی کی قبر پر دعا نہیں کی؟ پھر امام ابوحنیفہ کے وہ شاگرد، جنھوں نے ان کی صحبت پائی تھی، مثلاً ابو یوسف، محمد (بن حسن)، زفر اور حسن بن زیاد، نیز ان کے طبقے کے دوسرے لوگ امام ابوحنیفہ یا کسی اور کی قبر پر دعا نہیں کرتے تھے۔ پھر یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نیک لوگوں کی قبروں کی تعظیم مکروہ ہے، کیونکہ اس میں فتنے کا خدشہ ہے۔ اس طرح کی جھوٹی روایات وہ لوگ گھڑتے ہیں، جو علمی اور دینی اعتبار سے تنگدست ہوتے ہیں یا پھر ایسی روایات مجہول وغیر معروف لوگوں سے منقول ہوتی ہیں۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم، ص 165)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

''ہمارے استاذ (شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) قدس اللہ سرہ نے فرمایا: قبروں کے پاس بدعت پر مبنی امور کے کئی مراتب ہیں۔ سب سے بڑھ کر شریعت کے منافی مرتبہ یہ ہے کہ میت سے اپنی حاجت روائی کا سوال کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے اوراس سے مدد کی درخواست کی جائے، جیسا کہ بہت سے لوگ کرتے ہیں۔ یہ لوگ بت پرستوں جیسے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات شیطان ان کے سامنے کسی میت یا کسی غیر موجود شخص کی صورت میں آتا ہے اور بت پرستوں کے ساتھ بھی وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ مشرکوں، کافروں اوراہل کتاب کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے۔ وہ اپنے ہاں قابل تعظیم ہستی کو پکارتے ہیں، تو شیطان ان کے سامنے اس کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے، کبھی تو انہیں بعض غیبی امور کی خبر بھی دیتا ہے۔...... قبروں کو سجدہ کرنا، انہیں تبرک کی نیت سے چھونا اور انہیں چومنا بھی اسی مرتبے سے تعلق رکھتا ہے۔...... دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ قبر والوں کے طفیل اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جائے۔ بہت سے متاخرین ایسا کرتے ہیں۔ اس کام کے بدعت ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔...... چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ انسان کسی بزرگ کی قبر کے پاس دُعا کی قبولیت کا اعتقاد رکھے یا یہ سمجھے کہ وہاں دُعا کرنا مسجد میں دعا کرنے سے افضل ہے اوراسی خیال سے وہ قبر کی زیارت کو جائے اور وہاں اپنی حاجات پوری کرنے کے لیے نماز ادا کرے۔ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ کام بھی منکر بدعات میں سے ہے، جو کہ حرام ہیں۔ مجھے اس بارے میں ائمہ دین کا کوئی اختلاف معلوم نہیں۔ ہاں، متاخرین میں سے بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ بعض تو کہتے ہیں کہ فلاں کی قبر تجربہ شدہ تریاق ہے۔ امام شافعی کے بارے میں امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس دُعا کرنے کی جو روایت بیان کی جاتی ہے، وہ صاف جھوٹ ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(إغاثة اللّهفان مِن مَصايد الشّيطان : 218/1)

دلیل نمبر ۳۹

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد یوں دعا کیا کرتے تھے:

أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ .

”اللہ! میں اس حق کے وسیلہ سے مانگتا ہوں، جو تجھ پر سوال کرنے والوں کا ہے۔“

(مسند الدّيلمي نقلًا عن كنز العمّال للمتّقي الهِندي : 4977)

تبصرہ:

سخت ”ضعیف“ ہے۔

① عمرو بن عطیہ عوفی ”ضعیف“ ہے۔ کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي حَدِيثِهٖ نَظَرٌ . ”اس کی روایت منکر ہے۔“

(الضّعفاء الكبير للعُقَيلي : 290/3، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ ذرا بھی ”قوی“ نہیں۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 250/6)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمَتروكين : 388)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔ (مَجمع الزّوائد : 82/6)

② عطیہ عوفی جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ ہے، نیز ”مدلس“ بھی ہے اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تدلیس تسویہ کا مرتکب تھا۔

③ اس روایت میں وسیلہ بالذات کی کوئی دلیل نہیں۔

دلیل نمبر ۴۰

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یوں دُعا کی:

يَا إِلٰهَ إِبْرَاهِيمَ! أَسْأَلُكَ بِحَقِّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِكَ عَلَيْكَ، وَإِسْحَاقَ ذَبِيحِكَ عَلَيْكَ .

''ابراہیم کے الٰہ! میں تجھ سے تیرے خلیل ابراہیم علیہ السلام اور تیرے ذبیح اسحاق علیہ السلام کے اس حق کے وسیلے سوال کرتا ہوں، جو ان کا تجھ پر ہے۔''

(تخريج أحاديث الكشّاف للزّيلعي : 179/3)

تبصرہ:

باطل اور جھوٹی روایت ہے۔

علامہ زیلعی امام دارقطنی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ بَاطِلٌ، وَإِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ الطَّرْطُوسِيُّ يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى ابْنِ وَهْبٍ وَغَيْرِهٖ، حَدَّثَ عَنْهُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَحَادِيثَ لَا أَصْلَ لَهَا .

''یہ حدیث جھوٹی اور مردود ہے، اسحاق بن وہب طرطوسی، ابن وہب اور دیگر ثقہ راویوں سے منسوب خود ساختہ روایات بیان کرتا ہے۔ اس نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسی سند کے ساتھ ابن وہب سے کئی بے بنیاد روایات بیان کی ہیں۔‘‘

(تخريج أحاديث الكشّاف : 3/179)

دلیل نمبر ۴۱

سواد بن قارب سدوسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو یہ اشعار کہے:

فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَـيْرُهُ

وَأَنَّكَ مَأْمُونٌ عَلٰى كُلِّ غَـائِـبِ

وَأَنَّكَ أَدْنَى الْمُرسَلِينَ وَسِيلَـةً

إِلَى اللّٰهِ يَا ابْنَ الْأَكْرَمِينَ الْأَطَايِـبِ

وَكُنْ لِّي شَفِيعًا يَّوْمَ لَا ذُو شَفَاعَةٍ

سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ

’’میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ربّ نہیں، آپ ہر غائب کے محافظ ہیں اور اے معزز و پاکیزہ لوگوں کی اولاد! آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب رسولوں سے بڑھ کر مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ اس دن میرے لیے سفارشی بن جانا، جس دن آپ کے سوا سواد بن قارب کو کسی کی سفارش فائدہ نہیں دے سکے گی۔‘‘

(المُعجم الكبير للطّبراني : 7/94-95، ح : 6475، معجم الشّيوخ لأبي يعلٰى : 329، المستدرك للحاكم : 3/610، ح : 6558، دلائل النُّبوّة للبيهقي :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

31/2، دلائل النّبوة لأبي نُعَيم : 280، دلائل النُّبوّة لإسماعيل الأصبهاني : 144)

تبصرہ:

(ا) جھوٹی روایت ہے۔

① عثمان بن عبدالرحمٰن وقاصی باتفاقِ محدثین ''ضعیف'' اور ''متروک'' ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ وَّكَذَّبَهُ ابْنُ مَعِينٍ .

''متروک ہے۔ امام ابن معین رحمہ اللہ نے سخت جھوٹا قرار دیا ہے۔''

(تقريب التّهذيب : 4494)

② سند میں انقطاع ہے۔ محمد بن کعب قرظی کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ (204ھ) فرماتے ہیں:

نَحْنُ لَا نَقْبَلُ الْحَدِيثَ الْمُنْقَطَعَ .

''ہم (جماعتِ محدثین) منقطع حدیث قبول نہیں کرتے۔'' (الأمّ : 461/10)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔(مَجمع الزّوائد : 250/8)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اَلْإِسْنَادُ مُنْقَطِعٌ . ''یہ سند منقطع ہے۔''(تلخيص المستدرك : 610/3)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مُنْقَطِعٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ . ''اس سند سے یہ روایت منقطع ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(السّیرة النّبویّة :346/1)

اس میں اور بھی علّتیں اور خرابیاں ہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اسْمُه عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْوَقَّاصِيُّ، مُتَّفَقٌ عَلٰى تَرْكِهٖ، وَعَلِيُّ بْنُ مَنْصُورٍ فِيهِ جَهَالَةٌ، مَعَ أَنَّ الْحَدِيثَ مُنْقَطِعٌ .

''ابوعبد الرحمٰن کا نام عثمان بن عبدالرحمٰن وقاصی ہے، اس کے متروک ہونے پر اجماع ہے، نیز علی بن منصور مجہول ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ حدیث منقطع بھی ہے۔''

(تاریخ الإسلام :208/1، سِیَر أعلام النّبلاء :594/1)

(ب) اس کی مزید کئی سندیں ہیں۔ان کا حال بھی ملاحظہ فرمائیں:

① ایک جھوٹی سند خرائطی کی ہواتف الجان (27) اور ابونعیم اصبہانی کی معرفۃ الصحابۃ (1405/3، ح:3551) میں مذکور ہے۔اس کے راوی عبیداللہ بن ولید وصافی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَدُ الْمَتْرُوكِين . ''متروک ہے۔''(تاریخ الإسلام : 216/9)

امام نسائی رحمہ اللہ وغیرہ نے ''متروک'' قرار دیا ہے،اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق ثابت نہیں۔

حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعُوْا عَلٰى ضَعْفِهٖ . ''اس کے ضعیف ہونے پر محدثین متفق ہیں۔''

(اتّحاف الخِيَرَة المَهَرة :477/1، ح : 888)

اس میں اور بھی خرابیاں ہیں۔

② امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب دلائل النبوۃ (249/2) میں اس کی ایک سند ہے۔ وہ سخت ''ضعیف'' ہے۔

① محمد بن تراس کوفی ''مجہول'' ہے۔

② زیاد بن یزید بن بارویہ ابوبکر قصوی ''مجہول'' ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اسے منکر قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ تُرَاسٍ وَّزِيَادٌ مَّجْهُوْلَانِ، لَا تُقْبَلُ رِوَايَتُهُمَا، وَأَخَافُ أَنْ يَّكُونَ مَوْضُوعًا عَلٰى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ .

''محمد بن تراس اور زیاد دونوں مجہول ہیں، ان کی روایت قبول نہیں ہو سکتی، خدشہ ہے کہ اسے گھڑ کر ابوبکر بن عیاش کے ذمے لگا دیا گیا ہے۔''

(سِيَر أعلام النُّبَلاء :245/1)

یہ سخت ''ضعیف'' اور ''باطل'' روایت انہی نامعلوم افراد کی کارستانی ہو سکتی ہے۔

③ ابواسحاق سبیعی ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ علامہ سیوطی نے الخصائص الکبریٰ (255/1) اور ابونعیم اصبہانی نے معرفۃ الصحابۃ (3552) میں مسند حسن بن سفیان کے حوالے سے اس کی ایک سند ذکر کی ہے۔ یہ بھی سخت ''ضعیف'' ہے۔ حسن بن عمارہ جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''جمہور نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔''

(طَبَقات المدلّسين، ص 53)

نیز فرماتے ہیں:

اَلْحَسَنُ ضَعِيفٌ جِدًّا . ''حسن بن عمارہ سخت ترین ''ضعیف'' ہے۔''

(التّلخيص الحبير :409/1)

حافظ سہیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِإِجْمَاعِ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

''محدثین کا اجماع ہے کہ یہ ضعیف ہے۔''

(الرَّوض الأنف : 43/6، نَصب الرّاية للزّيلعي : 311/2)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ شُعْبَةُ وَجَمَاعَةٌ كَثِيرَةٌ .

''اسے شعبہ رحمہ اللہ اور اہل علم کی بڑی جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مجمع الزّوائد : 289/2، ح :3721)

حافظ بوصیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ تَكَلَّمُوا فِيهِ كَثِيرًا، كَذَّبَهُ شُعْبَةُ، وَنَقَلَ السَّاجِي إِجْمَاعَ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَلٰى تَرْكِ حَدِيثِهٖ، وَفِيهِ كَلَامٌ كَثِيرٌ جِدًّا .

''محدثین نے اس پر بہت جرح کی ہے۔ امام شعبہ رحمہ اللہ نے کذاب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا ہے اور حافظ ساجی رحمہ اللہ نے اس کی حدیث کو ترک کرنے پر محدثین کا اجماع نقل کیا ہے، اس پر بہت زیادہ جرح ہے۔''

(اتّحاف الخِيَرَة المَهَرة : 80/2، ح : 1075)

ثابت ہوا کہ حسن بن عمارہ ''متروک'' اور ''مدلس'' ہے۔

④ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ دمشق (322/72) میں بھی اس کی ایک سند ذکر کی ہے۔ وہ بھی جھوٹی اور باطل ہے، اس کا بیان کرنے والا حکم بن یعلی بن عطاء رعینی ''متروک'' اور ''ضعیف'' ہے۔

⑤ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے السیرۃ النبویۃ (349/1) میں ایک سند نقل کی ہے۔ وہ بھی خودساختہ ہے، اسے محمد بن سائب کلبی نے گھڑا ہے، جو باتفاقِ محدثین سخت جھوٹا اور ''ضعیف'' ہے۔

⑥ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الخصائص الکبریٰ (255/1) میں ابن شاہین رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک سند لکھی ہے، وہ بھی انتہائی جھوٹی ہے، اسے علاء بن یزید نے گھڑا ہے۔ یہ منکر الحدیث، متروک الحدیث اور احادیث گھڑنے والا ہے۔ فضل بن عیسیٰ رقاشی بھی ''متروک'' اور ''ضعیف'' ہے۔

مزے کی بات یہ ہے کہ اس روایت میں وسیلے سے مراد مقام و مرتبہ اور قدر و منزلت ہے اور ان اشعار میں روزِ قیامت شفاعت کی درخواست ہے۔

دلیل نمبر ۴۲

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قُلْتُ لِعَلِيٍّ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَسْأَلُكَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ، إِلَّا خَصَّصْتَنِي بِأَعْظَمِ مَا خَصَّكَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاخْتَصَّهُ بِهِ جِبْرِيلُ، وَأَرْسَلَهُ بِهِ الرَّحْمٰنُ، فَضَحِكَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ : يَا بَرَاءُ! إِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تَدْعُوَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ، فَاقْرَأْ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْحَدِيدِ إِلٰى آخِرِ سِتِّ آيَاتٍ مِّنْهَا، إِلٰى ﴿عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾، وَآخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ، يَعْنِي أَرْبَعَ آيَاتٍ، ثُمَّ ارْفَعْ يَدَيْكَ، فَقُلْ : يَا مَنْ هُوَ هٰكَذَا، أَسْأَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ، وَأَنْ تَفْعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا، مِمَّا تُرِيدُ، فَوَ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَتُقْبَلَنَّ بِحَاجَتِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .

''میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: امیر المومنین! میں آپ کو اللہ و رسول کا واسطہ دیتا ہوں، آپ مجھے وہ سب سے بڑی چیز دے دیجیے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف آپ کو اور جبریل نے اللہ کی طرف سے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسکرائے، فرمایا: براء! اللہ سے کچھ مانگیں، تو اسم اعظم کے ذریعے مانگیں۔ سورہ حدید کی پہلی چھے آیات اور سورہ حشر کی آخری چار آیات پڑھ لیں، پھر اپنے ہاتھ اٹھا کر کہیں: اے اوصاف مذکورہ کی حامل ذات! میں اسمائے حسنیٰ کے واسطے سے سوال کرتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ تُو محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر درود وسلام نازل فرما اور مجھے فلاں فلاں چیز عطا فرما۔اس ذات کی قسم،جس کے سوا کوئی الہ نہیں! آپ کی حاجت ضرور پوری ہوگی،ان شاءاللہ۔''

(ابن النَّجّار نقلًا عن كنز العمّال للمتّقي الهِندي: 2/248-249)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔

① عمرو بن ثابت بن ہرمز''متروک وکذاب'' ہے۔

② کئی راوی''مجہول'' ہیں،مثلاً احمد بن ادریس بن احمد بن نصر بن مزاحم،محمد بن محمد بن عبدالعزیز عبکری اور ابوعبداللہ محمد بن فضل اخباری وغیرہ۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) نے اس کی سند کو''ضعیف'' کہا ہے۔

(الدرّ المنثور: 8/49)

تنبیہ:

اس کی ایک سند ابوعلی عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن فضالہ نیشاپوری کے فوائد (21) میں آئی ہے،یہ بھی جھوٹی ہے۔

① رافع بن عبداللہ فقیہ کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔

② احمد بن محمد بن یونس کون ہے؟

③ معروف بن موسیٰ کی توثیق نہیں ملی۔

④ عبدالعزیز بن حَیلہ کا کتبِ جرح وتعدیل میں نام ونشان تک نہیں ملتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ صاحبِ کتاب ابوعلی عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن فضلہ خود رافضی تھا۔اس کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔غالب گمان یہ ہے کہ یہ اسی کی کارروائی ہے۔

معلوم ہوا کہ اس روایت کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

دلیل نمبر ٤٣

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كَانَتْ يَهُودُ خَيْبَرَ تُقَاتِلُ غَطْفَانَ، فَكُلَّمَا الْتَقَوْا هُزِمَتْ يَهُودُ خَيْبَرَ، فَعَاذَتِ الْيَهُودُ بِهٰذَا الدُّعَاءِ : اللّٰهُمَّ! إِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي وَعَدْتَّنَا أَنْ تُخْرِجَهٗ لَنَا فِي آخِرِ الزَّمَانِ، إِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ، قَالَ : فَكَانُوا إِذَا الْتَقَوْا دَعَوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ، فَهَزَمُوا غَطَفَانَ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرُوا بِهٖ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ : ﴿وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ﴾(البقرة : 89) بِكَ يَا مُحَمَّدُ عَلَى الْكَافِرِينَ .

''یہود خیبر کی غطفان سے لڑائی تھی۔ جب بھی میدان سجتا یہود شکست کھاتے۔آخر یہود نے دعا کی، یااللہ! تو ہماری مدد فرما، ہم تجھے اُمی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دیتے ہیں، جس کے بارے میں تو نے وعدہ کیا ہے کہ اسے دورِ آخر میں مبعوث کرے گا، جب بھی مڈبھیڑ ہوتی، یہود یہ دُعا کیا کرتے تھے، یہود ،غطفان کو شکست دیتے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر کیا ،تب یہ فرمان نازل ہوا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ﴾(البقرۃ:89)''اس سے پہلے تو یہود اللہ تعالیٰ سے فتح طلب کیا کرتے تھے۔''محمد! آپ کے طفیل۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 263/2، الشّريعة للآجرّي : 448، دلائل النُّبُوّة للبيهقي : 76/2)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔

عبدالملک بن ہارون بن عنترہ کذاب اور متہم ہے۔

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ مُجْمَعٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ.

''اس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 150/10)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(تاريخ ابن مَعين برواية الدّوري : 1688)

علامہ جوزجانی رحمہ اللہ ''دجال'' اور ''کذاب'' قرار دیتے ہیں۔

(أحوال الرّجال : 77)

امام بخاری رحمہ اللہ (التّاریخ الکبیر :436/5) ''منکر الحدیث''، امام احمد رحمہ اللہ (العلل :2648) ''ضعیف الحدیث''، امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم :374/5) ''متروک الحدیث، ذاہب الحدیث'' اور امام نسائی رحمہ اللہ (کتاب الضعفاء والمتروکین:384) ''متروک الحدیث'' کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَّضَعُ الْحَدِيثَ .

’’احادیث گھڑتا تھا۔‘‘(كتاب المَجروحين : 133/2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ يَّكْذِبُ . ’’متروک اور کذاب ہے۔‘‘

(سؤالات البُرقاني : 252، 253)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ’’متروک ہالک‘‘ (پرلے درجے کا جھوٹا) قرار دیا ہے۔

(تلخيص المستدرك : 213/2، ح : 3042)

نیز فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ بِالِاتِّفَاقِ . ’’بالاتفاق متروک ہے۔‘‘(أيضًا : 8108)

اس کے بارے میں توثیق وتوصیف کا ادنیٰ کلمہ ثابت نہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛

رَوٰى عَنْ أَبِيهِ أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً .

’’اپنے باپ سے من گھڑت روایات نقل کی ہیں۔‘‘(المدخل : 170)

لہٰذا حافظ سیوطی رحمہ اللہ (الدر المنثور : 216/1) کا اس کی سند کو صرف ’’ضعیف‘‘ کہنا درست نہیں، بلکہ یہ موضوع ومکذوب سند ہے۔

دلیل نمبر ٤٤

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ مرثیہ پڑھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَلَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنْتَ رَجَائَنَا

وَكُنْتَ بِنَا بَرًّا، وَلَمْ تَكُ جَافِيًا

''یارسول! آپ ہماری اُمید تھے، آپ ہم سے اچھا سلوک کرتے تھے، سختی وزیادتی نہیں کرتے تھے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: 320/24، ح: 805)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔

① عبداللہ بن لہیعہ جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے، نیز ''مدلس'' اور ''مختلط'' بھی ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

اِبْنُ لَهِيعَةَ، أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَقْبَلُونَ شَيْئًا مِّنْ حَدِيثِهٖ.

''اکثر اہل علم ابن لہیعہ کی کوئی بھی حدیث قبول نہیں کرتے۔''

(التّمهيد لما في الموطّا من المَعاني والأسانيد: 254/12)

حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِالْاِتِّفَاقِ لِاخْتِلَالِ ضَبْطِهٖ.

''ابن لہیعہ حافظے کی خرابی کی بنا پر بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(خُلاصة الأحكام: 625/2)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (807ھ) کہتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْأَکْثَرُ عَلٰی ضَعْفِهٖ.

''اکثر اہل علم ضعیف قرار دیتے ہیں۔''(مَجمع الزّوائد : 13/7)

نیز فرماتے ہیں:

اِبْنُ لَهِيعَةُ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

''ابن لہیعہ کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''(مَجمع الزّوائد : 365/10)

ابن ترکمانی حنفی (750ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهٗ جَمَاعَةٌ.

''محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(الجَوْهَر النّقِيّ : 286/3)

حافظ سخاوی رحمہ اللہ (902ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مِمَّنْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ. ''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(فتح المُغيث :221)

حافظ ابراہیم بن موسیٰ ابو اسحاق ابناسی رحمہ اللہ (802ھ) کہتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ. ''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(الشّذ الفياح من علوم ابن الصّلاح :201/1)

حافظ عراقی رحمہ اللہ (826ھ) فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِ. ''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(طَرح التّثريب : 64/6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) کہتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ.

''ابن لہیعہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''(تدريب الرّاوي: 294/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

''عبداللہ بن لہیعہ ''ضعیف الحدیث'' ہے۔''(تغليق التّغليق: 239/3)

② عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا سیدہ صفیہ سے سماع ولقاء ممکن نہیں۔ عروہ کی ولادت خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی ایام میں ہوئی، جبکہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ۱۹ ہجری کو وفات پا گئی تھیں۔ ۱۰ سال بعد پیدا ہونے والا سیدہ صفیہ سے وہ مرثیہ کیسے سن سکتا ہے جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر پڑھا۔

لہٰذا حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (مجمع الزوائد :39/9) کا اس کی سند کو ''حسن'' قرار دینا درست نہیں۔

③ اس میں مروجہ وسیلے کا سرے سے ذکر ہی نہیں۔ سیدہ صفیہ تو کہہ رہی ہیں کہ آپ زندگی میں ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ جن حضرات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد بھی وفات سے پہلے کی طرح زندہ ہیں، یہ روایت ان کے عقیدے پر ضربِ کاری ہے۔ اگر آپ اسی طرح زندہ ہوتے اور لوگوں کے مسائل حل فرماتے تو اس مرثیے کا کیا معنیٰ کہ آپ زندگی میں ہمارے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے؟؟؟ اس روایت کا مطلب صاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری کئی امیدیں وابستہ تھیں، لیکن آپ دنیا چھوڑ کر چلے گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

اس کی دوسری سند احمد بن مروان دینوری کی کتاب المجالسة وجواہر العلم (758) میں ہے۔ یہ سند بھی باطل ہے۔

① عامر بن عبداللہ زبیری کی توثیق نہیں ملی۔

② مصعب بن ثابت کو جمہور محدثین نے ''ضعیف'' کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ابوحاتم رازی، امام ابوزرعہ رازی، امام نسائی، حافظ ابن سعد، حافظ جوزجانی، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''لَیِّنُ الحدیث'' کہا ہے۔ (تقریب التّهذیب : 6686)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيِّنٌ لِغَلَطِهٖ . ''اپنی غلطیوں کی بنا پر کمزور ہے۔'' (الکاشف : 130/3)

③ اس میں ایک اور علت بھی ہے۔

دلیل نمبر ٤٥

کعب احبار رحمہ اللہ سے روایت ہے:

إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوْا إِذَا قُحِطُوا، اسْتَسْقَوْا بِأَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهِمْ .

''بنی اسرائیل پر قحط پڑتا، تو اہل بیت نبی کے وسیلے بارش طلب کرتے تھے۔''

(عُمدة القاري للعيني : 32/7)

تبصرہ:

بے سند جھوٹ ہے، دوسرے یہ کہ اس جھوٹی روایت کا مطلب بھی یہ ہے کہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بارش کے لیے دُعا کرائی جاتی تھی۔ ناجائز وسیلے کا ذکر تک نہیں۔

دلیل نمبر ٤٦

کعب احبار رحمہ اللہ سے روایت ہے:

إِنَّ نُورَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا صَارَ إِلٰى عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَدْرَكَ، نَامَ يَوْمًا فِي الْحِجْرِ، فَانْتَبَهَ مَكْحُولًا مَّدْهُونًا، قَدْ كَسٰى حُلَّةَ الْبَهَاءِ وَالْجَمَالِ، فَبَقٰى مُتَحَيِّرًا لَّا يَدْرِي مَنْ فَعَلَ بِهٖ ذٰلِكَ، فَأَخَذَهٗ أَبُوهُ بِيَدِهٖ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِهٖ إِلٰى كَهَنَةِ قُرَيْشٍ، فَأَخبَرَهُمْ بِذٰلِكَ، فَقَالُوا لَه :اعْلَمْ أَنَّ إِلٰهَ السَّمَاوَاتِ قَدْ أَذِنَ لِهٰذَا الْغُلَامِ أَنْ يَّتَزَوَّجَ، فَزَوَّجَهٗ قَيْلَةَ، فَوَلَدَتْ لَهُ الْحَارِثَ ثُمَّ مَاتَتْ، فَزَوَّجَهٗ بَعْدَهَا هِنْدَ بِنْتَ عَمْرٍو، وَكَانَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ يَفُوحُ مِنْهُ رَائِحَةُ الْمِسْكِ الْأَذْفَرِ، وَنُورُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضِيءُ فِي غُرَّتِهٖ، وَكَانَتْ قُرَيْشٌ إِذَا أَصَابَهَا قَحطٌ تَأْخُذُ بِيَدِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَتَخْرُجُ بِهٖ إِلٰى جَبَلِ ثَبِيْرَ، فَيَتَقَرَّبُونَ بِهٖ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، وَيَسْأَلُونَهٗ أَنْ يَّسْقِيَهُمُ الْغَيْثَ، فَكَانَ يُغِيثُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ بِبَرَكَةِ نُورِ مُحَمَّدٍصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْثًا عَظِيمًا.

”عبدالمطلب ایک دن حطیم میں سوئے ہوئے تھے یہ ان دنوں کی بات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ہے، جب وہ عمر بلوغت کو پہنچ چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا نور ان کے پاس آ گیا تھا، بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں سرما اور سر میں تیل لگا ہوا ہے۔ان پر خوبصورتی اور جمال کا لباس ہے، بہت حیران ہوئے اور وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ یہ سب کچھ ان کے ساتھ کس نے کیا؟ ان کے والد نے انہیں ہاتھ سے پکڑا اور قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے انہیں تمام ماجرا سنایا۔ کاہنوں نے کہا: تمہارے علم میں ہونا چاہیے کہ آسمانوں کے الٰہ نے اس لڑکے کو شادی کی اجازت دی ہے۔ان کے والد نے ان کی شادی قیلہ سے کی۔ اس کے بطن سے حارث پیدا ہوا اور قیلہ فوت ہو گئی۔ پھر قیلہ کے بعد ان کی شادی ہند بنت عمرو سے ہوئی۔۔۔ جناب عبد المطلب سے کستوری کی بہت تیز اور عمدہ خوشبو آتی تھی۔ اللہ کے رسول کا نور ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔قریش جب قحط سالی میں مبتلا ہوتے تو جناب عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر ''ثبیر'' پہاڑ کی طرف لے جاتے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں انہیں وسیلہ بناتے ہوئے بارش طلب کرتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کے نور کی برکت سے انہیں بہت زیادہ بارش عطا فرماتا۔''

(المَواهب اللّدنيّة للقَسطلاني :97/1، سِمط النُّجُوم للعِصامي :226/1)

تبصرہ:

جھوٹا واقعہ ہے۔

① کعب احبار تابعی ہیں اور وہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت سے قبل کا واقعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان کر رہے ہیں۔ اس وقت تک تو نبی اکرم ﷺ کے والد گرامی بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ کعب احبار اور جناب عبد المطلب میں بہت لمبا فاصلہ ہے۔ لہٰذا سند میں سخت انقطاع ہے۔

② عمرو بن شرحبیل انصاری ''مجہول الحال'' ہے۔ سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات: 225/7) کے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔ اسی لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مقبول (مجہول الحال) قرار دیا ہے۔ (تقريب التّهذيب: 5047)

③ ابوبکر بن عبد اللہ بن ابومریم جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''مختلط'' ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ، كَانَ عِيسَى ابْنُ يُونُسَ لَا يَرْضَاهُ.

''ضعیف ہے۔ امام عیسیٰ بن یونس اسے پسند نہیں کرتے تھے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 405/2، العِلَل ومعرفة الرّجال: 203/1)

❁ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے ''ضعیف الحدیث'' اور ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 405/2)

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، طَرَقَتْهُ لُصُوصٌ، فَأَخَذُوا مَتَاعَهُ، فَاخْتَلَطَ.

''اس کی حدیث ضعیف ہوتی ہے، چوروں نے اس کا سامان لوٹ لیا تھا، اسی رنج سے اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 405/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(أيضًا، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ حَدِيثُه بِشَيْءٍ . ''اس کی حدیث کسی کام کی نہیں۔''

(تاريخ ابن مَعين برواية الدّوري : 437/4)

تنبیہ:

امام ابن معین رحمہ اللہ نے ''ثقہ'' بھی کہا ہے۔

(سؤالات ابن الجنيد : 399)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا جمہور کے موافق قول لے لیا جائے گا۔

❁ امام نسائی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمتروكين : 668)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔(أسئلة البُرقاني : 596)

❁ نیز ''ضعیف'' کہا ہے۔

(سنن الدّارقطني :104/1، 4/3، 148)

❁ حافظ جوزجانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ، وَهُوَ مُتَمَاسِكٌ .

''حدیث میں قوی نہیں ہے، ''متماسک'' (ضعف کے زیادہ قریب) ہے۔''

(أحوال الرّجال : 315)

❁ امام دُحَیم فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مِنْ كِبَارِ شُيُوخِ حِمْصَ، وَفِي حَدِيثِهٖ بَعْضُ مَا فِيهِ.

''حمص کے بڑے شیوخ میں سے تھا، لیکن اس کی حدیث میں بعض مناکیر ہیں۔'' (تهذيب التّهذيب لابن حجر: 29/12)

❁ حافظ ابن سعد رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' لکھا ہے۔ (الطّبقات الكبرٰى: 467/7)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْغَالِبُ عَلٰى حَدِيثِهٖ الْغَرَائِبُ، وَقَلَّ مَا يُوَافِقُهٗ عَلَيْهِ الثِّقَاتُ، وَأَحَادِيثُه صَالِحَةٌ، وَهُوَ مِمَّنْ لَّا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهٖ، وَلٰكِنْ يُّكْتَبُ حَدِيثُهٗ.

''اس کی اکثر احادیث منکر ہیں۔ بہت کم روایات میں ثقات کے موافق ہے، اس کی احادیث (بظاہر) خوبصورت ہیں، لیکن ان سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی، البتہ (متابعت وشواہد کے لیے) لکھی جائیں گی۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال: 40/2)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَاقِطُ الْاِحْتِجَاجِ بِهٖ إِذَا انْفَرَدَ.

''روایت کے بیان میں منفرد ہو، تو اس سے دلیل نہیں لی جائے گی۔''

(كتاب المَجروحين: 146/3)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يَبْلُغُ حَدِيثُهٗ رُتْبَةَ الْحَسَنِ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”اس کی حدیث حسن کے درجہ تک نہیں پہنچتی۔“(سِیَر أعلام النُّبلاء : 65/7)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔(تقریب التّهذیب : 7974)

جمہور کی تضعیف کے مقابلہ میں امام بزار (کشف الاستار :106/1، ح:189) نے ”ثقہ“ کہا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ (696/1) نے اس کی ایک حدیث کی سند ”صحیح“ قرار دی ہے۔ جمہور کے مقابلہ میں یہ توثیق قبول نہیں۔

④ ابوبکر بن ابی مریم سے نیچے سند غائب ہے۔

دلیل نمبر ٤٧

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ بَشْكَوَالَ : أَخْبَرَنَا الْقَاضِي الشَّهِيدُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قِرَاءَ ةً عَلَيْهِ، وَأَنَا أَسْمَعُ، قَالَ : قَرَأْتُ عَلٰى أَبِي عَلِيٍّ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغَسَّانِيِّ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو الْحَسَنِ طَاهِرُ بْنُ مُفَوِّزٍ الْمُعَافِرِيُّ، قَالَ : أَنَا أَبُو الْفَتْحِ وَأَبُو اللَّيْثِ نَصْرُ بْنُ الْحَسَنِ التَّنْكَتِيُّ، الْمُقِيمُ بِسَمَرْقَنْدَ، قَدِمَ عَلَيْهِمْ بِلَنْسِيَةَ، عَامَ أَرْبَعَةٍ وَّسِتِّينَ وَأَرْبَعِ مِائَةٍ، قَالَ : قُحِطَ الْمَطَرُ عِنْدَنَا بِسَمَرْقَنْدَ فِي بَعْضِ الْأَعْوَامِ، قَالَ : فَاسْتَسْقَى النَّاسُ مِرَارًا، فَلَمْ يُسْقَوْا، قَالَ : فَأَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الصَّالِحِينَ مَعْرُوفٌ بِالصَّلَاحِ، مَشْهُورٌ بِهٖ، إِلٰى قَاضِي سَمَرْقَنْدَ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ لَهٗ : إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَأْيًا أَعْرِضُهٗ عَلَيْكَ، قَالَ : وَمَا هُوَ؟ قَالَ : أَرٰى أَنْ تَخْرُجَ وَيَخْرُجَ النَّاسُ مَعَكَ إِلٰى قَبْرِ الْإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَقَبْرُهٗ بِخَرْتَنْكَ، وَتَسْتَسْقُوا عِنْدَهٗ، فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّسْقِيَنَا، قَالَ : فَقَالَ الْقَاضِي : نِعْمَ مَا رَأَيْتَ، فَخَرَجَ الْقَاضِي، وَخَرَجَ النَّاسُ مَعَهٗ، وَاسْتَسْقَى الْقَاضِي بِالنَّاسِ، وَبَكَى النَّاسُ عِنْدَ الْقَبْرِ، وَتَشَفَّعُوا بِصَاحِبِهٖ، فَأَرْسَلَ اللّٰهُ السَّمَاءَ بِمَاءٍ عَظِيمٍ غَزِيرٍ، أَقَامَ النَّاسُ مِنْ أَجْلِهٖ بِخَرْتَنْكَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ أَوْ نَحْوَهَا، لَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ الْوُصُولَ إِلٰى سَمَرْقَنْدَ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ وَغَزَارَتِهٖ، وَبَيْنَ خَرْتَنْكَ وَسَمَرْقَنْدَ ثَلَاثَةُ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوُهَا .

''سمرقند میں ایک سال قحط پڑا۔ لوگوں نے بہت دفعہ بارش طلبی کے لیے دُعائیں کیں، لیکن بارش نہ ہوئی۔ ایک نیک آدمی جس کا ورع وتقویٰ مشہور تھا، وہ قاضی سمرقند کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے، میں وہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ قاضی نے کہا: وہ ترکیب کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ اور تمام لوگ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی ''خرتنک'' میں پائی جانے والی قبر کے پاس جا کر بارش کی دُعا کریں۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے۔امام صاحب کی قبر خرتنک میں ہے۔قاضی اور تمام لوگ باہر نکلے اور امام صاحب کی قبر کے پاس جا کر بارش کی دُعا کی ، اللہ کے ہاں گڑگڑائے اور امام صاحب کا وسیلہ پیش کیا۔اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ بارش نازل کی۔اس بارش کی وجہ سے لوگوں کو خرتنک میں تقریباً سات دن ٹھہرنا پڑا۔بارش کی بنا پر کوئی بھی سمرقند نہ جا سکتا تھا۔خرتنک اور سمرقند کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ تھا۔''

(الصّلة في تاريخ أئمّة الأندلُس لابن بَشكوال، ص 603، وسندہٗ صحيحٌ)

تبصرہ:

پانچویں صدی کے اواخر کے بعض لوگوں کا عمل دین کیسے بن گیا؟ ایک شخص کے کہنے پر بادشاہ اور اس کی رعایا کا یہ عمل قرآن وسنت اور سلف صالحین کے تعامل کے خلاف تھا۔رہا بارش کا ہو جانا، تو وہ ایک اتفاقی امر ہے۔آج بھی کتنے ہی مشرکین قبر والوں سے اولادیں مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں اولاد ملتی ہے، تو سمجھ بیٹھتے ہیں کہ صاحبِ قبر نے ان پر یہ عنایت کی ہے۔کیا بتوں کے پجاریوں اور ان سے مانگنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی چیز نہیں ملتی؟ اور کیا ان کی کوئی مراد پوری ہو جانا بت پرستی کے جواز کی دلیل ہے؟ قرآن وحدیث میں بزرگوں کی قبروں پر دُعا اور ان کے توسل کا کوئی جواز نہیں۔اگر ایسا کرنا جائز ہوتا، تو صحابہ وتابعین ضرور ایسا کرتے۔خیر القرون کے بعد دین میں منکر کام داخل ہو گئے تھے، یہ بھی انہی کاموں میں سے ہے۔اس دور میں کسی کے عمل کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ٤٨

ابواسحاق قرشی کہتے ہیں:

كَانَ عِنْدَنَا رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ، إِذْ رَاٰى مُنْكَرًا لَّا يُمْكِنُهٗ أَنْ يُّغَيِّرَهٗ أَتَى الْقَبْرَ، فَقَالَ:

أَيَا قَبْرَ النَّبِيِّ وَصَاحِبَيْهِ ...... أَلَا يَا غَوْثَنَا، لَوْ تَعْلَمُونَا

''مدینہ میں ہمارے قریب ایک آدمی رہتا تھا۔ وہ برائی دیکھتا اور اسے ختم کرنے کی طاقت نہ پاتا، تو نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر کہتا: نبی اکرم ﷺ اور آپ کے دو ساتھیوں (سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی قبر! آپ ہمیں جانتے ہیں تو ہماری مدد کیجیے۔''

(شُعَب الأيمان للبيهقي: 3879)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ ابواسحاق قرشی کا تعین و توثیق درکار ہے۔

دلیل نمبر ٤٩

داؤد بن ابی صالح حجازی کا بیان ہے:

أَقْبَلَ مَرْوَانُ يَوْمًا، فَوَجَدَ رَجُلًا وَّاضِعًا وَجْهَهٗ عَلَى الْقَبْرِ، فَقَالَ: أَتَدْرِي مَا تَصْنَعُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ، فَقَالَ: نَعَمْ، جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آتِ الْحَجَرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا تَبْكُوا عَلَى الدِّينِ إِذَا وَلِيَهُ أَهْلُهُ، وَلٰكِنِ ابْكُوا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ أَهْلِهِ .

''ایک دن مروان نے دیکھا کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر اپنا چہرہ رکھے ہوئے ہے، مروان نے کہا: معلوم ہے کیا کر رہے ہو؟ اس نے مروان کی طرف چہرہ موڑا تو وہ سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ تھے۔ فرمایا: جی ہاں! میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں، کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ دین کا والی دین دار شخص بنے تو اس پر مت رونا۔ اس پر تب رونا جب اس کے والی نااہل لوگ بن جائیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 422/5، المستدرك للحاكم : 515/4)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے، داود بن ابی صالح حجازی کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ . ''مجہول ہے۔'' (میزان الاعتدال : 9/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَقْبُولٌ . ''مجہول الحال ہے۔'' (تقریب التّهذیب : 1792)

لہٰذا امام حاکم رحمہ اللہ کا اس کی سند کو ''صحیح'' کہنا اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا ان کی موافقت کرنا درست نہیں۔

دین کی باتیں ثقات سے قبول کی جائیں گی نہ کہ مجہولین سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ:

یہ روایت قبر کے ذکر کے بغیر معجم کبیر طبرانی (189/4، ح:3999) اور معجم اوسط طبرانی (94/1، ح:284) میں موجود ہے، لیکن اس کی سند بھی ''ضعیف'' ہے:

① سفیان بن بشر کوفی نا معلوم اور غیر معروف ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ . ''میں نہیں پہچانتا۔'' (مَجمع الزّوائد : 130/9)

② مطلب بن عبداللہ بن حنطب ''مدلس'' ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ مطلب بن عبداللہ کا سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

④ اس روایت میں طبرانی رحمہ اللہ کے دو استاذ ہیں، ایک ہارون بن سلیمان ابوذر ہے، وہ ''مجہول'' ہے، دوسرا احمد بن محمد بن حجاج بن رشدین، وہ ضعیف ہے۔

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ مِنْهُ بِمِصْرَ، وَلَمْ أُحَدِّثْ عَنْهُ، لِمَا تَكَلَّمُوا فِيهِ .

''میں نے حجاج سے مصر میں احادیث سنی تھیں، لیکن میں انہیں بیان نہیں کرتا، کیونکہ محدثین نے اس پر جرح کی ہے۔''

(الجرح والتّعديل : 75/2)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَاحِبُ حَدِيثٍ كَثِيرٍ، أُنْكِرَتْ عَلَيْهِ أَشْيَاءُ، وَهُوَ مِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ مَعَ ضُعْفِهٖ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس کی بہت سی احادیث تھیں، ان میں سے کئی روایات کو محدثین نے منکر قرار دیا ہے، ضعف کے باوجود اس کی حدیث (متابعات وشواہد میں) لکھی جائے گی۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال: 198/1)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے احمد بن محمد بن حجاج بن رشدین کو''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(مَجمع الزّوائد: 25/2، 694/6)

فائدہ:

اس کی تیسری سند ابوالحسین یحییٰ بن حسن بن جعفر حسینی کی کتاب ''اخبار المدینۃ'' میں آتی ہے۔ (شفاء السّقام للسّبكي، ص 343) یہ بھی ضعیف ہے۔

① عمر بن خالد نا معلوم ہے۔

② مطلب بن عبداللہ کی تدلیس ہے۔

③ مطلب کا سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سماع کا مسئلہ بھی ہے۔

روایت نمبر ۵۰

اسماعیل بن یعقوب تیمی کہتے ہیں:

كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ يَجْلِسُ مَعَ أَصْحَابِهٖ، فَكَانَ يُصِيبُهُ الصَّمَاتُ، فَكَانَ يَقُوْمُ كَمَا هُوَ يَضَعُ خَدَّهٗ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَعُوْتِبَ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّهٗ تُصِيبُنِي خَطَرٌ فَإِذَا وَجَدْتُّ ذٰلِكَ إِسْتَغَثْتُ بِقَبْرِ النَّبِيِّ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَنَ يَأْتِى مَوْضِعًا فِي الْمَسْجِدِ فِي الصِّحْنِ فَيَتَمَرَّغُ وَيَضْطَجِعُ فَقِيْلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنِّىْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ، قَالَ: أَرَاهُ فِي النَّوْمِ.

''محمد بن منکدر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھتے تو انہیں بہرہ پن کا مرض لاحق ہو جاتا، وہاں سے اُٹھ کر نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر رخسار رکھتے، پھر واپس پلٹ آتے، اس فعل پر انہیں ملامت کیا گیا تو انہوں نے کہا: جب اس مرض کا خطرہ محسوس ہوتا ہے تو میں نبی کریم ﷺ کی قبر پر جا کر فریاد کرتا ہوں، اسی طرح وہ مسجد کے صحن میں مٹی میں پلٹیاں مارتے اور وہاں لیٹ جاتے، ان سے پوچھا گیا تو فرمایا: اس جگہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا۔''

(التّاريخ الكبير لابن أبي خيثمة: 2/258-259، ت: 2778، تاريخ دِمَشق لابن عساكر: 50/56، سِيَر أعلام النّبلاء للذّهبي: 5/358-359)

تبصرہ

سخت ''ضعیف'' اور ''منکر'' ہے۔

اسماعیل بن یعقوب تیمی کے بارے میں امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ. ''ضعیف الحدیث ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 2/204)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''الضعفاء والمتروکون'' (123/1، ت: 429) میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ لِيْنٌ . ''اس میں کمزوری ہے۔'' (تاریخ الإسلام: 521/3، ت: بشار)

نیز فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ أَبُوْ حَاتِمٍ، وَلَهُ حِكَايَةٌ مُنْكَرَةٌ عَنْ مَالِكٍ سَاقَهَا الْخَطِيْبُ .

''ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے، اس نے امام مالک رحمہ اللہ سے ایک منکر حکایت بیان کی ہے، جسے خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔''

(میزان الاعتدال: 254/1)

لہٰذا امام ابن حبان رحمہ اللہ کا ''الثقات'' (93/8) میں ذکر کرنا مفید نہیں۔

دلیل نمبر ۵۱

امام ابن حبان رحمہ اللہ اپنے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

قَدْ زُرْتُهُ مِرَارًا كَثِيرَةً وَمَا حَلَّتْ بِي شِدَّةٌ فِي وَقْتِ مُقَامِي بِطُوْسٍ فَزُرْتُ قَبْرَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰى جَدِّهٖ وَعَلَيهِ وَدَعَوْتُ اللّٰهَ إِزَالَتَهَا عَنِّي إِلَّا أُسْتُجِيْبَ لِي وَزَالَتْ عَنِّي تِلْكَ الشَّدَّةُ وَهٰذَا شَيْءٌ جَرَّبْتُهُ مِرَارًا فَوَجَدْتُّهُ كَذٰلِكَ أَمَاتَنَا اللّٰهُ عَلٰى مَحَبَّةِ الْمُصْطَفٰى وَأَهْلِ بَيْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰه عَلَيْهِ وَعَلَيْهِم أَجْمَعِينَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''طوس نامی مقام پر میں نے علی بن موسیٰ رضا کی قبر کی کئی مرتبہ زیارت کی، جب بھی مجھے پریشانی کا سامنا ہوا، تو میں نے علی بن موسیٰ رضا کی قبر پر آ کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کی، اللہ رب العزت نے میری دُعا قبول فرما کر مجھے سخت پریشانی سے نجات دلائی، اس کا میں نے کئی مرتبہ تجربہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے تمام اہل بیت سے محبت پر موت دے۔'' (الثّقات : 457/8، ت : 1441)

تبصرہ:

یہ ابن حبان رحمہ اللہ کی اجتہادی خطا ہے، اس میں ان کا کوئی سلف نہیں، نہ ہی کتاب وسنت سے مستند ہے، بلکہ خیر القرون کے مسلمانوں کے خلاف عمل ہے۔ خوب یاد رہے کہ ہر ایک کی بات کو قرآن وحدیث اور خیر القرون کے اسلاف پر پیش کیا جائے گا، اگر موافق ہو، تو قبول، ورنہ رد کر دی جائے گی، یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اگر ائمہ اہل سنت میں سے کسی کی بات قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے مخالف ہو، تو وہ اس کی اجتہادی خطا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ الدُّعَاءُ عِنْدَ الْقُبُورِ بِأَفْضَلَ مِنَ الدُّعَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْأَمَاكِنِ وَلَا قَالَ أَحَدٌ مِنَ السَّلَفِ وَالْأَئِمَّةِ : إِنَّهُ مُسْتَحَبٌّ أَنْ يَقْصِدَ الْقُبُورَ لِأَجْلِ الدُّعَاءِ عِنْدَهَا؛ لَا قُبُورَ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا غَيْرِهِمْ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”قبروں کے پاس دُعا مساجد اور دیگر مقامات کی بہ نسبت افضل نہیں ہے، اسلافِ اُمت اور ائمہ دین میں سے کسی نے بھی نہیں کہا کہ دُعا کیلئے اَنبیاء اور دیگر قبروں کا قصد مستحب ہے۔“

(مَجموع الفتاویٰ: 180/27)

یہ کہنا کہ اولیا اور صالحین کی قبروں سے وسیلہ پکڑنا جائز ہے، وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، درست نہیں، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقٰى بِالعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ.

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ قحط پڑ جاتا، تو سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (کی دعا) کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تھے۔ دعا یوں کرتے: یااللہ! ہم تجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی میں ان کی دعا) کا وسیلہ پیش کر کے بارش طلب کیا کرتے تھے، تو تُو ہمیں بارش دیتا تھا اور اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی وفات کے بعد ان) کے چچا (کی دعا) کو وسیلہ بنا کر بارش طلب کرتے ہیں (یعنی ان سے دعا کرواتے ہیں)، لہٰذا اب بھی ہم پر بارش نازل فرما۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس طرح انہیں بارش عطا ہو جاتی تھی۔“ (صحيح البخاري: 1010)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اگر نبی یا ولی کی قبر پر دُعا زیادہ قبول ہوتی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قبرِ رسول کا رُخ کرتے، ان کا ایسا نہ کرنا واضح دلیل ہے کہ انبیا و صالحین کی قبور پر قبولیت کی غرض سے دُعا کرنا جائز نہیں۔ یاد رہے کہ سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے کسی نبی کی قبر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو باخبر نہیں رکھا، اگر انبیا اور صالحین کی قبور پر دُعا کرنا جائز ہوتی، تو اللہ تعالیٰ انسانوں کو اس بارے میں ضرور آگاہ کرتے۔

دلیل نمبر ۵۲

حسن بن ابراہیم بن توبہ ابو علی الخلال رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَا هَمَّنِي أَمْرٌ فَقَصَدْتُّ قَبْرَ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ، فَتَوَسَّلْتُ بِهٖ إِلَّا سَهَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِي مَا أُحِبُّ.

''میں کسی پریشانی سے دوچار ہوتا، تو موسیٰ بن جعفر کی قبر پر جا کر اُن کا وسیلہ پکڑتا، تو اللہ تعالیٰ میری پسند میرے لیے آسان کر دیتے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب :120/1)

تبصرہ:

غیر ثابت ہے، حسن بن ابراہیم کی توثیق ثابت نہیں۔

دلیل نمبر ۵۳

معروف کرخی رحمہ اللہ کی قبر کے بارے میں امام ابراہیم حربی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَبْرُ مَعْرُوْفٍ التِّرْيَاقُ الْمُجَرَّبُ.

''معروف کرخی کی قبر تریاق مجرب تھی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ بغداد للخطیب :122/1)

تبصرہ:

جھوٹا قول ہے، احمد بن حسین بن یعقوب ابوالحسن العطار غیر ثقہ اور مجروح ہے۔

ابوالقاسم ازہری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ كَذَّابًا . ''انتہائی جھوٹا تھا۔''(تاریخ بغداد للخطیب : 429/4)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ فِي الْحَدِيْثِ ثِقَةً .

''روایتِ حدیث میں ثقہ نہیں تھا۔''(تاریخ بغداد : 429/4)

محمد بن ابی الفوارس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ سَيِّءَ الْحَالِ فِي الْحَدِيْثِ، مَذْمُوْمًا ذَاهِباً، لَمْ يَكُنْ بِشَيْءٍ أَلْبَتَّةَ .

''حدیث میں بری حالت کا مالک تھا، مذموم اور ردی تھا، یہ کچھ بھی نہیں۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 429/4)

حافظ ابونعیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَيِّنُ الْحَدِيْثِ . ''حدیث میں کمزور ہے۔''(تاریخ بغداد للخطیب : 429/4)

حافظ حمزہ سہمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حَدَّثَ عَنْ مَّنْ لَّمْ يَرَهٗ وَمَنْ مَّاتَ قَبْلَ أَنْ يُّوْلَدَ .

''اس سے روایت بیان کر دیتا، جسے اس نے دیکھا تک نہیں، نیز اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بھی روایت کرڈالتا، جو اس کی پیدائش سے پہلے مر چکا ہوتا۔‘‘

(سؤالات السّهمي للدّارقطني : 157)

مزید کہتے ہیں:

سَمِعْتُ الدَّارَقُطَنِيَّ وَجَمَاعَةً مِنَ الْمَشَايِخِ تَكَلَّمُوْا فِي ابْنِ مُقْسَمٍ .

’’میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ اور محدثین کی ایک جماعت سے سنا ہے کہ وہ ابن مقسم پر جرح کرتے تھے۔‘‘

(سؤالات السّهمي للدّارقطني : 157)

دلیل نمبر ٥٤

محدث عبدالرحمٰن بن محمد بن زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَبْرُ مَعْرُوْفٍ الْكَرْخِيِّ مُجَرَّبٌ لِقَضَاءِ الْحَوَائِجِ، وَيُقَالُ : إِنَّهٗ مَنْ قَرَأَ عِنْدَهٗ مِائَةَ مَرَّةٍ : ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَسَأَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا يُرِيْدُ، قَضَى اللّٰهُ لَهٗ حَاجَتَهٗ .

’’معروف کرخی کی قبر قضائے حاجات کے لیے مشہور ہے، کہتے ہیں کہ جو اس قبر کے پاس سو مرتبہ سورت اخلاص پڑھے، پھر اللہ سے کوئی چیز مانگے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کر دیتا ہے۔‘‘

(تاريخ بغداد للخطيب :122/1، وسندهٗ صحيحٌ)

دلیل نمبر ٥٥

ثقہ محدث ابوعبداللہ ابن محاملی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

أَعْرِفُ قَبْرَ مَعْرُوْفَ الْكَرْخِيِّ مُنْذُ سَبْعِيْنَ سَنَةٍ مَا قَصَدَهٗ مَهْمُوْمٌ إِلَّا فَرَّجَ اللّٰهُ هَمَّهٗ.

''میں ستر سال سے معروف کرخی کی قبر کو جانتا ہوں کہ جو بھی پریشان حال ان کی قبر کا قصد کرے، اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور کر دیتا ہے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 123/1، وسندهٗ صحيحٌ)

تبصرہ:

متأخرین کا عمل دین نہیں بن سکتا۔ یہ عمل قرآن و سنت اور خیر القرون کے سلف صالحین کے خلاف ہے، رہا حاجت پوری ہو جانا تو یہ اتفاقی امر ہے، آج بھی قبروں کے پجاری کہتے سنائی دیتے ہیں کہ وہ قبر والوں سے اولادیں مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد ملتی ہے، الغرض وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ صاحب قبر نے ان پر یہ عنایت کی ہے، کیا بتوں کے پجاریوں اور ان سے مدد مانگنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی چیز نہیں ملتی، کیا ان کی کوئی دلی مراد پوری ہو جانا بت پرستی کے جواز پر دلیل بن جائے گی؟ قرآن و سنت میں بزرگوں کی قبروں پر دُعا اور ان کے توسل اور تبرک کا کوئی جواز نہیں، اگر ایسا کرنا جائز ہوتا، تو صحابہ کرام اور تابعین عظام ضرور کرتے، خیر القرون کے بعد دین اسلام میں منکر کام داخل ہو گئے تھے، یہ انہی کاموں میں سے ہے۔

قارئین! یہ تھے ان کے دلائل، جو دُعا میں کسی مخلوق کی ذات یا فوت شدگان کے وسیلے کو مشروع اور جائز قرار دیتے ہیں۔ آپ نے انہیں بغور ملاحظہ فرمایا۔ ان روایات کی دو قسمیں ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثر تو ایسی ہیں، جن میں فوت شدگان اور دیگر نیک ہستیوں کی ذات کے وسیلے کا تذکرہ تک نہیں، لیکن بعض لوگ سلف صالحین کے فہم کو چھوڑتے ہوئے ان سے اپنے خاطی وسیلے کے اثبات کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

دوسری وہ روایات ہیں، جن میں ذات کے وسیلے کا تذکرہ تو ہے، لیکن وہ موضوع، من گھڑت اور ضعیف و ناقابل حجت ہیں۔ ایسی روایات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ دین سند کا نام ہے۔ اگر ایک بھی صحیح سند رسولِ اکرم ﷺ تک پہنچ جائے، تو شرعی امر کا اثبات ہو جاتا ہے، لیکن اگر کوئی صحیح سند نہ مل سکے، تو لاکھوں موضوع، من گھڑت اور ضعیف روایات بھی مل کر کسی چیز کو مشروع قرار نہیں دے سکتیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا آدم علیہ السلام کا وسیلہ

سیدنا آدم وحواء علیہما السلام کو جنت کے ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا گیا۔ شیطان کے بہکاوے میں آ کر دونوں نے وہ پھل کھالیا۔اس پر اللہ ان سے ناراض ہوا اور جنت سے نکال دیے گئے۔دونوں کیے پر نادم تھے۔اللہ تعالیٰ کو ان پر ترس آیا اور انہیں وہ کلمات سکھا دیے جنہیں پڑھنے پر ان کی توبہ قبول ہوئی۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾(البقرة : 37)

”آدم علیہ السلام نے اپنے ربّ سے کچھ کلمات سیکھے۔پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔“

یہ کلمات کیا تھے؟ خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں انہیں بیان فرمایا ہے:

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾(الأعراف : 23)

”دونوں نے کہا: ہمارے رب! ہم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ہیں۔تُو نے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا،تو ہم خسارہ والوں میں شامل ہو جائیں گے۔“

آدم وحواء علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کو اس کی صفتِ مغفرت ورحمت کا واسطہ دیا۔

یہ تو تھا قرآن کا بیان۔لیکن بعض حضرات اس قرآنی بیان کے خلاف جھوٹے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بدکردار، بدعقیدہ، بددین اور نامعلوم ومجہول لوگوں کی بیان کردہ نامعقول اور باہم متصادم داستانیں بیان کرتے اوران پر اپنے عقیدے کی بنیاد رکھتے ہیں۔کسی داستان میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دیا، کسی میں ہے کہ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد کا واسطہ دیا اور کسی میں ہے کہ انہیں سیدنا علی وسیدہ فاطمہ،سیدنا حسن اورسیدنا حسین رضی اللہ عنہم کے طفیل معافی ملی۔

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے اہل بیت کی شان میں غلو ہے، جو کہ سخت منع ہے۔ یہی بات نصاریٰ، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی غلطی عیسیٰ علیہ السلام کے طفیل معاف ہوئی۔

علامہ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی (548ھ) نصاریٰ سے نقل کرتے ہیں:

اَلْمَسِيحُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَرَجَتُهٗ فَوْقَ ذٰلِكَ، لِأَنَّهُ الْإِبْنُ الْوَحِيدُ، فَلَا نَظِيرَ لَهٗ، وَلَا قِيَاسَ لَهٗ إِلٰى غَيْرِهٖ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَهُوَ الَّذِي بِهٖ غُفِرَتْ زَلَّةُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

”مسیح علیہ السلام کا مقام ومرتبہ اس سے بہت بلند ہے، وہ اکلوتے بیٹے ہیں۔ ان کی مثال نہیں، نہ انہیں دیگر انبیا پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ انہی کی بدولت آدم علیہ السلام کی خطا معاف ہوئی تھی۔“

(المِلَل والنِّحَل: 62/2، وفي نسخة: 524/1)

ہماری ناصحانہ اپیل ہے کہ ان روایات کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں اور پھر فیصلہ کریں کہ کیا قرآنِ کریم کے خلاف ان پر اعتماد، مسلمان کو زیب دیتا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ①:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا أَذْنَبَ آدَمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّنْبَ الَّذِي أَذْنَبَهٗ، رَفَعَ رَأْسَهٗ إِلَى الْعَرْشِ، فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ، إِلَّا غَفَرْتَ لِي، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ، وَمَا مُحَمَّدٌ، وَمَنْ مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ: تَبَارَكَ اسْمُكَ، لَمَّا خَلَقْتَنِي رَفَعْتُ رَأْسِي إِلٰى عَرْشِكَ، فَإِذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ،مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّهٗ لَيْسَ أَحَدٌ أَعْظَمَ عِنْدَكَ قَدْرًا مِّمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَهٗ مَعَ اسْمِكَ، فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ: يَا آدَمُ! إِنَّهٗ آخِرُ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، وَإِنَّ أُمَّتَهٗ آخِرُ الْأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، وَلَوْلَاهُ يَا آدَمُ مَا خَلَقْتُكَ.

”آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی، تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا عرض گزار ہوئے: یا اللہ! میں بحق محمد تجھ سے معافی کا سوال کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: محمد کون ہیں؟ سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کی: یا اللہ! تیرا نام پاک ہے۔ جب تو نے مجھے پیدا کیا تھا، تو میں نے اپنا سر تیرے عرش کی طرف اٹھایا۔ وہاں میں نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَّسُولُ اللّٰہِ لکھا ہوا دیکھا، لہٰذا میں جان گیا کہ یہ ضرور کوئی بڑی ہستی ہے، جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ آدم! محمد تیری نسل میں آخری نبی ہیں اور ان کی امت بھی تیری نسل میں آخری امت ہو گی، محمد نہ ہوتے، تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔''

(المُعجم الصّغير للطّبراني : 992، المُعجم الأوسط للطّبراني : 6502)

تبصرہ:

روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔

① عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم جمہور کے نزدیک ''ضعیف و متروک'' ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ کہتے ہیں

...... الذَّهَبِيُّ : ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البدر المنير :449/1)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ . ''جمہور ضعیف کہتے ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 21/2)

حافظ ابنِ ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(خلاصة البدر المنير :11/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل ، امام علی بن المدینی ، امام بخاری ، امام یحییٰ بن معین ، امام نسائی، امام دارقطنی ، امام ابو حاتم رازی ، امام ابوزرعہ رازی، امام ابنِ سعد، امام ابنِ خزیمہ، امام ترمذی، امام ابنِ حبان ، امام ساجی ، امام طحاوی حنفی ، امام جوزجانی رحمہم اللہ وغیرہم نے ضعیف قرار دیا ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ (292ھ) فرماتے ہیں:

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدٍ، قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالنَّقْلِ عَلٰى تَضْعِيفِ أَخْبَارِهِ الَّتِي رَوَاهَا .

''فن حدیث کے ماہر ائمہ کا عبدالرحمٰن بن زید کی روایات کو ضعیف کہنے پر اتفاق ہے۔'' (مسند البزّار : 8763)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى ضَعْفِهٖ . ''اس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔''

(تهذيب التّهذيب لابن حجر : 6/178-179)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِهِمْ، يَغْلِطُ كَثِيرًا .

''باتفاقِ محدثین ضعیف ہے، بہت غلطیاں کرتا ہے۔''

(قاعدة جليلة في التوسّل والوسيلة، ص 167)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مُتَّفَقٌ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''عبدالرحمٰن بن زید کو ضعیف قرار دینے پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

(اتّحاف المهرة : 12/97، ح : 15163)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰى عَنْ أَبِيهِ أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً .

''اس نے اپنے باپ سے منسوب من گھڑت احادیث روایت کی ہیں۔''

(المَدخل إلٰى كتاب الإكليل، ص 154)

امام ابونعیم الاصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَ عَنْ أَبِيهِ، لَا شَيْءَ .

''اس نے اپنے والد سے روایات بیان کی ہیں، یہ کچھ نہیں۔''

(الضُّعَفاء : 122)

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے یہ حدیث بھی چونکہ اپنے باپ ہی سے روایت کی ہے، لہٰذا یہ موضوع (من گھڑت) ہے۔

② محمد بن داود بن عثمان صدفی مصری کی توثیق مطلوب ہے۔

③ احمد بن سعید مدنی فہری کی توثیق چاہیے۔

دلیل نمبر②

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دعائیہ کلمات کے بارے میں پوچھا، جو سیدنا آدم علیہ السلام کو ربّ تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے۔ فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سَأَلَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَّالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، إِلَّا تُبْتَ عَلَيَّ، فَتَابَ عَلَيْهِ.

''آدم علیہ السلام نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور علی، فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے وسیلہ سے دُعا کر کے اللہ سے عرض کی کہ میری توبہ قبول کر لے۔ اللہ نے کر لی۔''

(الموضوعات لابن الجوزي: 398/1، الفوائد للشّوكاني، ص 394)

تبصرہ:

من گھڑت ہے جو کہ عمرو بن ثابت بن ہرمز ابوثابت کوفی کی گھڑنت ہے۔ یہ کسی صورت قابل اعتبار نہیں ہوسکتا۔

① علی بن شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ، يَقُولُ عَلٰى رُؤُوسِ النَّاسِ: دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ، فَإِنَّهٗ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ.

''میں نے امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو سرعام فرماتے ہوئے سنا کہ عمرو بن ثابت کی بیان کردہ روایات چھوڑ دیں، کیونکہ وہ اسلافِ امت کو گالیاں بکتا تھا۔''(مقدمة صحيح مسلم، ص 11)

② امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ وَّلَا مَأْمُونٍ. ''قابل اعتبار نہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 223/6، وسندهٗ حسنٌ)

نیز ''ضعیف'' کہا ہے۔(تاريخ يحيٰى بن مَعين: 1624)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَهُمْ .

''محدثین کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔'' (كتاب الضّعفاء، ص 87)

④ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ضعیف ومتروک'' کہا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمَتروكين :401)

⑤ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، يُكْتَبُ حَدِيثُهُ، كَانَ رَدِئَ الرَّأْيِ، شَدِيدَ التَّشَيُّعِ .

''اس کی حدیث ضعیف ہے، اسے (متابعات وشواہد میں) لکھا جا سکتا ہے۔ برے عقائد کا حامل کٹر شیعہ تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 233/6)

⑥ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ . ''اس کی حدیث ضعیف ہے۔''

(الجرح والتّعديل : 323/6)

⑦ امام نسائی رحمہ اللہ نے ''متروک الحدیث'' قرار دیا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمتروكين : 45)

⑧ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَّرْوِي الْمَوْضُوعَاتِ، لَا يَحِلُّ ذِكْرُهُ إِلَّا عَلٰى سَبِيلِ الْاِعْتِبَارِ .

''من گھڑت روایات بیان کرتا تھا۔ اس کی حدیث کو صرف (متابعات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وشواہد) میں ذکر کرنا جائز ہے۔‘‘(کتاب المَجروحین : 76/2)

⑨ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلضُّعْفُ عَلٰی رِوَایَاتِہٖ بَیِّنٌ .

’’اس کی روایات میں کمزوری واضح ہے۔‘‘

(الكامل في ضُعَفاء الرِّجال : 132/5)

یہ جھوٹی روایت قرآنِ کریم کے بھی خلاف ہے۔

(الأعراف : 23)

دلیل نمبر③

ایک اور جھوٹی روایت ملاحظہ فرمائیں:

قَدْ رَوَاہُ أَبُو الْحُسَیْنِ بْنُ بِشْرَانَ، وَ مِنْ طَرِیقِہِ الشَّیْخُ أَبُو الْفَرَجِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي (الْوَفَا بِفَضَائِلِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : 33/1) حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ صَالِحٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْعَوْقِيُّ، ثَنَا إِبْرَاھِیمُ بْنُ طَھْمَانَ عَنْ یَزِیدَ بْنِ مَیْسَرَۃَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سُفْیَانَ، عَنْ مَیْسَرَۃَ، قَالَ : قُلْتُ : یَا رَسُولَ اللّٰہِ! مَتٰی کُنْت نَبِیًّا؟ قَالَ : لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْأَرْضَ وَاسْتَوٰی إِلَی السَّمَاءِ فَسَوَّاھُنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سَبْعَ سَمٰوَاتٍ، وَخَلَقَ الْعَرْشَ، كَتَبَ عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَخَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ الَّتِي أَسْكَنَهَا آدَمَ وَحَوَّاءَ، فَكَتَبَ اسْمِي عَلَى الْأَبْوَابِ وَالْأَوْرَاقِ وَالْقِبَابِ وَالْخِيَامِ، وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ، فَلَمَّا أَحْيَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، نَظَرَ إِلَى الْعَرْشِ، فَرَأَى اسْمِي، فَأَخْبَرَهُ اللّٰهُ أَنَّهٗ سَيِّدُ وُلْدِكَ، فَلَمَّا غَرَّهُمَا الشَّيْطَانُ تَابَا وَاسْتَشْفَعَا بِاسْمِي إِلَيْهِ.

''میسرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ کب رسول بنے؟ فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا، آسمانوں کا قصد کیا اور انہیں سات بنایا، عرش پیدا کیا، تو عرش کے ایک پائے پر لکھ دیا: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ پھر جنت پیدا کی، جس میں آدم وحوا علیہما السلام کو ٹھہرانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازوں، پتوں، قبّوں اور خیموں پر میرا نام لکھ دیا۔ اس وقت آدم علیہ السلام کی روح اور جسم کا ملاپ نہیں ہوا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگی بخشی تو انہوں نے عرش پر میرا نام دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ میں ان کی اولاد کا سردار ہوں۔ جب شیطان نے آدم وحوا علیہما السلام کو ورغلایا تو انہوں نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کو میرے نام کا واسطہ دیا۔''

(مِصباح الظّلام، ص 26، مَجموع الفتاوٰی لابن تیمیة: 150/2)

تبصرہ:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی اور منکر روایت ہے۔ محمد بن صالح کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔ یہ اسی کی کارروائی ہے، کیونکہ باقی سارے راوی ''ثقہ'' ہیں۔ جو شخص اس روایت کے صحیح ہونے کا دعویدار ہے، اس پر ضروری ہے کہ محمد بن صالح کی توثیق ثابت کرے۔ لہٰذا محمد بن یوسف صالحی شامی (942ھ) کا اس روایت کی سند کو ''جید'' کہنا (سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: 1/86) درست نہیں۔

دلیل نمبر ④

اسی معنی و مفہوم کی ایک روایت یہ ہے:

أَنْبَأَنَا أَبُو أَحْمَدَ هَارُونُ بْنُ يُوسُفَ (بْنِ هَارُونَ) بْنِ زِيَادٍ التَّاجِرُ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عُثْمَانُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ : مِنَ الْكَلِمَاتِ الَّتِي تَابَ اللّٰهُ بِهَا عَلٰى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ : اللّٰهُمَّ! إِنِّى أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : يَا آدَمُ! وَمَا يُدْرِيكَ بِمُحَمَّدٍ؟ قَالَ : يَا رَبِّ، رَفَعْتُ رَأْسِي، فَرَأَيْتُ مَكْتُوبًا عَلٰى عَرْشِكَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّهٗ أَكْرَمُ خَلْقِكَ عَلَيْكَ.

''عبد الرحمٰن بن ابی زناد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جن کلمات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی، ان میں یہ بھی ہیں: یا اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جو تجھ پر حق ہے، میں اس کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم! تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا علم؟ عرض کیا: میرے رب! میں نے اپنا سر اٹھایا، تو تیرے عرش پر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ یوں میں جان گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے نزدیک سب سے معزز مخلوق ہیں۔''

(الشّريعة للآجرّي: 246/2، ح: 1006)

تبصرہ:

جھوٹ ہے۔

① ابو مروان محمد بن عثمان عثمانی کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَثَّقَهُ أَبُو حَاتِمٍ، وَلَهُ عَنْ أَبِيهِ مَنَاكِيرُ.

''امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اگرچہ ثقہ قرار دیا ہے، لیکن اس کی اپنے والد سے روایات منکر ہیں۔''(المغني في الضّعفاء: 5808)

یہ قول بھی اس نے اپنے والد ہی سے بیان کیا ہے۔

② عثمان بن خالد ''متروک الحدیث'' ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجر: 4464)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

(التّاريخ الكبير: 220/6)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نیز ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الكامل لابن عدي: 175/5، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ ''منکر الحدیث'' کہتے ہیں۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 149/6)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِعُثْمَانَ غَيْرُ مَا ذَكَرْتُ، كُلُّهَا غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ .

''میں نے جو روایات بیان کی ہیں، ان کے علاوہ بھی کچھ روایات عثمان نے بیان کی ہیں، لیکن یہ تمام شاذ ہیں۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال: 176/5)

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْغَالِبُ عَلٰى حَدِيثِهِ الْوَهْمُ .

''اس کی بیان کردہ حدیثوں میں وہم بہت زیادہ ہوتا ہے۔''

(الضّعفاء الكبير: 198/3)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَّرْوِي الْمَقْلُوبَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ، وَيَرْوِي عَنِ الْأَثْبَاتِ أَسَانِيدَ لَيْسَ مِنْ مَّرْوِيَّاتِهِمْ، لِأَنَّهٗ يَقْلِبُ الْأَسَانِيدَ، لَا يَحِلُّ الْاِحْتِجَاجُ بِخَبَرِهٖ .

''ان لوگوں میں سے ہے، جو ثقہ راویوں سے نقل کرتے وقت روایات کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الٹ پلٹ کر دیتے ہیں اور معتبر ترین راویوں سے ایسی سندیں بیان کرتے ہیں، جو انھوں نے کبھی ذکر ہی نہیں کی ہوتیں۔ یہ سندوں کو خلط ملط کر دیتا ہے۔اس کی بیان کردہ روایت سے دلیل لینا حرام ہے۔''

(کتاب المَجروحین : 102/2)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰی عَنْ مَّالِكٍ وَّعِيسَى بْنِ يُونُسَ وَغَيْرِهِمَا أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً .

''اس نے امام مالک، عیسیٰ بن یونس اور دیگر راویوں سے منسوب کر کے من گھڑت روایات بیان کی ہیں۔''(المَدخل إلى الصّحيح، ص 166)

امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَنْ مَّالِكٍ وَّعِيسٰى وَغَيْرِهِمَا أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً، لَا شَيْءَ .

''یہ امام مالک اور عیسیٰ وغیرہما کی طرف خودساختہ روایات منسوب کرتا ہے، یہ کچھ نہیں۔''(کتاب الضّعفاء : 157)

دلیل نمبر ⑤

محمد بن علی بن حسین ابوجعفر باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمَّا أَصَابَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ عَظُمَ كَرْبُه وَاشْتَدَّ نَدَمُه، فَجَاءَهٗ جِبْرِيلُ، فَقَالَ : يَا آدَمُ! هَلْ أَدُلُّكَ عَلٰى بَابِ تَوْبَتِكَ الَّذِي يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مِنْهُ، قَالَ : بَلٰى يَا جِبْرِيلُ! قَالَ : قُمْ فِي مَقَامِكَ الَّذِي تُنَاجِي فِيهِ رَبَّكَ، فَمَجِّدْهُ وَامْدَحْ، فَلَيْسَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمَدْحِ، قَالَ : فَأَقُولُ مَاذَا يَا جِبْرِيل؟ قَالَ: فَقُلْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهٗ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، ثُمَّ تَبُوءُ بِخَطِيئَتِكَ، فَتَقُولُ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفسِي وَعَمِلْتُ السُّوءَ، فَاغْفِر لِي، إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ اللّٰهُ، إِنِّي أَسأَلُكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ، وَكَرَامَتِهٖ عَلَيْكَ أَنْ تَغفِرَ لِي خَطِيئَتِي، قَالَ : فَفَعَلَ آدَمُ، فَقَالَ اللّٰهُ : يَا آدَمُ! مَنْ عَلَّمَكَ هٰذَا، فَقَالَ : يَا رَبِّ! إِنَّكَ لَمَّا نَفَخْتَ فِيَّ الرُّوحَ، فَقُمْتُ بَشَرًا سَوِيًّا، أَسْمَعُ وَأُبْصِرُ وَأَعْقِلُ وَأَنْظُرُ، رَأَيْتُ عَلٰى سَاقِ عَرْشِكَ مَكْتُوبًا : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، فَلَمَّا لَمْ أَرَ أَثَرَ اسْمِكَ اسْمَ مَلَكٍ مُّقَرَّبٍ، وَلَا نَبِيٍّ مُّرْسَلٍ غَيْرَ اسْمِهٖ، عَلِمْتُ أَنَّهٗ أَكْرَمُ خَلْقِكَ عَلَيْكَ، قَالَ: صَدَقْتَ، وَقَدْ تُبْتُ عَلَيْكَ وَغَفَرْتُ لَكَ خَطِيئَتَكَ، قَالَ : فَحَمِدَ آدَمُ رَبَّهٗ وَشَكَرَهٗ، وَانْصَرَفَ بِأَعْظَمِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سُرُورٍ، وَّلَمْ يَنْصَرِفْ بِهٖ عَبْدٌ مِّنْ عِنْدِ رَبِّهٖ، وَكَانَ لِبَاسُ آدَمَ النُّورَ، قَالَ اللّٰهُ : ﴿يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا﴾ ثِيَابَ النُّورِ، قَالَ : فَجَاءَ تْهُ الْمَلَائِكَةُ أَفْوَاجًا تُهَنِّئُهٗ، يَقُولُونَ : لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ .

"آدم علیہ السلام خطا کر بیٹھے، تو انہیں سخت غم ہوا اور بہت نادم ہوئے۔ ان کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: آدم! کیا میں آپ کو ایسا طریقہ بتاؤں، جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرما دیں؟ کہا: کیوں نہیں، جبریل! ضرور بتائیے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: اس جگہ کھڑے ہو جائیے، جہاں پر آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ کی تعریف وثنا کیجیے۔ تعریف سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز محبوب نہیں۔ آدم علیہ السلام کہنے لگے: میں کیا کہوں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ یہ کلمات پڑھیں: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهٗ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پھر اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور کہیں: یا اللہ تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، یا اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور غلطی کا ارتکاب کیا ہے، مجھے معاف فرما، تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں۔ میں تجھ سے تیرے بندے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت وتکریم کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ میری غلطی معاف فرما، آدم علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم! تمھیں یہ طریقہ کس نے سکھایا؟ عرض کی: میرے رب! جب تو نے مجھ میں روح پھونکی اور میں سننے ، دیکھنے اور سوچنے، سمجھنے والا کامل انسان بن گیا تو میں نے تیرے عرش کے پائے پر یہ لکھا ہوا دیکھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ میں نے تیرے نام کے ساتھ کسی مقرب فرشتے یا کسی نبی و رسول کا نام لکھا ہوا نہیں دیکھا سوائے محمد ﷺ کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ تیری مخلوق میں سب سے محبوب و معزز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے سچ کہا، میں نے تیری توبہ قبول کر لی ہے اور تیری غلطی معاف کر دی ہے۔ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور اس کا شکریہ ادا کیا، پھر بہت خوشی خوشی واپس پلٹ آئے۔ ان کلمات کے ساتھ دُعا کر کے کوئی بندہ اپنے رب سے خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ آدم علیہ السلام کا لباس نور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ شیطان نے ان کا لباس اتروا دیا، تو اس سے مراد نور کا لباس ہی ہے۔ پھر فرشتے گروہ در گروہ آدم علیہ السلام کو مبارک دینے آتے اور کہتے: اے محمد ﷺ کے باپ! آپ کو توبہ مبارک ہو۔“

(الدّر المَنثور للسّیوطي :61/1)

تبصرہ:

قول بے سند ہونے کی بنا پر باطل ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ⑥:

کعب احبار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی أَنْزَلَ عَلٰی آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ عِصِیًّا بِعَدَدِ الْأَنْبِیَاءِ الْمُرْسَلِینَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَی ابْنِهٖ شِیثَ، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ! أَنْتَ خَلِیفَتِي مِنْ بَعْدِي، فَخُذْهَا بِعِمَارَةِ التَّقْوٰی وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی، وَكُلَّمَا ذَكَرْتَ اللّٰهَ تَعَالٰی فَاذْكُرْ إِلٰی جَنْبِهِ اسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنِّي رَأَیْتُ اسْمَهٗ مَكْتُوبًا عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ، وَأَنَا بَیْنَ الرُّوحِ وَالطِّینِ، ثُمَّ إِنِّي طُفْتُ السَّمٰوَاتِ، فَلَمْ أَرَ فِي السَّمَاءِ مَوْضِعًا إِلَّا رَأَیْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَكْتُوبًا عَلَیْهِ، وَإِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَسْكَنَنِي الْجَنَّةَ، فَلَمْ أَرَ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا وَّلَا غُرْفَةً إِلَّا رَأَیْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ مَّكْتُوبًا عَلَیْهِ، وَلَقَدْ رَأَیْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ مَّكْتُوبًا عَلٰی نُحُورِ الْحُورِ الْعِینِ، وَعَلٰی وَرَقِ قَصَبِ آجَامِ الْجَنَّةِ، وَعَلٰی وَرَقِ شَجَرَةِ طُوبٰی، وَعَلٰی وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی، وَعَلٰی أَطْرَافِ الْحُجُبِ، وَبَیْنَ أَعْیُنِ الْمَلَائِكَةِ، فَأَكْثِرْ ذِكْرَهٗ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَذْكُرُهٗ فِي كُلِّ سَاعَاتِهَا، صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر تمام انبیا مرسلین کی تعداد کے برابر لاٹھیاں نازل فرمائیں۔ پھر وہ اپنے بیٹے شیث کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میرے بیٹے! میرے بعد تُو میرا خلیفہ ہے۔ انہیں تقویٰ اور عروہ وثقیٰ کے ذریعے پکڑ لے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی لینا۔ میں نے اس وقت عرش کے پائے پر ان کا نام لکھا دیکھا تھا جب میں روح اور مٹی کے درمیان تھا۔ پھر میں نے آسمانوں کا چکر لگایا تو ایسی کوئی جگہ نہ تھی جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ ہو۔ میرے رب نے مجھے جنت میں بسایا، تو میں نے جنت میں کوئی محل یا کمرہ نہیں دیکھا، جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ ہو۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جنت کی حوروں کے سینوں پر لکھا دیکھا، جنت کے محلات کی اینٹوں پر، طوبیٰ کے درختوں کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر، نور کے پردوں کے اطراف پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا دیکھا۔ تُو ان کا ذکر کثرت سے کیا کر، کیونکہ فرشتے ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں۔“

(الدّيباج للخَتّلي : 112، تاريخ ابن عساكر : 281/23)

تبصرہ:

سفید جھوٹ ہے۔

① محمد بن خالد دمشقی ہاشمی کے بارے میں ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْذِبُ . ”یہ جھوٹ بولتا تھا۔“ (الجرح والتّعديل : 244/7)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

② شرح بن عبید نے کعب احبار کا زمانہ نہیں پایا، حافظ مزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُدْرِكْهُ . ''شرح نے کعب کا زمانہ نہیں پایا۔''

(تَهذيب الكمال : 8/324-325)

③ محمد بن زفر اصبہانی کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔

④ زکریا بن یحییٰ مدائنی کے بارے میں حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ . ''میں اسے پہچان نہیں پایا۔''(مَجمع الزّوائد : 10/125-126)

⑤ صاحب کتاب اسحاق ختلی کے متعلق دار قطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ . ''قوی نہیں۔''(سؤالات الحاكم : 58)

امام حاکم رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ (سؤالات الحاكم : 58)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِي كِتَابِهٖ (الدِّيبَاجِ) أَشْيَاءُ مُنْكَرَةٌ .

''اس کی کتاب ''دیباج'' میں بہت سی منکر روایات ہیں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 13/343)

دلیل نمبر ⑦

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

يَا مُوسٰى! إِنَّ مَنْ لَّقِيَنِي، وَهُوَ جَاحِدٌ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْخَلْتُهُ النَّارَ، فَقَالَ : مَنْ مُّحَمَّدٌ؟ قَالَ : يَا مُوسٰى! وَعِزَّتِي وَجَلَالِي، مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْهُ، كَتَبْتُ اسْمَهٗ مَعَ اسْمِي فِي الْعَرْشِ قَبْلَ أَنْ أَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، بِأَلْفَي عَامٍ.

''موسیٰ! جو میرے دربار میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے آئے گا، اسے جہنم میں ڈالوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: محمد کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں نے ان سے زیادہ معزز مخلوق پیدا نہیں کی۔ میں نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ اپنے عرش پر زمین و آسمان اور سورج و چاند کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا۔''

(میزان الاعتدال للذّھبي : 162/2، سُبُل الھُدٰی والرّشاد للصّالحي :85/1)

تبصرہ :

سند جھوٹی ہے۔

① سعید بن موسیٰ ازدی کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے متہم بالوضع قرار دیا ہے۔

(کتاب المَجروحین :326/1)

اس کے بارے میں توثیق کا ادنیٰ کلمہ بھی ثابت نہیں۔

② ابوایوب سلیمان بن سلمہ خبائری ''متروک'' اور ''کذاب'' ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ سَاقِطٌ. ''سخت ضعیف ہے۔'' (میزان الاعتدال : 160/2)

③ زہری رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''موضوع'' (من گھڑت) قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال : 160/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر⑧

جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے یہ دُعا کی تھی:

رَبِّ! ظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ، فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ: يَا آدَمُ! وَمِنْ أَيْنَ عَرَفْتَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ، وَلَمْ أَخْلُقْهُ بَعْدُ؟ فَقَالَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنِّي رَأَيْتُ عَلَى الْعَرْشِ مَكْتُوبًا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّ ذٰلِكَ النَّبِيَّ مِنْ صُلْبِي، فَبِحَقِّ ذٰلِكَ النَّبِيِّ، إِلَّا مَا أَطْعَمْتَنِي، فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى جِبْرَئِيلَ أَنِ اهْبِطْ إِلٰى عَبْدِي، فَهَبَطَ عَلَيْهِ جِبْرَئِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَبَطَ مَعَهٗ بِسَبْعِ حَبَّاتٍ مِّنْ حِنْطَةٍ، فَوَضَعَهَا عَلٰى يَدَيْ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

”میرے رب! میں اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا ہوں، تُو مجھے معاف فرما اور میرے حال پر رحم کر، تیرے سوا تیرے بندے کے گناہ کوئی معاف نہیں کرسکتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ آدم! تُو نے اس اُمّی نبی کو کیسے پہچانا، حالانکہ میں نے ابھی اسے پیدا ہی نہیں کیا؟ اس پر آدم علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَّسُولُ اللّٰہِ چنانچہ مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ نبی میری اولاد میں سے ہو گا،اس نبی کے طفیل مجھے کھانا دے۔اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے بندے کی طرف اُترو۔ جبرئیل علیہ السلام اترے اور ان کے ساتھ گندم کے سات دانے تھے۔انہوں نے وہ دانے آدم علیہ السلام کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔''

(العَظمة لأبي الشّيخ الأصبهاني : 1597/5-1598، ح : 1063)

تبصرہ :

جھوٹ کا پلندا ہے۔

① ابو یعقوب یوسف بن دودان کون ہے؟ معلوم نہیں ہوسکا۔

② محمد بن یوسف تمیمی کے حالات نہیں مل سکے۔

③ محمد بن جعفر بن محمد بن علی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تُكُلِّمَ فِيهِ . ''متکلم فیہ ہے۔''(میزان الاعتدال : 500/3)

نیز اس کی ایک روایت کو باطل کہا ہے۔

(تلخیص المستدرك : 588/2)

دلیل نمبر ⑨:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمانِ باری تعالیٰ:﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ﴾(البقرة:37)''آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے۔'' کی تفسیر پوچھی گئی،تو فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللّٰهَ أَهْبَطَ آدَمَ بِالْهِنْدِ، وَحَوَّاءَ بِجَدَّةَ، وَإِبْلِيسَ بِمِيسَانَ، وَالْحَيَّةَ بِأَصْبَهَانَ، وَكَانَ لِلْحَيَّةِ قَوَائِمُ كَقَوَائِمِ الْبَعِيرِ، وَمَكَثَ آدَمُ بِالْهِنْدِ مِائَةَ سَنَةٍ بَاكِيًا عَلٰى خَطِيئَتِهٖ، حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَيْهِ جِبْرِيلَ، وَقَالَ: يَا آدَمُ! أَلَمْ أَخْلُقْكَ بِيَدِي؟ أَلَمْ أَنْفَخْ فِيكَ مِنْ رُّوحِي؟ أَلَمْ أَسْجُدْ لَكَ مَلَائِكَتِي؟ أَلَمْ أُزَوِّجْكَ حَوَّاءَ أَمَتِي؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَمَا هٰذَا الْبُكَاءُ؟ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي مِنَ الْبُكَاءِ وَقَدْ أُخْرِجْتُ مِنْ جِوَارِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: فَعَلَيْكَ بِهٰذِهِ الْكَلِمَاتِ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَابِلٌ تَوْبَتَكَ وَغَافِرٌ ذَنْبَكَ، قُلْ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ، سُبْحَانَكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَمِلْتُ سُوءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِي، فَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ، عَمِلْتُ سُوءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِي، فَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، فَهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتُ الَّتِي تَلَقّٰى آدَمُ.

''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں، حواء کو جدہ میں، ابلیس کو میسان میں اور سانپ کو اصبہان میں اُتارا۔ سانپ کے اونٹ کی طرح پائے تھے۔ آدم علیہ السلام سو سال تک ہندوستان میں اپنی غلطی پر روتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے۔حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا: آدم! کیا میں نے تجھے اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا؟ کیا میں نے تجھ میں اپنی روح نہیں پھونکی؟ کیا میں نے فرشتوں سے تجھے سجدہ نہیں کرایا؟ کیا میں نے اپنی بندی حواء کے ساتھ تیری شادی نہیں کی؟ آدم علیہ السلام نے عرض کیا: بالکل ایسا ہی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر یہ رونا دھونا کیسا ہے؟ آدم علیہ السلام نے عرض کی: میں کیوں نہ رؤوں کہ مجھے رحمٰن کے پڑوس سے نکال دیا گیا۔جبریل علیہ السلام نے فرمایا: یہ کلمات پڑھو، تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کر کے تمہاری غلطی معاف فرما دے گا: اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ، سُبْحَانَكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَمِلْتُ سُوءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِي، فَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ، عَمِلْتُ سُوءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِي، فَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ''یا اللہ! میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔تو پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔میں نے غلطی کی ہے اور اپنی جان پر ظلم کمایا ہے۔تُو میری توبہ قبول کر لے۔یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔'' یہی وہ کلمات ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو سکھائے تھے۔''

(فوائد أبي بكر الأبهري: 17، مسند الدّيلمي نقلًا عن كنز العُمّال: 33457)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ:

جھوٹ ہے۔

① حماد بن عمرو نصیبی حدیثیں گھڑنے والا اور سخت جھوٹا ہے۔

② سری بن خالد بن شداد عوفی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔(میزان الاعتدال : 117/2)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو واہٍ (ضعیف) قرار دیا ہے۔

(الدرّ المَنثور :147/1)

نیز قرآنِ کریم میں بیان کیے گئے کلمات کے خلاف بھی ہے۔

دلیل نمبر ⑩

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا نَزَلَتِ الْخَطِيئَةُ بِآدَمَ وَأُخْرِجَ مِنْ جِوَارِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ، فَقَالَ : يَا آدَمُ! اُدْعُ رَبَّكَ، قَالَ : يَا حَبِيبِي جِبْرِيلُ! وبِمَا أَدْعُوا؟ قَالَ : قُلْ : يَا رَبِّ! أَسْأَلُكَ بِحَقِّ خَمْسَةٍ الَّذِينَ تُخْرِجُهُمْ مِّنْ صُلْبِي آخِرَ الزَّمَانِ، إِلَّا تُبْتَ عَلَيَّ وَرَحِمْتَنِي، فَقَالَ : حَبِيبِي جِبْرِيلُ! اسْمَحْهُمْ لِي، قَالَ : مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ، وَعَلِيٍّ الْوَصِيِّ، وَفَاطِمَةَ بِنْتِ عَلِيٍّ، وَالْحَسَنِ، وَالْحُسَينِ سِبْطَيِ النَّبِيِّ، فَدَعَا بِهِمْ، فَتَابَ اللّٰهُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ، وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ : ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾، وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَّدْعُو بِهَا إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ .

''آدم علیہ السلام سے غلطی ہوگئی اور انہیں رب العالمین کے پڑوس سے نکال دیا گیا، تو جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: آدم! اپنے رب سے دُعا کیجئے۔ آدم علیہ السلام نے کہا: میرے دوست جبریل! کیسے؟ کہا: کہئے: میرے رب! میں تجھ سے اُن پانچ لوگوں کے طفیل التجا کرتا ہوں، جن کو تُو میری نسل سے آخری زمانے میں پیدا کرنے والا ہے کہ تُو میری توبہ قبول کر لے اور مجھ پر اپنی رحمت فرما۔ آدم علیہ السلام نے کہا: میرے دوست جبریل! مجھے ان پانچوں کے بارے میں بتائیں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے وصیت یافتہ سیدنا علی، ان کی بیٹی سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم ہیں، ان کلمات کے ساتھ آدم علیہ السلام نے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آدم علیہ السلام کو کلمے سکھانے کا جو ذکر کیا ہے، اس سے مراد یہی کلمات ہیں۔ جو بندہ ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی دُعا ضرور قبول فرمائے گا۔'' (شواهد التّنزيل للحَسكاني :1/102)

تبصره:

سخت ضعیف ہے۔

① احمد بن سلیمان کون ہے؟ تعین نہیں ہو سکا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② ابوسہل واسطی کی تعیین بھی نہیں ہوئی۔

روایت کا متن دیکھنے سے یہ دونوں جھوٹے اور رافضی معلوم ہوتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باقی صحابہ سے چھپا کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کوئی چیز عطا نہیں کی تھی، نہ ہی خلافت کے حوالے سے ان کے بارے میں وصیت کی تھی۔ یہ رافضیوں کا من گھڑت عقیدہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس خاص علم تھا اور رسولِ اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں خلافت کی وصیت کی تھی۔

نیز جن کلمات سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، وہ قرآنِ کریم میں مذکور ہیں۔ان میں کسی مخلوق کے واسطے یا وسیلے کا کوئی ذکر نہیں۔

دلیل نمبر ⑪:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے فرمانِ باری تعالیٰ:﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ﴾(البقرة:37)''آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے۔'' کی تفسیر پوچھی گئی،تو آپ ﷺ نے فرمایا:

سَأَلَهُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ، وَعَلِيٍّ، وَفَاطِمَةَ، وَالْحَسَنِ، وَالْحُسَيْنِ .

''آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ ،علی ، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے واسطے سے دُعا کی تھی۔''(مَناقِب عليّ لابن المَغازلي : 89)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔

(۱) عمرو بن ابی المقدام بن ثابت ''کذاب'' اور ''متروک'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① علی بن شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ، يَقُولُ عَلٰى رُؤُوسِ النَّاسِ: دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ.

”میں نے امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو سر عام فرماتے ہوئے سنا کہ عمرو بن ثابت کی بیان کردہ روایات چھوڑ دیں، کیونکہ وہ اسلافِ امت کو گالیاں بکتا تھا۔“(مقدمة صحيح مسلم، ص 11)

② امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ وَّلَا مَأْمُونٍ. ”قابل اعتبار نہیں۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 223/6، وسندهٗ حسنٌ)

نیز ”ضعیف“ کہا ہے۔(تاريخ يحيٰى بن مَعين : 1624)

③ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَهُمْ.

”محدثین کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔“(كتاب الضّعفاء، ص 87)

④ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”ضعیف و متروک“ کہا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمَتروكين :401)

⑤ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ، كَانَ رَدِئَ الرَّأْيِ، شَدِيدَ التَّشَيُّعِ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اس کی حدیث ضعیف ہے، اسے (متابعات وشواہد میں) لکھا جا سکتا ہے۔ برے عقائد کا حامل کٹر شیعہ تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 233/6)

⑥ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ . ''اس کی حدیث ضعیف ہے۔''

(الجرح والتّعديل: 323/6)

⑦ امام نسائی رحمہ اللہ نے ''متروک الحدیث'' قرار دیا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمتروكين: 45)

⑧ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَّرْوِي الْمَوْضُوعَاتِ، لَا يَحِلُّ ذِكْرُهٗ إِلَّا عَلٰى سَبِيلِ الْاِعْتِبَارِ .

''من گھڑت روایات بیان کرتا تھا۔ اس کی حدیث کو صرف (متابعات وشواہد) میں ذکر کرنا جائز ہے۔'' (كتاب المَجروحين: 76/2)

⑨ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلضُّعْفُ عَلٰى رِوَايَاتِهٖ بَيِّنٌ .

''اس کی روایات میں کمزوری واضح ہے۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال: 132/5)

(ب) حسین یا حسن اشقر جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

① امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ . ''منکر الحدیث ہے۔''(التّاریخ الکبیر : 385/2)

نیز فرماتے ہیں:

عِنْدَهٗ مَنَاكِيرُ . ''اس کی منکر روایات ہیں۔''(التّاریخ الصّغیر :2/291)

② امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، وَكَانَ صَدُوقًا .

''اس کی حدیث منکر ہے، اگرچہ خود سچا تھا۔''(سؤالات ابن هانئ : 2358)

③ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ شَيْخٌ مُّنْكَرُ الْحَدِيثِ .

''یہ منکر احادیث بیان کرنے والا شیخ ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 50/3)

④ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ بِقَوِيٍّ فِي الْحَدِيثِ .

''حدیث بیان کرنے میں بہت کمزور تھا۔''(الجرح والتّعديل : 49/3)

⑤ علامہ جوزجانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

غَالٍ مِّنَ الشَّتَّامِينَ لِلْخِيَرَةِ .

''غالی رافضی تھا، صحابہ کرام کو سخت برا بھلا کہتا تھا۔''(أحوال الرّجال : 90)

⑥ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَمَاعَةٌ مِّنْ ضُعَفَاءِ الْكُوفِيِّينَ يُحِيلُونَ بِالرِّوَايَاتِ عَلٰى حُسَيْنٍ الْأَشْقَرِ، عَلٰى أَنَّ حُسَيْنًا هٰذَا فِي حَدِيثِهٖ بَعْضُ مَا فِيهِ.

''ضعیف کوفیوں کی ایک جماعت حسین اشقر کی طرف روایات منسوب کرتی تھی۔حالانکہ خود اس حسین کی حدیث میں بھی ضعف موجود ہے۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 362/2)

⑦،⑧ امام دارقطنی رحمہ اللہ (کتاب الضعفاء والمتروکین : 195) اور امام نسائی رحمہ اللہ (کتاب الضعفاء والمتروکین:146) نے ''غیر قوی'' قرار دیا ہے۔

⑨ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ شِيعِيٌّ جَلْدٌ، وَضَعَّفَهٗ غَيْرُ وَاحِدٍ.

''کٹر شیعہ تھا، اسے بہت سے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 86/6)

مزید فرماتے ہیں:

هُوَ شِيعِيٌّ مَّتْرُوكٌ. ''شیعہ اور متروک ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 570/3)

⑩ حافظ ہیثمی فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ. ''جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 102/9)

⑪ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شِيعِيٌّ مُّخْتَلِقٌ . ”شیعہ اور جھوٹی احادیث گھڑنے والا ہے۔“

(الفَتح السَّماوي للمَناوي : 869)

⑫ یہی بات علامہ زیلعی حنفی نے لکھی ہے۔

(تخريج أحاديث الكشّاف : 335/3)

⑬ علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حُسَيْنٌ الْأَشْقَرُ مُتَّهَمٌ . ”حسین اشقر پر احادیث گھڑنے کا الزام ہے۔“

(ذيل الأحاديث الموضوعة، ص 58)

لہٰذا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تقریب التہذیب: 1318) کا اسے غالی شیعہ اور وہمی کہنے کے ساتھ ساتھ سچا کہنا درست نہیں۔

⑭ خود حافظ موصوف ”ضعیف“ قرار دے چکے ہیں۔

(فتح الباري : 28/6)

⑮ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَمْرٌو لَيْسَ بِثِقَةٍ، وَحُسَيْنٌ مُّتَّهَمٌ .

”عمرو بن ثابت غیر معتبر اور حسین اشقر متہم ہے۔“

(تلخيص كتاب الموضوعات :151/1)

اس روایت میں اور بھی خرابیاں ہیں۔ نیز مذکورہ آیتِ کریمہ کی تفسیر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باسند صحیح یوں ثابت ہے:

﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾، قَالَ: أَيْ رَبِّ!

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَلَمْ تَخْلُقْنِي بِيَدِكَ؟ قَالَ : بَلٰى، قَالَ : أَيْ رَبِّ! أَلَمْ تَنْفُخْ فِيَّ مِنْ رُّوحِكَ؟ قَالَ : بَلٰى، قَالَ : أَيْ رَبِّ! أَلَمْ تُسْكِنِّي جَنَّتَكَ؟ قَالَ : بَلٰى، قَالَ : أَيْ رَبِّ! أَلَمْ تَسْبِقْ رَحْمَتُكَ غَضَبَكَ؟ قَالَ : بَلٰى، قَالَ : أَرَأَيْتَ إِنْ تُبْتُ وَأَصْلَحْتُ، أَرَاجِعِي أَنْتَ إِلَى الْجَنَّةِ؟ قَالَ : بَلٰى، قَالَ : فَهُوَ قَوْلُهٗ : ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ﴾

''﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ، فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ ''آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔'' آدم علیہ السلام نے عرض کیا: میرے رب! کیا تُو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ عرض کیا: میرے رب! کیا تُو نے مجھ میں اپنی رُوح نہیں پھونکی؟ فرمایا: کیوں نہیں! عرض کیا: اے رب! کیا تُو نے مجھے جنت میں نہیں بسایا؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ عرض کیا: میرے رب! کیا تیری رحمت تیرے غضب پر غالب نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ عرض کیا: اگر میں توبہ کروں اور نیک بن جاؤں، تو کیا تُو مجھے دوبارہ جنت میں جگہ دے گا؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہی اس آیت کی تفسیر ہے۔''

(المستدرك للحاكم : 594/2، ح : 4002، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ . ''اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

اس آیت کریمہ کی یہی تفسیر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد، مشہور تابعی امام اسماعیل بن عبدالرحمٰن سُدّی (127ھ) نے بھی کی ہے۔

(التّفسير من سنن سعيد بن مَنصور : 186، وسندهٗ صحيحٌ)

صحابیٔ رسول کی اس صحیح و ثابت تفسیر کو چھوڑ کر من گھڑت، باطل اور ضعیف روایات سے آیتِ کریمہ کی تفسیر کرنا قرآنِ کریم کی معنوی تحریف کے مترادف ہے۔

دلیل نمبر⑫

سیدنا آدم علیہ السلام کے توسّل کے بارے میں ایک روایت یوں ہے:

لَمَّا أَصَابَ آدَمُ الذَّنْبَ نُودِيَ أَنِ اخْرُجْ مِنْ جِوَارِي، فَخَرَجَ يَمْشِي بَيْنَ شَجَرِ الْجَنَّةِ، فَبَدَتْ عَوْرَتُهٗ، فَجَعَلَ يُنَادِي : الْعَفْوَ الْعَفْوَ، فَإِذَا شَجَرَةٌ قَدْ أَخَذَتْ بِرَأْسِهٖ، فَظَنَّ أَنَّهَا أُمِرَتْ بِهٖ، فَنَادٰى : بِحَقِّ مُحَمَّدٍ، إِلَّا عَفَوْتَ عَنِّي، فَخُلِّيَ عَنْهُ، ثُمَّ قِيلَ لَهٗ : أَتَعْرِفُ مُحَمَّدًا؟ قَالَ : نَعَمْ، قِيلَ : وَكَيْفَ؟ قَالَ : لَمَّا نُفِخَتْ فِيَّ يَا رَبِّ الرُّوحُ، رَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى الْعَرْشِ، فَإِذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ : مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تَخْلُقْ خَلْقاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَكْرَمَ عَلَيْكَ مِنْهُ .

”جب آدم علیہ السلام سے غلطی سرزد ہوئی، تو غیب سے آواز آئی: میرے پڑوس سے نکل جاؤ۔ آدم علیہ السلام جنت کے درختوں کے درمیان چلتے ہوئے نکل رہے تھے کہ ان کا ستر کھل گیا۔ انہوں نے معافی معافی پکارنا شروع کر دیا۔ اچانک ایک درخت نے ان کا سر پکڑ لیا۔ آدم علیہ السلام سمجھے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا ہے۔ پھر انہوں نے یوں دُعا کی: یا اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل مجھے معاف فرما دے۔ اس طرح ان کی خلاصی ہوگئی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جانتے ہو؟ کہا: جی ہاں! پوچھا: کیسے؟ کہا: رب! جب تُو نے مجھ میں روح پھونکی، تو میں نے عرش کی طرف اپنا سر اٹھایا اور دیکھا کہ اس پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا ہے، تب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ تجھے ساری مخلوق سے بڑھ کر محبوب ہیں۔“

(الإشراف لابن أبي الدُّنيا : 24، تاريخ ابن عساكر : 386/7)

تبصرہ:

جھوٹ کا پلندا ہے جو ان نامعلوم اور مبہم راویوں نے اکٹھا کیا ہے:

① محمد بن مغیرہ مازنی کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔

② اس کے باپ کے متعلق بھی آگاہی نہیں ملی۔

③ رجل من اہل الکوفہ مبہم اور مجہول ہے۔

④ عبدالرحمٰن بن عبد ربہ مازنی کی واضح توثیق درکار ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۵ شیخ من اہل المدینہ بھی ''مجہول'' ہے۔

اس سند میں مبہم اور مجہول راویوں نے بسیرا کر رکھا ہے۔ یہ روایت انہی نا معلوم راویوں کی گھڑنتل ہے۔

تنبیہ:

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اِخْتَصَمَ وَلَدُ آدَمَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : أَيُّ خَلْقٍ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ؟ قَالَ بَعْضُهُمْ : آدَمُ، خَلَقَهُ اللّٰهُ بِيَدِهٖ، وَأَسْجَدَ لَهُ الْمَلَائِكَةَ، قَالَ آخَرُونَ : الْمَلَائِكَةُ الَّذِينَ لَمْ يَعْصُوا اللّٰهَ، فَقَالُوا : بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَبُونَا، فَانْتَهَوْا إِلٰى آدَمَ، فَذَكَرُوا لَهٗ مَا قَالُوا، فَقَالَ : يَا بَنِيَّ! إِنَّ أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا بَدَا أَنْ نَّفَخَ فِيَّ الرُّوحَ، فَمَا بَلَغَ قَدَمَيَّ حَتَّى اسْتَوَيْتُ جَالِسًا، فَبَرَقَ لِيَ الْعَرْشُ، فَنَظَرْتُ فِيهِ : مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، فَذَاكَ أَكْرَمُ الْخَلْقِ عَلَى اللّٰهِ.

''سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد نے آپس میں بحث و تکرار کی کہ اللہ کے نزدیک سب سے معزز مخلوق کون سی ہے؟ بعض نے کہا کہ وہ آدم علیہ السلام ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اسے فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ دوسروں نے کہا کہ فرشتے سب سے معزز مخلوق ہیں کیونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اللہ کی کوئی نافرمانی نہیں کی۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم اپنے والد سے فیصلہ کراتے ہیں۔ وہ آدم علیہ السلام کے پاس پہنچے اور ساری بات بتائی۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: میرے بیٹو! اللہ کے ہاں سب سے معزز مخلوق وہ ہے، جو مجھ میں روح پھونکے جانے کے وقت ظاہر ہوئی۔ ابھی روح میرے قدموں تک نہیں پہنچی تھی کہ مَیں سیدھا ہو کر بیٹھ سکتا۔ اس وقت عرش چمکا اور میں نے اس میں محمد رسول اللہ لکھا دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سب سے معزز مخلوق ہیں۔''

(الإشراف لابن أبي الدّنيا : 23، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 386/7)

تبصرہ:

بے ثبوت قول ہے۔

① محمد بن صالح بن مہران قرشی ''مجہول الحال'' ہے۔ سوائے ابن حبان رحمہ اللہ (125/9) کے کسی نے توثیق نہیں کی۔

② عون بن کہمس بھی ''مجہول الحال'' ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْرِفُهٗ . ''میں اسے نہیں جانتا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 387/6، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقات (515/8) میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے مقبول یعنی مجہول الحال کہا ہے۔

(تقريب التّهذيب : 5225)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہی راجح ہے، یہی بات درست ہے کہ یہ ''مجہول'' ہے، لہٰذا حافظ ذہبی رحمہ اللہ (307/2) کا اسے ''ثقہ'' قرار دینا بے دلیل اور مرجوح ہے۔

③ ابوالاسود طفاوی کی توثیق کسی مجہول ہی کی طرف سے ہے۔ جو خود مجہول یا ضعیف ہو، اس کی توثیق کا کیا اعتبار؟ طفاوی کا امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے سماع ولقاء بھی درکار ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں اس طرح کا اڑتا ہوا قول حجت نہیں ہوسکتا، یہ قرآنِ مجید اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ثابت شدہ تفسیر کے بھی خلاف ہے۔

دلیل نمبر ⑬

حفص بن سائب حنظلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا سکھائی:

اَللّٰھُمَّ! بِحَقِّ آدَمَ وَذُرِّیَّتِهٖ مِنَ الْأَنْبِیَاءِ، أَنْ تَشْفِيَ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ، وَفُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ.

''یا اللہ! آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد میں آنے والے انبیائے کرام کے طفیل فلاں بن فلاں اور فلانہ بنت فلاں کو شفا دے دے۔۔۔''

(أخرجه المُستَغفري كما في الأجوبة المَرضِيّة للسّخاوي :316/1)

تبصرہ :

مستغفری کی کتاب مفقود ہے۔ اس روایت کی سند کا علم نہیں ہوسکا۔ بے سند

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

روایات دین نہیں بن سکتیں۔

دلیل نمبر⑭

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ، قَالَ: يَا رَبِّ! أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ، لَمَّا غَفَرْتَ لِي، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا آدَمُ! وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَّلَمْ أَخْلُقْهُ؟ قَالَ: لِأَنَّكَ يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي، فَرَأَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ، إِنَّهٗ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ، وَإِذْ سَأَلْتَنِي بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ، وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُكَ.

”آدم علیہ السلام نے غلطی کا ارتکاب کیا تو انہوں نے عرض کیا: میرے رب! میں تجھ سے بحق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم! تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچان لیا، جبکہ میں نے ابھی تک اسے پیدا ہی نہیں کیا؟ عرض کیا: اس لیے کہ جب تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا اور عرش کے پائیوں پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ لکھا دیکھا۔ میں اسی وقت جان گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام لکھا ہے جو مخلوق میں سب سے محبوب ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: آدم! تو نے سچ کہا ہے۔ وہ ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ چونکہ تو نے مجھ سے ان کے بحق مانگا ہے، تو میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔''

(المستدرك للحاكم : 2/614-615، ح : 4228، دلائل النُّبُوّة للبيهقي : 5/488، تاريخ ابن عساكر : 7/437)

تبصرہ:

روایت من گھڑت ہے۔ جب امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا، تو ان کے ردّ میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا:

بَلْ مَوْضُوعٌ . ''یہ تو من گھڑت ہے۔''

(تلخيص المستدرك : 2/615)

جب حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''باطل'' (میزان الاعتدال : 2/504) کہا، تو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کے اس حکم کو برقرار رکھا۔

(لسان الميزان : 3/359-360)

① عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْهُ، وَهُوَ ضَعِيفٌ .

''اس سند سے اس روایت کو بیان کرنے میں اپنے والد سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اکیلا ہے اور وہ ضعیف ہے۔'' (دلائل النُّبوّة : 489/5)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے علامہ سبکی نقل کرتے ہیں:

أَمَّا مَا ذَكَرَهُ فِي قِصَّةِ آدَمَ، مِنْ تَوَسُّلِهٖ، فَلَيْسَ لَهُ أَصْلٌ، وَلَا نَقَلَهُ أَحَدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْنَادٍ يَّصْلُحُ لِلِاعْتِمَادِ عَلَيْهِ، وَلَا الِاعْتِبَارِ، وَلَا الْاِسْتِشْهَادِ .

''آدم علیہ السلام کے قصے میں ان کے توسل کا جو واقعہ بیان ہوا ہے، وہ بے اصل ہے۔ کسی نے بھی اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی سند کے ساتھ بیان نہیں کیا، جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہو یا جسے اعتبار واستشہاد کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہو۔'' (شفاء السّقام، ص 361)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ روایت بیان کرنے کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ سے عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم پر ''ضعیف'' ہونے کی جرح ذکر کی ہے۔

(البِداية والنّهاية : 393/2)

خود عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے بارے میں فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ . ''ضعیف ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر :12/3)

حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ (744ھ) فرماتے ہیں:

إِنِّي لَأَتَعَجَّبُ مِنْهُ، كَيْفَ قَلَّدَ الْحَاكِمَ فِي تَصْحِيحِهٖ، مَعَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنَّهُ حَدِيثٌ غَيْرُ صَحِيحٍ وَّلَا ثَابِتٍ، بَلْ هُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفُ الْإِسْنَادِ جِدًّا، وَقَدْ حَكَمَ عَلَيْهِ بَعْضُ الْأَئِمَّةِ بِالْوَضْعِ .

''مجھے حیرانی ہے کہ علامہ سبکی نے اس حدیث کو صحیح قرار دینے میں امام حاکم رحمہ اللہ کی بات پر بھروسہ کرلیا ہے۔ یہ حدیث صحیح و ثابت نہیں، بلکہ سخت ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔ بعض ائمہ کرام نے تو اسے من گھڑت قرار دیا ہے۔''

(الصّارم المُنكِي في الردّ على السُّبكي، ص 32)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ مَنْ لَّمْ أَعْرِفْهُمْ .

''اس روایت کے کئی راویوں کو میں نہیں پہچانتا۔''

(مَجمع الزّوائد : 353/8)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(مَناهل الصّفا في تخريج أحاديث الشّفا : 96)

ابن عراق کنانی رحمہ اللہ (963ھ) نے ''باطل'' کہا ہے۔

(تَنزيه الشّريعة المرفوعة عن الأخبار الشّنيعة الموضوعة :76/1)

ملا علی قاری حنفی نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(شرح الشّفا : 224/2)

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم جمہور کے نزدیک ''ضعیف و متروک'' ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْـأَكْثَرُ عَلٰی تَضْعِیفِهٖ .   ''جمہور محدثین ضعیف کہتے ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 21/2)

حافظ ابنِ ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْکُلُّ . ''سب نے ضعیف قرار دیا ہے۔''(البدر المنير : 458/5)

امام احمد بن حنبل، امام علی بن مدینی، امام بخاری، امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام ابوحاتم رازی، امام ابوزرعہ رازی، امام دارقطنی، امام ابنِ سعد، امام ابنِ خزیمہ، امام ابن حبان، امام ساجی، امام طحاوی حنفی، امام جوزجانی رحمہم اللہ وغیرہم نے ضعیف ومجروح قرار دیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰی عَنْ أَبِیهِ أَحَادِیثَ مَوْضُوعَةً .

''اپنے باپ سے موضوع احادیث بیان کی ہیں۔''

(المَدخل : 154)

یہ حدیث بھی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اپنے باپ زید بن اسلم سے روایت کی ہے، لہٰذا موضوع ہے۔

② عبداللہ بن مسلم فہری کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَا أَدْرِي مَنْ ذَا؟   ''میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے؟''

(تلخیص المستدرك : 615/2)

تنبیہ ①

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہی روایت اسی سند سے امام ابوبکر آجری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الشریعۃ (ص 427) میں موقوفاً بھی ذکر کی ہے۔

تنبیہ ②

اس روایت سے استدلال لینے والے حضرات کا تضاد ملاحظہ ہو، وہ دو مختلف معانی پر مشتمل موضوع روایات سے بیک وقت استدلال کرتے ہیں۔ وہ یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا۔لیکن اگر اس نور والی روایت کو صحیح مانیں، تو زیر بحث روایت باطل ہو جائے گی۔ دونوں میں سے کسی ایک کو تو موضوع ماننا ہی پڑے گا۔ زیر بحث موضوع روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ ابھی میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہیں کیا، تو آپ نے انہیں کیسے پہچان لیا؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت تک محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا نہیں ہوئے تھے۔

جبکہ نور والی روایت میں ہے کہ ہر چیز سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا گیا۔ اب فیصلہ خود کر لیں کہ وہ دونوں جھوٹوں کو چھوڑیں گے یا کسی ایک جھوٹ کو اپنا لیں گے۔ اگر وہ کسی ایک جھوٹ کو اپنانا چاہتے ہیں، تو بتا دیں کہ وہ کس پر اعتماد کریں گے؟

دلیل نمبر⑮:

عبدالکریم قرشی کا بیان ہے:

نَبَتَ اللُّبَانُ مِنْ دُمُوعِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَالزَّعْفَرَانُ مِنْ دُمُوعِ دَاوُدَ، عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، قَالَ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

فَلَمَّا اشْتَدَّ جُوعُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَفَعَ رَأْسَهٗ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ : يَا سَمَاءُ! أَطْعِمِينِي، فَأَنَا آدَمُ صَفِيُّ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ أَجِيبِي عَبْدِي، فَقَالَتْ : يَا آدَمُ! لَسْنَا نُطْعِمُ الْيَوْمَ مَنْ عَصَى اللّٰهَ تَعَالٰى، فَبَكٰى آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيْضًا أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَلَمَّا اشْتَدَّ جُوعُه رَفَعَ رَأْسَهٗ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ : أَسْأَلُكَ يَا رَبِّ! بِحَقِّ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي تُرِيدُ أَنْ تُخْرِجَهٗ مِنْ صُلْبِي، إِلَّا تُبْتَ عَلَيَّ وَأَطْعَمْتَنِي .

''آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے کانٹے دار بُوٹی پیدا ہوئی، جبکہ داود علیہ السلام کے آنسوؤں سے زعفران پیدا ہوئی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دونوں انبیائے کرام پر درود وسلام ہو، جب آدم علیہ السلام کو بھوک کی شدت محسوس ہوئی، تو انہوں نے آسمان کی طرف اپنا سر اٹھایا اور کہا: آسمان! مجھے کھانا کھلا، میں آدم صفی اللہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف وحی فرمائی کہ میرے بندے کو جواب دو۔ آسمان نے کہا: آدم! ہم آج اس شخص کو کھانا نہیں کھلائیں گے، جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔ اس پر آدم علیہ السلام چالیس دن روتے رہے۔ جب ان کی بھوک بڑھ گئی، تو انہوں نے آسمان کی طرف چہرہ اُٹھا کر التجا کی: میرے رب! میں تجھ سے اس اُمّی نبی کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، جسے تُو میری نسل سے پیدا کرنا چاہتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ تُو میری توبہ قبول کر لے اور مجھے کھانا کھلا دے۔“

(العَظمة لأبي الشّيخ الأصبهاني : 5/1596-1597، ح : 1061)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔

① ابو یعقوب یوسف بن دودان کون ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا۔

② محمد بن یوسف تمیمی کے حالات نہیں مل سکے۔

③ ابراہیم بن محمد سے مراد اگر ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی ہے، تو وہ جمہور کے نزدیک ”متروک اور کذاب“ تھا۔

④ عثمان بن عبد الرحمٰن قرشی سے مراد اگر وقاصی ہے، تو وہ باتفاقِ محدثین ”متروک“ اور ”ضعیف“ ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ، وَكَذَّبَهُ ابْنُ مَعِينٍ .

”متروک ہے، امام ابن معین رحمہ اللہ نے کذاب کہا ہے۔“

(تقريب التّهذيب : 4493)

⑤ عبد الکریم قرشی کون ہے؟ اس کا تعارف نہیں مل سکا۔

دلیل نمبر⑯:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى آدَمَ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهٖ عَطَسَ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَأَلْهَمَهُ اللّٰهُ : ﴿أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾، فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ : يَرْحَمُكَ رَبُّكَ، فَلَمَّا أَسْجَدَ لَهُ الْمَلَائِكَةَ تَدَاخَلَهُ الْعَجَبُ، فَقَالَ : يَا رَبِّ! خَلَقْتَ خَلْقًا أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنِّي؟ فَلَمْ يُجِبْ، ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ، فَلَمْ يُجِبْ، ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ، فَلَمْ يُجِبْ، ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ : نَعَمْ، وَلَوْلَاهُمْ مَّا خَلَقْتُكَ، فَقَالَ : يَا رَبِّ! فَأَرِنِيهِمْ، فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى مَلَائِكَةِ الْحُجَبِ أَنِ ارْفَعُوا الْحُجَبَ، فَلَمَّا رُفِعَتْ إِذَا آدَمُ بِخَمْسَةِ أَشْبَاحٍ قُدَّامَ الْعَرْشِ، فَقَالَ : يَا رَبِّ! مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ : يَا آدَمُ! هٰذَا مُحَمَّدٌ نَّبِيِّي، وَهٰذَا عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ابْنُ عَمِّ نَبِيِّي وَوَصِيُّهٗ، وَهٰذِهِ فَاطِمَةُ ابْنَةُ نَبِيِّي، وَهٰذَانِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ابْنَا عَلِيٍّ وَّوَلَدَا نَبِيِّي، ثُمَّ قَالَ : يَا آدَمُ! هُمْ وَلَدُكَ، فَفَرِحَ بِذٰلِكَ، فَلَمَّا اقْتَرَفَ الْخَطِيئَةَ قَالَ : يَا رَبِّ! أَسْأَلُكَ بِمُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ لَمَّا غَفَرْتَ لِي، فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٰذَا.

''اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی، تو انھوں نے چھینک ماری۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کی کہ وہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ کہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھ پر تیرا رب رحم کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے انہیں سجدہ کرایا تو ان میں تکبر آیا اور انہوں نے کہا: میرے رب! کیا تو نے کوئی ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو تجھے مجھ سے بڑھ کر محبوب ہو؟ اللہ تعالیٰ نے کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے دوسری مرتبہ یہی سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے پھر جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں، اگر وہ نہ ہوتے، تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ آدم نے عرض کیا: میرے رب! میری ان سے ملاقات کرا دے۔ اللہ تعالیٰ نے حجاب کے فرشتوں کی طرف وحی کی کہ حجاب اٹھا دو۔ جب پردے اٹھ گئے، تو آدم نے دیکھا کہ عرش کے سامنے پانچ مورتیاں نظر آئیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ (پہلے) میرے نبی محمد ہیں، (دوسرے) امیر المومنین اور میرے نبی کے چچا زاد اور وصی علی ہیں، (تیسری) میرے نبی کی بیٹی فاطمہ ہیں اور (چوتھے، پانچویں) علی کے بیٹے اور میرے نبی کے نواسے حسن و حسین ہیں۔ پھر فرمایا: آدم! یہ تیری اولاد ہیں۔ اس سے آدم خوش ہو گئے۔ جب آدم نے غلطی کا ارتکاب کیا تو کہا: میرے رب! میں تجھ سے محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔''

(اليَقين لعَليّ بن موسٰى بن طاؤس الحَسَني، ص 174-175)

تبصرہ:

بہتان محض ہے، جو کسی مجہول نے گھڑ لیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① علی بن ابراہیم قاضی اور اس کے والد سمیت کئی راوی مجہول ہیں۔

② ابواحمد جرجانی قاضی اگر محمد بن علی بن عبدل ہے، تو وہ متہم بالکذب ہے۔

(الموضوعات لابن الجوزي :349/1)

اگر یہ محمد بن محمد بن مکی ہے، تو بھی ''ضعیف'' ہے۔

③ حجاج سے مراد حجاج بن ارطاۃ ہے، تو ''ضعیف ومدلس'' ہے۔

④ ابن ابی نجیح ''مدلس'' ہے۔

⑤ علی بن موسیٰ بن طاؤس حسنی رافضی ہے۔ اس کی نقل کا کوئی اعتبار نہیں۔

قارئین ہی فیصلہ فرمائیں کہ جس سند میں اس قدر جہالتیں اور قباحتیں ہوں اور جس روایت میں رافضی عقائد جھلک رہے ہوں، اسے بطور دلیل ذکر کرنا بھلا اہل سنت کو زیب دیتا ہے؟

قارئین! ایک طرف قرآنِ کریم سے صراحتاً ثابت ہے کہ سیدنا وابونا آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو اس کی بلند صفات کا واسطہ دیا تھا۔ جب کہ اس جھوٹی روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل، سیدہ فاطمہ، سیدنا علی اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کا واسطہ دیا تھا۔ تو یہ قرآن کے بھی مخالف ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أُولٰئِكَ الضُّلَّالُ أَشْبَاهُ الْمُشْرِكِينَ النَّصَارٰى، فَعُمْدَتُهُمْ إِمَّا أَحَادِيثُ ضَعِيفَةٌ أَوْ مَوْضُوعَةٌ أَوْ مَنْقُولَاتٌ عَمَّنْ لَّا يُحْتَجُّ بِقَوْلِهِ، إِمَّا أَنْ يَّكُونَ كِذْبًا عَلَيْهِ، وَإِمَّا أَنْ يَّكُونَ غَلَطًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِّنْهُ، إِذًا هِيَ نَقْلٌ غَيْرُ مُصَدَّقٍ عَنْ قَائِلٍ غَيْرِ مَعْصُومٍ، وَإِنِ اعْتَصَمُوا بِشَيْءٍ مِّمَّا ثَبَتَ عَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّفُوا الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ، وَتَمَسَّكُوا بِمُتَشَابِهِهٖ، وَتَرَكُوا مُحْكَمَهٗ كَمَا يَفْعَلُ النَّصَارٰى.

''نصرانی مشرکوں سے مشابہت رکھنے والے یہ گمراہ یا تو من گھڑت وضعیف روایات پر اعتماد کرتے ہیں یا ایسے اقوال و مرویات پر جو حجت نہیں ہوتے۔ یہ اقوال یا تو قائل کی طرف جھوٹے منسوب ہوتے ہیں یا قائل کا علمی تسامح ہوتے ہیں۔ یوں یہ اقوال غیر معصوم اشخاص کی غیر مصدقہ مرویات پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر کبھی وہ رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ احادیث سے دلیل لیتے ہیں تو ان کے معانی و مفاہیم میں تحریف کے مرتکب ہوتے ہیں اور محکم و صریح کو چھوڑ کر نصاریٰ کی طرح متشابہ الفاظ سے استدلال و استنباط کرتے ہیں۔''

(تلخیص کتاب الاستغاثۃ، ص 352)

نیز فرماتے ہیں:

لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ: إِنَّهٗ يَجُوزُ أَنْ يُّجْعَلَ الشَّيْءَ وَاجِبًا أَوْ مُسْتَحَبًّا بِحَدِيثٍ ضَعِيفٍ، وَمَنْ قَالَ هٰذَا، فَقَدْ خَالَفَ الْإِجْمَاعَ.

''ائمہ دین میں سے کسی نے بھی شریعت کے کسی واجب و مستحب امر کو ضعیف حدیث سے ثابت کرنا جائز قرار نہیں دیا۔ جو ایسی بات کرتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجماع کا مخالف ہے۔'' (قاعدة جليلة، ص 162)

سیدنا آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء وصفات کا واسطہ دینا قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ ضعیف حدیثیں جو کسی غیر ثابت چیز کو ثابت نہیں کرتیں، کیا اب بھی ان پر اعتماد ہو گا؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ اگر نہ ہوتے......!

تخلیق کائنات کا مقصد کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ عبادتِ الٰہی۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾(الذّاريات : 56)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

معلوم ہوا کہ نظامِ کائنات کو خالقِ کائنات نے اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔اس قرآنی بیان کے خلاف صوفیا نے ایک جھوٹی اور من گھڑت روایت مشہور کر رکھی ہے کہ کائنات کی تخلیق رسول کریم ﷺ کے لیے، آپ کے طفیل اور آپ کے صدقے ہوئی۔اگر آپ نہ ہوتے،تو کائنات تخلیق نہ ہوتی۔اس سلسلہ میں بیان کردہ روایات جھوٹی،جعلی اور ضعیف ہیں۔

اس غلط عقیدے کے بارے میں بیان کی جانے والی روایات کی ذخیرہ حدیث میں موجود تمام سندوں کا تفصیلی جائزہ اوران پر منصفانہ تبصرہ پیش خدمت ہے۔قارئین کرام! غور سے اس مضمون کا مطالعہ فرمائیں اور فیصلہ خود کریں کہ کیا ایسی روایات کو دینِ اسلام کا نام دیا جا سکتا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں:

روایت نمبر①

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ! مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا .

''محمد (ﷺ)! اگر آپ نہ ہوتے، تو میں دنیا تخلیق نہ کرتا۔''

(تاریخ ابن عساکر : 518/3، الموضوعات لابن الجوزي :1/288-289)

تبصرہ:

باطل اور جھوٹی روایت ہے۔ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے موضوع (من گھڑت) قرار دیا ہے۔ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے ان کے حکم کو برقرار رکھا ہے۔

(اللّآلي المَصنوعة :272/1)

① محمد بن عیسیٰ بن حیان مدائنی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک الحدیث'' قرار دیا ہے۔

(سؤالات الحاکم :171)

نیز ''ضعیف'' بھی کہا ہے۔

(العِلَل :347/5، سنن الدّارقطني :78/1)

حافظ ابواحمد حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَ عَنْ مَّشَايِخِهٖ مَا لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ .

''اس نے اپنے اساتذہ سے ایسی روایات بیان کی ہیں، جن پر ثقات نے اس کی موافقت نہیں کی۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 399/2، وسندہٗ صحیحٌ)

حافظ لالکائی رحمہ اللہ ''ضعیف'' کہتے ہیں۔

(تاریخ بغداد للخطیب : 398/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام حاکم رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(ميزان الاعتدال للذّهبي :678/3)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''ضعیف'' ہے۔

(الموضوعات :289/1)

صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقات (143/9) میں ذکر کیا ہے۔

حافظ برقانی رحمہ اللہ نے ''ثقہ'' کہا ہے۔

(تاريخ بغداد للخطيب : 398/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تلخيص المستدرك : 254/3، وفي نسخة : 308/2)

معلوم ہوا کہ اس کا ضعف ہی راجح ہے۔

② محمد بن صباح اگر کوفی ہے، تو امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِقَوِيٍّ. ''یہ ذرا بھی مضبوط نہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 290/7)

③ ابراہیم بن ابی حیہ سخت ''ضعیف'' ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' قرار دیا ہے۔

(التّاريخ الكبير :283/1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کتاب الضعفاء والمتروکین (17) میں ذکر کیا ہے۔

نیز ''متروک'' قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال للذّهبي :79/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نسائی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الكامل لابن عدي: 238/1، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 149/2، ت: 491)

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ. ''کچھ نہیں تھا۔''(لسان الميزان لابن حجر: 52/1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعْفُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي حَيَّةَ بَيِّنٌ عَلٰى أَحَادِيثِهٖ وَرِوَايَاتِهٖ.

''ابراہیم بن ابوحیہ کا ضعف اس کی احادیث وروایات سے واضح ہے۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال: 389/1)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّهِشَامٍ مَّنَاكِيرَ وَأَوَابِدَ، يَسْبِقُ إِلَى الْقَلْبِ أَنَّهُ الْمُتَعَمِّدُ بِهَا.

''جعفر بن محمد اور ہشام سے منکر اور من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔ لگتا ہے کہ اس نے خود گھڑی ہیں۔''

(كتاب المَجروحين: 103/1-104)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(الموضوعات: 289/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔(ديوان الضّعفاء: 275)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اسے ''شیخ ثقۃ کبیر'' (الجرح والتعدیل: 149/2) کہہ دیا ہے، لیکن ان کا یہ قول جمہور محدثین کی جرح کے مقابلہ میں قبول نہیں۔

④ خلیل بن مرہ جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''منکر الحدیث ہے۔'' (سنن التّرمذي: 2666، 3474)

نیز فرماتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ. ''منکر الحدیث ہے۔'' (التّاريخ الكبير: 199/3)

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے حدیث میں ''غیر قوی'' قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 379/3)

امام نسائی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(الضّعفاء والمَتروكون: 178)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ ''ضعیف'' کہا ہے۔

(كتاب المَجروحين لابن حبان: 286/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ عَنِ الْمَشَاهِيرِ، كَثِيرُ الرِّوَايَةِ عَنِ الْمَجَاهِيلِ.

''مشہور راویوں سے منکر احادیث بیان کرتا ہے، اس کی زیادہ تر روایات مجہولین سے ہیں۔'' (كتاب المَجروحين: 286/1)

حافظ ابن حجر اور حافظ ذہبی رحمہما اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ چنانچہ جمہور کی تضعیف کے مقابلہ میں امام ابن شاہین وغیرہ کی توثیق مفید نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ یحییٰ سے مراد اگر یحییٰ ابن ابی صالح سمان ہے، تو ''مجہول'' ہے۔

(تقریب التّهذیب لابن حجر : 7569)

امام ابن حبان رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے ''ثقہ'' قرار نہیں دیا۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْخٌ مَّجْهُولٌ، لَا أَعْرِفُهٗ.

''مجہول شیخ ہے، میں اسے نہیں پہچانتا۔'' (الجرح والتّعديل : 158/9)

اگر یحییٰ بن ابی کثیر ہے، تو ''مدلس'' ہے، البتہ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے یحییٰ بن میمون ابوایوب بصری سمجھا ہے۔

⑥ سلام بن سلیمان ضریر ''ضعیف'' ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 279/1)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ. ''یہ قوی نہیں ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 259/4)

حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي حَدِيْثِهٖ عَنِ الثِّقَاتِ مَنَاكِيْرُ.

''یہ ثقہ راویوں سے منکر روایتیں بیان کرتا ہے۔''

(الضّعفاء الكبير : 161/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔ (التّقريب : 2704)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا یہ سند چھ وجوہات کی بنا پر باطل ہے۔

روایت نمبر ②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے:

أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ! لَوْلَاكَ لَمَا خُلِقَتِ الْجَنَّةُ، وَلَوْلَاكَ مَا خُلِقَتِ النَّارُ.

''میرے پاس جبریل آئے اور کہنے لگے: محمد (ﷺ)! اگر آپ نہ ہوتے، تو جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کیا جاتا۔''

(الغَرائب المُلتقَطَة لابن حجر: 479/1)

تبصرہ :

جھوٹی روایت ہے۔

① فضیل بن جعفر بن سلیمان کی توثیق اور حالات معلوم نہیں ہوئے۔

② عبدالصمد بن علی بن عبداللہ کی بھی توثیق نہیں ملی۔

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُهُ غَيْرُ مَحْفُوظٍ، وَلَا يُعْرَفُ إِلَّا بِهِ.

''اس کی حدیث غیر محفوظ ہے اور وہ اسی روایت کے ساتھ معروف ہے۔''

(الضّعفاء الكبير: 84/3)

روایت نمبر③

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ : يَا عِيسٰى! آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَّأْمُرْ مَنْ أَدْرَكَهٗ مِنْ أُمَّتِكَ أَنْ يُؤْمِنُوا بِهٖ، فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ آدَمَ، وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ، وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ، فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، فَسَكَنَ .

''اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ عیسیٰ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیے اور حکم دیجیے کہ آپ کی امت میں سے جو لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا زمانہ پائیں، وہ ان پر ایمان لائیں۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں آدم (علیہ السلام) کو پیدا نہ کرتا، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں جنت اور جہنم کو پیدا نہ کرتا۔ میں نے عرش کو پانی کے اوپر پیدا کیا تو وہ ہلنے لگا۔ اس پر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ لکھ دیا، تو ٹھہر گیا۔''

(المستدرك على الصّحِيحَيْن للحاكم : 2/514-515، ح : 4227)

تبصرہ:

جھوٹ ہے۔

① عمرو بن اوس انصاری نامعلوم و مجہول ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُجْهَلُ حَالُهٗ، أَتٰى بِخَبَرٍ مُّنْكَرٍ، أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهٖ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَظُنُّهٗ مَوْضُوعًا .

''مجہول الحال ہے۔اس نے ایک منکر روایت بیان کی ہے، جسے امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں ذکر کیا ہے۔ میرے مطابق وہ روایت من گھڑت ہے۔''(میزان الاعتدال : 5246/3، 6330)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (911 ھ) کہتے ہیں:

قَالَ الذَّهَبِيُّ : فِي سَنَدِهٖ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ، لَا يُدْرٰى مَنْ هُوَ؟

''حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی سند میں عمرو بن اوس معلوم نہیں کون ہے؟''(الخصائص الکبرٰی : 14/1)

② سعید بن ابی عروبہ ''مدلس''اور''مختلط''ہے۔

③ قتادہ بن دعامہ ''مدلس''ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

لہٰذا اس قول کی سند کو امام حاکم رحمہ اللہ کا ''صحیح'' کہنا معتبر نہیں۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

أَظُنُّهٗ مَوْضُوعًا عَلٰى سَعِيدٍ .

''میرے مطابق یہ سعید پر جھوٹ ہے۔''

(تلخیص المستدرك : 415/2)

لسان المیزان میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسی حکم کو برقرار رکھا ہے۔

غیر ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ یہ قول شرعی نصوص کے بھی خلاف ہے۔

تنبیہ:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

طبقات المحدثین باصبہان لابی الشیخ (287/2) میں عمرو بن اوس انصاری ''مجہول'' کی متابعت سعید بن اوس انصاری نے کی ہے، لیکن اس کی سند میں محمد بن عمر محاربی لاپتہ ہے۔ لہٰذا اس متابعت کا کوئی فائدہ نہیں۔

روایت نمبر④

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهٖ عَطَسَ آدَمُ، فَقَالَ : الْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَقَالَ اللّٰهُ : حَمِدَنِي عَبْدِي، وَعِزَّتِي وَجَلَالِي! لَوْلَا عَبْدَانِ اُرِيدُ أَنْ أَخْلُقَهُمَا فِي دَارِ الدُّنْيَا مَا خَلَقْتُكَ، قَالَ : إِلٰهِی! فَيَكُونَانِ مِنِّی؟ قَالَ : نَعَمْ يَا آدَمُ! رْفَعْ رَاسَكَ وَانْظُرْ، فَرَفَعَ رَاْسَه، فَإِذَا هُوَ مَكْتُوبٌ عَلَى الْعَرْشِ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، نَبِيُّ الرَّحْمَةِ .

''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی، تو انہیں چھینک آئی۔ انہوں نے الحمد للہ کہا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے میری تعریف کی ہے۔ میری عزت اور میرے جلال کی قسم! اگر دو بندوں کو دنیا میں پیدا کرنے کا ارادہ نہ ہوتا، تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ آدم نے عرض کیا: اے میرے الٰہ! کیا وہ دونوں میری ہی نسل سے ہوں گے؟ فرمایا: جی ہاں! آدم! سر اٹھایئے اور دیکھئے، آدم نے سر اٹھایا تو عرش پر لَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، نَبِيُّ الرَّحْمَةِ لکھا ہوا تھا۔''

(المَناقِب للخَوارزمي، ص 318، الجَواهر السُّنِّيّة للحرّ العاملي، ص 292)

تبصرہ :

جھوٹی روایت ہے۔

① موفق رافضی شیعہ ہے۔اس کی کوئی توثیق ثابت نہیں۔

② ابو محمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری کی اگرچہ شیعہ کتب میں توثیق موجود ہے، لیکن اہل سنت کی کتابوں میں اس کی توثیق موجود نہیں۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَاوِيَةٌ لِّلْمَنَاكِيرِ، رَافِضِيٌّ.

''کثرت سے منکر روایات بیان کرنے والا اور رافضی ہے۔''

(میزان الاعتدال : 287/4، ت : 9174)

③ فیحان عطار ابونصر کا اتا پتا نہیں۔

④ ربیع بن جراح نامعلوم ہے۔

⑤ سلیمان بن مہران اعمش کی تدلیس ہے۔

⑥، ⑦، ⑧ عبدالعزیز بن عبداللہ، جعفر بن محمد اور عبدالکریم کا تعین اور توثیق درکار ہے۔

⑨ ابن شاذان کی شیعہ کتب میں تعریف ہے، مگر اہل سنت کی کتابوں میں ایسا کچھ نہیں ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی ایک روایت کو جھوٹ قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال : 466/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ سَاقَ أَخْطَبُ خَوَارِزْمَ مِنْ طَرِيقِ هٰذَا الدَّجَّالِ ابْنِ شَاذَانَ، أَحَادِيثَ كَثِيرَةً بَاطِلَةً سَمْجَةً رَّكِيكَةً فِي مَنَاقِبِ السَّيِّدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''اخطب خوارزم نے اس دجال ابن شاذان کی سند سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بہت سی باطل، بے تکی اور بے ہودہ روایات بیان کی ہیں۔''

(میزان الاعتدال : 467/3)

اس روایت میں اور بھی خرابیاں موجود ہیں۔

روایت نمبر ⑤

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَنَفَخَ فِيهِ الرُّوحَ عَطَسَ آدَمُ، فَأُلْهِمَ أَنْ قَالَ : ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ : يَا آدَمُ! حَمِدْتَنِي، فَوَعِزَّتِي وَجَلَالِي، لَوْلَا عَبْدَانِ اُرِيدُ أَنْ أَخْلُقَهُمَا فِي آخِرِ الدُّنْيَا مَا خَلَقْتُكَ .

''اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور ان میں روح پھونکی، تو انہیں چھینک آئی۔ انہیں الہام ہوا کہ وہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾ کہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ آدم! تو نے میری تعریف کی ہے۔ میری عزت اور میرے جلال کی قسم! اگر میں نے دنیا کے آخر میں دو بندوں کو پیدا کرنے کا ارادہ نہ کیا ہوتا، تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بشارة المصطفٰی لمحمد الطّبري الرّافضي، ص 116-117، الجواهر السّنيّة للحرّ العاملي، ص 273)

تبصرہ:

سراسر جھوٹی روایت ہے۔

① حسین بن حسن اشقر جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''فیہ نظر'' (منکر الحدیث) کہا ہے۔

(التّاريخ الكبير: 385/2)

نیز فرماتے ہیں:

عِنْدَهٗ مَنَاكِيرُ . ''منکر روایات بیان کرتا ہے۔'' (التّاريخ الصّغير: 291/2)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، وَكَانَ صَدُوقًا .

''تھا تو سچا، لیکن روایات منکر بیان کرتا تھا۔'' (سؤالات ابن هانئ: 2358)

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ شَيْخٌ مُّنْكَرُ الْحَدِيثِ . ''شیخ منکر الحدیث تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 50/3)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِقَوِيٍّ فِي الْحَدِيثِ . ''حدیث میں بالکل قوی نہیں۔''

(الجرح والتّعديل: 49/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ جوزجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غَالٍ مِّنَ الشَّتَّامِينَ لِلْخِيَرَةِ .

”غالی رافضی تھا اور صحابہ کرام پر سب وشتم کرنے والوں میں سے تھا۔“

(أحوال الرّجال : 90)

امام دارقطنی رحمہ اللہ (الضعفاء والمتروکین :195) اور امام نسائی رحمہ اللہ (کتاب الضعفاء المتروکین:146) نے ”لیس بالقوی“ کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ شِيعِيٌّ جَلْدٌ، وَضَعَّفَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ .

”کٹر شیعہ تھا۔ کئی محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(البِداية والنّهاية : 86/6)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ”جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(مَجمع الزّوائد : 82/6، 102/9)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔(فتح الباري : 467/6)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حُسَيْنٍ الْأَشْقَرُ مُتَّهَمٌ .

”حسین اشقر متہم بالکذب ہے۔“(ذيل الأحاديث الموضوعة، ص 58)

② سلیمان بن مہران اعمش ”مدلس“ ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

③ محمد بن علی بن خلف عطار سے نیچے سب راویوں کی توثیق ثابت نہیں ہو سکی، مثلاً عبید بن موسیٰ رویانی، ابوالحسن احمد بن محمد بن اسحاق، ابو یعقوب اسحاق بن محمد بن عمران خباز، محمد بن احمد بن یوسف، ابو محمد عبدالملک بن محمد بن احمد بن یوسف، ابوسعید محمد بن احمد بن حسین نیشاپوری خزاعی، ابو نجم محمد بن عبدالوہاب بن عیسیٰ سمان رازی۔

تنبیه :

روایت لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ کو علامہ صنعانی رحمہ اللہ نے موضوع کہا ہے۔

(الموضوعات :51)

دنیا کی کسی کتاب میں اس کی کوئی سند نہیں مل سکی، اہل سنت کی کسی کتاب میں نہ شیعہ کی کسی کتاب میں۔ اسے محمد باقر مجلسی رافضی شیعہ نے اپنی کتاب بحار الانوار (18/15، 199/54) میں ابوالحسن البکری کی کتاب کتاب الانوار کے حوالے سے بے سند ذکر کیا ہے۔

فقه حنفي اور حديثِ لولاك :

احناف کی معتبر کتب میں لکھا ہے:

فِي جَوَاهِرِ الْفَتَاوٰى : هَلْ يَجُوزُ أَنْ يُّقَالَ : لَوْلَا نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ؟ قَالَ : هٰذَا شَيْءٌ يَّذْكُرُهُ الْوُعَّاظُ عَلٰى رُؤُوسِ الْمَنَابِرِ، يُرِيدُونَ بِهٖ تَعْظِيمَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْأَوْلٰى أَنْ يُّحْتَرَزَ عَنْ مِّثْلِ هٰذَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَإِنْ كَانَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَظِيمَ الْمَنْزِلَةِ وَالرُّتْبَةِ عِنْدَ اللّٰهِ، فَإِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنْزِلَةً وَّمَرْتَبَةً، وَخَاصَّةً لَّيْسَتْ لِغَيْرِهٖ، فَيَكُونَ كُلُّ نَبِيٍّ أَصْلًا بِنَفْسِهٖ .

''جواہر الفتاویٰ میں سوال ہے: کیا یہ کہنا جائز ہے کہ اگر ہمارے نبی محمد ﷺ نہ ہوتے، تو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا؟ جواب یہ دیا گیا: یہ ایسی چیز ہے، جو واعظین منبروں پر بیان کرتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد ہمارے نبی محمد ﷺ کی تعظیم کرنا ہوتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ایسی باتوں سے احتراز کیا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند مقام اور مرتبہ رکھتے تھے لیکن ہر نبی کو بھی ایک مقام اور مرتبہ حاصل تھا اور ہر نبی کے پاس کوئی نہ کوئی ایسی خصوصیت تھی، جو دوسرے کسی کے پاس نہ تھی۔ لہٰذا ہر نبی کا اپنا ایک مستقل مقام ہے۔''

(الفتاوی التّاتارخانيّة : 485/5)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راستے کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمازِ غوثیہ

بعض لوگوں نے دین میں ایک نئی نماز گھڑلی ہے اور اسے ''نماز غوثیہ'' کا نام دے کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے، یہ نماز بدعات وخرافات اور شرک وکفر کا ملغوبہ ہے، دین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی پیروی کا نام ہے، غیر مشروع طریقوں سے تقرب الٰہی کا حصول ناممکن ہے، اگرچہ یہ لوگ اپنے ان کارناموں کو اچھا خیال کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے طریقوں کو دین و عبادت قرار دینا فساد فی الارض ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ، أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِنْ لَّا يَشْعُرُونَ﴾

(البقرة: 11-12)

''جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو، تو کہتے ہیں: ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں، خبردار! حقیقت میں یہی لوگ فسادی ہیں، لیکن انہیں شعور نہیں۔''

بدعات، اللہ کی زمین پر فتنہ کا باعث ہیں، بعض لوگ آئے دن کوئی نہ کوئی بدعت ایجاد کر لیتے ہیں، وہ عبادات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر اکتفا نہیں کرتے۔

دنیا میں سب سے پہلے مصری صوفی ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی (713ھ) نے اس نماز کو متعارف کروایا، یہ صوفی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف منسوب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عبارت یوں ذکر کرتا ہے:

مَنِ اسْتَعَانَ بِي فِي كُربَةٍ كُشِفَتْ عَنْهُ، وَمَنْ نَادَانِي بِاسْمِي فِي شِدَّةٍ فُرِّجَتْ عَنْهُ، وَمَنْ تَوَسَّلَ بِي إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي حَاجَةٍ قُضِيَتْ لَه، وَمَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، يَقْرَأُفِي كُلِّرَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُورَةَ الْإِخْلَاصِ إِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ يُصَلِّي عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ، وَيَذْكُرُنِي، ثُمَّ يَخْطُوْا إِلٰى جِهَةِ الْعِرَاقِ إِحْدٰى عَشْرَةَ خُطْوَةً، وَيَذْكُرُ اسْمِي، وَيَذْكُرُ حَاجَتَه، فَإِنَّهَا تُقْضٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ .

''جو کسی مشکل میں مجھ سے مدد مانگے، اس کی مشکل دور کر دی جائے گی، جو مصیبت میں میرا نام لے کر پکارے، اس کی مصیبت دور کر دی جائے گی اور جو حاجت میں اللہ کو میرا وسیلہ دے کر دعا کرے، اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی، جو دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے، پھر سلام پھیرنے کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیج کر مجھے یاد کرے، پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے کر اپنی حاجت ذکر کرے تو اللہ کے حکم سے ضرورت پوری ہو جائے گی۔''

(بهجة الأسرار و معدان الأنوار، ص 102، فضل ذكر الصحابة وبشراهم)

تبصرہ :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفید جھوٹ ہے، جو شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ سے غلط منسوب ہے۔

① ابو المعالی عبد الرحیم بن مظفر کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

② ابو القاسم بزاز کی واضح توثیق درکار ہے!

اہل علم نے شطنوفی کی کتاب پر عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے اور خرافات کا مجموعہ قرار دیا ہے۔

① حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) فرماتے ہیں:

جَمَعَ الشَّيْخُ نُورُ الدِّينِ الشَّطْنُوفِيُّ الْمُقْرِئُ كِتَابًا حَافِلًا فِي سِيرَتِهِ وَأَخْبَارِهِ فِي ثَلَاثِ مُجَلَّدَاتٍ، أَتٰى فِيهِ بِالْبَرَّةِ وَأُذُنِ الْجَرَّةِ، وَبِالصَّحِيحِ وَالْوَاهِي وَالْمَكْذُوبِ، فَإِنَّهٗ كَتَبَ فِيْهِ حِكَايَاتٍ عَنْ قَوْمٍ لَّا صِدْقَ لَهُمْ.

”شیخ نور الدین شطنوفی نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی سیرت اور حالات پر تین جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے، جس میں اس نے اچھی، بری، صحیح، کمزور اور جھوٹی باتیں ذکر کر دی ہیں، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ایسے راویوں سے حکایات نقل کیں، جو سچے نہیں تھے۔“

(تاریخ الإسلام: 252/12)

② حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْكَمَالُ جَعْفَرٌ: وَذَكَرَ فِيهَا غَرَائِبَ وَعَجَائِبَ، وَطَعَنَ النَّاسُ فِي كَثِيرٍ مِّنْ حِكَايَاتِهٖ، وَمِنْ أَسَانِيدِهٖ فِيهَا.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

''کمال جعفر نے کہا ہے کہ شطنوفی نے اس کتاب میں منکر اور عجیب وغریب حکایات ذکر کی ہیں، اہل علم نے اس کی بہت سی حکایات اور سندوں پر طعن کیا ہے۔''(الدُّرَر الکامنة : 141/3)

③ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (795ھ) لکھتے ہیں:

''مقری ابوالحسن شطنوفی مصری نے شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ کے فضائل ومناقب میں تین جلدوں پر مشتمل کتاب لکھی ہے اور اس میں ہر جھوٹی سچی بات لکھ ماری ہے، کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہوتا ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات (بغیر تحقیق) آگے بیان کر دے، میں نے اس کتاب کا کچھ حصہ دیکھا، مجھے اس کی کسی بات پر اعتماد مناسب معلوم نہیں ہوتا، میں اس سے صرف وہ مشہور ومعروف چیزیں نقل کروں گا، جو اس کتاب کے علاوہ دوسری کتب میں بھی مذکور ہوں گی، اس میں مجہول راویوں کی کثرت ہے، بے تکی باتوں کی بھر مار ہے، یہ جھوٹ طوفان، بلند بانگ دعووں اور باطل باتوں سے اَٹی پڑی ہے، جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف اس کتاب کی نسبت جائز نہیں، پھر میں نے کمال جعفر ادفوی کی یہ بات بھی پڑھی ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ مذکور ہے، یہ خود شطنوفی کی گھڑ نتل ہے۔''(ذیل طبقات الحنابلة : 2/194-195)

قارئین! آپ نے ''نمازِ غوثیہ'' کے متعلق جان لیا ہے، جس کتاب سے اس کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے، اس کی حقیقت بھی جان چکے ہیں۔